ان الابرار لفی نعیم

اللھم صل علی محمد وعلی محمد
کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید

ارشاداتِ خطیب الامت

یعنی

حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلیوی رحمہ اللہ کے ملفوظات کا مجموعہ

مرتّب

مولانا عبدالسلام ابراھیم مارویا، لاجپوری

امام مسجد قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن

ناشر

مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت

کتاب کا نام	:	ارشادات خطیب الامت۔ حصہ اول
مرتب	:	مولانا عبدالسلام ابراہیم مارویا، لاجپوری (حال، مقیم، لندن)
ناشر	:	مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت
مطبع	:	
ایڈیشن	:	پہلا ایڈیشن
سن طباعت	:	
صفحات	:	۲۰۹
تعداد	:	

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت۔

(۲) مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ، سورت۔

(۳) مولوی عبداللہ انصاری، مدرس، مدرسہ اسلامیہ، صوفی باغ، سورت: 9898926717

(۴) صالح کتاب سینٹر، نزد ٹاٹا سکول بس اسٹانڈ، نوساری:

9824741280/9824084292

(۵) عبدالسلام ابراھیم مارویا، اسٹامفورڈ ہل، لندن: 07877937731

فہرست

عرض مرتب

اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے مجھ پر ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے مجھے حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلیوی رحمہ اللہ، سابق شیخ الحدیث فلاح دارین ترکیسر کے علمی افادات کو کتابی شکل میں علماء اور عوام کے سامنے پیش کرنے کی سعادت اور توفیق بخشی۔

اب تک حضرت مولانا مرحوم کے علمی افادات پر مشتمل جو کتابیں احقر کی کوشش سے چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے وہ یہ ہیں۔

مجالس خطیب الامت دو جلدیں، لطائف سورۂ یوسف دو جلدیں، ''ملفوظات خطیب الامت ایک جلد،،

الحمد للہ! ان سبھی کتابوں کو قارئین نے بنظر تحسین دیکھا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اِس حقیر سی کاوش اور کوشش کو بھی شرف قبولیت بخشے، اور حضرت مولانا مرحوم کے لئے اس کو صدقۂ جاریہ بنائیں۔

اور قارئین سے گذارش ہے کہ اس کتاب میں ان کو اگر کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے احقر کو مطلع فرمائیں یہ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا اور اس غلطی کو میری کوتاہی سمجھا جائے کہ مجھ سے اسے قلمبند کرنے میں کوتاہی ہوگئی ہو نہ کہ حضرت مولانا مرحوم کی ذات کی طرف اسے منسوب کیا جائے۔

اور اخیر میں جن جن حضرات نے اس کتاب کو منظر عام پر لانے میں میری مختلف طریقوں سے مدد فرمائیں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں اور دارین میں انہیں اس کا بہترین صلہ نصیب فرمائیں، آمین۔

طالبِ دعا

عبد السلام ابراہیم مارویالا جپوری

خادم مسجد قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن، یو، کے

۲۸ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۷ فروری ۲۰۱۵ء

اظہارِ خیال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ن والقلم وما یسطرون ۔الٰہی کلام اولاً قلم کی افادیت اور قلمی خدمت و ترجمانی کی طرف مشیر اور توجہ دلانے والا ہے،رسول اللہ ﷺ قلم کے حوالے سے مشیت ایزدی پر عامل ہی نہیں ہے بلکہ اس مشیت کے مظہر اتم ۔

بقول ہمارے شیخ شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ رسالت ونبوت تابع مشیت اور ولایت تابع رسالت ونبوت ۔

وصیۃً نصیحۃً گہری دلی آرزوؤں کے ساتھ بندے کو قلم کی طرف سب سے پہلے توجہ دلانے والی ہستی استاذی خطیب الامت رحمہ اللہ ہے اور اس فیضان وفضل ہی کا تسلسل سمجھتا ہوں کہ صدیق محترم خطیب وقلم کار جامع علوم ومعارف ابرار حضرت مولانا عبد السلام اس تہی دامن سے" ارشادات خطیب الامت،، پر کچھ قلمی جرأت کی درخواست کرتے ہیں ۔

مافی الضمیر کو قلمی ترجمانی جتنی وسعتوں کے ساتھ اپنی گرفت میں لے سکتی ہے شاید زبانی ترجمانی کو اتنی گرفت حاصل نہیں ہے لہذا حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کا علمی کارنامہ عمیق گہرے وسیع علوم ومعارف کو مشاہداتی محسوساتی انداز اور مثالوں کے لباس میں مسلسل پیش کرتے رہنا ان کے خطبات، دروس اور مجالس میں نمایاں طور پر محسوس ہی نہیں کیا جائے گا بلکہ اہل علم استفادۃً وافادۃً اس کی گواہی دیتے رہیں گے اور یہ ان حقائق کا عشر عشیر ہوگا جو سمندر مرحوم کے قلب میں موجزن تھا۔

اور حضرت الاستاذ رحمہ اللہ اس حسرت کا اظہار فرماتے رہے کہ قلمی خدمات کے لئے وقت فارغ نہ کرسکے اور اس حسرت کے ساتھ ہی دنیا سے رخصت ہوئے ۔

اللہ تعالی حضرت مولانا عبدالسلام صاحب کی اس علمی کاوش کو بلکہ ان کی جمیع دینی کاوشوں کو یوضع لہ القبول کی بلندیاں عطافرمائیں، آمین۔

وآخردعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم العالیہ

پیش امام وخطیب مسجد ہدایہ

اولڈٹرافوڈ، مانچسٹر، یو، کے

۲۸ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۷رفروری ۲۰۱۵ء

علماء اتنے زیادہ نیچے اتر جاتے ہیں کہ.........

فرمایا کہ: گجرات میں ابتدا میں میں نے دیکھا کہ جہاں جاؤ تو لوگ کہتے کہ آسان بیان کرو یہ قصہ پہلے تھا اب تو خیر کچھ سمجھنے لگے ہیں، اس میں ہمارے مولویوں کا بھی قصور ہے وہ اتنے زیادہ نیچے اتر جاتے ہیں کہ عوام کو کوئی علمی بات سنانا نہیں چاہتے بس وہ یہ چاہتے ہیں کہ سکۂ رائج الوقت ہو جس میں واہ واہ ہو جائے مزہ آجائے تو لوگ مولوی سے تو اس کے خواہش مند ہیں کہ وہ بالکل آخری درجہ تک نیچے اترے باقی خود کوئی کوشش نہیں کرتے کہ کسی علمی بات کو سمجھیں برسہا برس گذر گئے بیان سنتے سنتے بلکہ سنتے سنتے سن ہو گئے ''سن سے سنی ہو گئے'' سنت تو خیر رخصت ہو رہی ہے اللہ تعالی صحیح سنی بنا دیں۔

ہمارا بیان کوئی رٹا رٹایا تو ہوتا نہیں دھیمے دھیمے............

فرمایا کہ: ہمارا بیان کوئی رٹا رٹایا تو ہوتا نہیں دھیمے دھیمے، کچھ ادھر کچھ ادھر، ہوتے ہوتے پھر گاڑی لائن پکڑتی ہے اور اب تو پونے چار ہو ہی رہے ہیں اور پونے چار کے بعد'' وچار،، یعنی سوچ بچار شروع ہو جائے، تو ظاہر بات ہے کہ پھر کیا سماچار یعنی خبریں دے سکیں گے۔

تدبیر کے درجہ میں جتنا دیکھنا ہو دیکھ........

فرمایا کہ: شیطان کیسی کیسی چالیں چلتا ہے، کنتھاریہ سے مجھے ختم جلالین شریف کی دعوت آئی مجھے یہ خیال آیا کہ شاندار مضمون بیان کیا جائے میں اپنے نفس کی بات کرتا ہوں، نفس کا چور دیکھئے جی میں آیا کہ یہ بھی دیکھو وہ بھی دیکھو تو میں نے دل میں کہا کہ جب خیال یہ ہے کہ شاندار بیان کروں اور یہ مضمون بیان کروں اور یہ باتیں بیان کروں تو یہ تو دنیا ہی ہے، پھر میں نے فیصلہ کیا کہ یہ نہیں کرنا ہے اب نفس کی چال دیکھو نفس نے کہا کہ جب ایک ادارہ سے آپ کو ایک بڑی کتاب ختم کرنے کے لئے بلایا جا رہا ہے اور

جب تم کوئی اہتمام نہیں کروگے اور ایسے ہی ختم کرادوگے تو پھر تمہاری خصوصیت کیا ہوئی؟ یہ نفس کی چالیں ہیں۔

اس پر ہمارے حکیم صاحب مرحوم کی ایک بڑی اچھی بات یاد آئی ایسے موقع کے لئے فرماتے تھے کہ تدبیر کے درجہ میں جتنا دیکھنا ہو دیکھ لیا جائے اور اسکے بعد حق تعالی سے دعا کی جائے اے اللہ! میرے نفس میں شر اور خرابی ہے وہ مجھے گندی اور سفلی چیزوں کی طرف اور مخلوق کی طرف لے چلتا ہے آپ ہی اپنے فضل سے میری حفاظت فرمائیں جیسے آپ کے حبیب پاک نے دعا کی ہے ''اللھم واقیة کواقیة الولید،، اے اللہ! ایسی حفاظت فرمایئے جیسے بچہ کی حفاظت کی جاتی ہے میں اپنے نفس کے شر سے آپ ہی کی پناہ چاہتا ہوں آپ ہی مدد فرمایئے۔

بڑوں کے سامنے کچھ کہنے سے رکتی ہے زباں میری

فرمایا کہ: خانۂ خدا میں عرض کررہا ہوں کہ بڑوں کے سامنے کچھ کہنے سے رکتی ہے زباں میری۔

دو آدمی بھی ہوں اور طلب سے بیٹھے ہوں..........

فرمایا کہ بیان سننے کے لئے صرف دو آدمی بیٹھے ہوں اور طلب سے بیٹھے ہوں تو طبیعت میں انبساط ہوتا ہے اور جم غفیر ہو لیکن کوئی جماہی لے رہا ہو، کوئی ادھر متوجہ ہو کوئی ادھر متوجہ ہو تو طبیعت کا نشاط اور انبساط رخصت ہو جاتا ہے۔

گویم مشکل نہ گویم مشکل

فرمایا کہ: جب کسی باشعور مجمع سے خطاب کرنا ہوتا ہے تو نفس میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کچھ علمی بات کی جائے اور نفس ایک خاص جذبہ کے تحت چلتا ہے اسکے بہت خفیہ اور پوشیدہ مکاید ہوتے ہیں اور یہ ایک روگ ہے اور اگر اسکے بالکل خلاف کیا جائے تو

سامعین کی اکتاہٹ کا باعث ہے اور دونوں سے ہٹ کر برزخیت اختیار کی جائے تو وہ کتنی دشوار ہے اس وقت بالکل ایسی حالت ہوتی ہے

گویم مشکل نہ گویم مشکل
عجب دردے ست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

بہرحال ویسے بولنے والا ہوتا ہے تو کرسی میں مگر بعض دفعہ بے چارہ ''کسمپرسی،، میں ہوتا ہے۔

تقریر کرنے والوں کا حال تو ''سروتے کے بیچ سپاری......

فرمایا کہ: لوگ کچھ موٹی موٹی سادہ باتیں جو اہم ہیں ان کو سنتے ہی رہتے ہیں اب مصیبت یہ ہوگئی ہے کہ سنائی ہوئی چیز سناؤ تو لوگ کہتے ہیں کہ مولانا صاحب نے وہی باتیں سنائی جو ہم نے سنی ہوئی تھی، اور ایک دم نئی سناؤ تو کہتے ہیں کہ کیا کہنا چاہتے ہیں وہی سمجھ میں نہیں آتا، اب ہم تقریر کرنے والوں کا حال تو ''سروتے کے بیچ سپاری،، جیسا کہ ہم کوئی مشکل اور علمی بات کہیں تو لوگ شکایت کرتے ہیں کہ مولانا کا اسٹنڈرڈ بہت ہائی ہے اتنا ہائی نہیں ہونا چاہئے۔

اگر اس جذبہ سے بیٹھا ہے تو یہ بھی قابل اصلاح ہے

فرمایا کہ: لوگوں کا عجیب حال ہے سورت میں ایک آدمی مجھے ملے وہ ایک واعظ کے بارے میں کہنے لگے کہ انہوں نے تو وہ چیز بیان کی جس کو حضرت شیخ الحدیث صاحب نے بھی فضائل کی کتاب میں لکھا ہے ان کا منشاء یہ تھا کہ جو بات کہی جائے وہ نئی ہی ہو، یہ بھی ایک قسم کا روگ ہی ہے کہ آدمی نئی بات کی لذت کا طالب ہو ہاں! علم کے اضافہ کے لئے نئی چیز کا طالب ہو تو وہ خوشی کی بات ہے مگر مقصود جدت اور نئی چیز نہیں

ہونا چاہئے کہ ہر وعظ میں اس کا خواہشمند ہو کہ نئی نئی چیزیں ملتی رہیں بلکہ اگر اس جذبہ سے بیٹھا ہے تو یہ بھی قابل اصلاح ہے یہ بھی ایک قسم کی لذت طلبی ہوگئی۔

امت کا ایک روگ یہ بھی ہے..........

فرمایا کہ: آج امت میں ایک روگ یہ بھی ہے کہ کوئی وعظ کرتا ہے اور کسی نقص اور کمزوری پر متنبہ کرتا ہے تو ہر آدمی اس کو اپنے ذہن میں دوسرے پر فٹ کرتا ہے کہ ہاں! آج فلاں کو خوب لیا اس کو خوب سنایا اسکی خوب خبر لی، اس سے کوئی کہے کہ اللہ کے بندے! جو بات کہی گئی ہے اس کو ہر شخص کو اپنے آپ پر فٹ کرنا چاہئے۔

ملک الموت اڑے ہیں کہ میں جان لے کے........

ایک جگہ پروگرام تھا مگر اس دن حضرت کی طبیعت ناساز تھی اس پر فرمایا کہ: اگر آدمی کا پروگرام اور نظام کسی جگہ طے ہو پھر وہ اس مقام پر پہنچ نہ پائے تو تشویش ہوتی ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے خود جانے والے کے لئے بھی کلفت کی بات ہوتی ہے اس لئے خود میرا اپنا احساس پھر ان کا اصرار ایسا تھا کہ ان کے سامنے ہی میں نے یہ شعر پڑھا

ملک الموت اڑے ہیں کہ میں جان لے کے ٹلوں گا
سر بسجدہ ہے مسیحا کہ میری بات رہے

یعنی کوئی صاحب بیمار تھے اور ملک الموت ان کے پاس پہنچ گئے وہ چاہتے تھے کہ جان لئے بغیر جائے نہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام جو کہ روح اللہ ہیں مردوں کو زندہ کرنا ان کی صفت تھی وہ اللہ تعالی کے امر سے سجدہ میں ہے اور دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ! میری بات رہ جائے یہ آدمی جانے نہ پائے، تو ملک الموت رہنے دینا نہیں چاہتے اور مسیحا سر بسجدہ ہیں کہ یہ جانے نہ پائے، ایک طرف سے تقاضا لے جانے کا ہے اور دوسری طرف تقاضا نہ جانے کا اور میں بھی ایسی کش مکش میں تھا طبیعت کہتی تھی کہ نہ جائیں اور اصرار کہتا

تھا کہ ضرور جائیں۔

دین کی بات پہنچانے میں قلت وکثرت کو نہ دیکھیں

فرمایا کہ: (طلباء سے فرمایا کہ) آپ کرسی پر بیٹھ کر دھوم دھام سے ''نحمده ونصلی علی رسوله الکریم ،، پڑھیں اور پھر اسکے بعد وعظ کریں، نہیں بستی میں دو جوان مل گئے آپ ان کا ذہن بنائیے، ان کو دین کی طرف متوجہ کیجئے، چار پانچ آدمی مل جائیں انہیں دین سمجھائیں، ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ملازمت کرتا ہے تو اس کا ذہن دینی بنائیے۔

مولوی جی! اب تو میرا گھر بنانا مشکل ہو گیا

فرمایا کہ: کاوی میں ایک مرتبہ پڑھنے کے زمانہ میں میری تقریر ہوئی میں نے معاملات پر بیان کیا وہاں ایک بڑے میاں تھے وہ کہنے لگے مولوی صاحب! آپ نے کیا بیان کیا؟ مجھے تو گھر باندھنا تھا اور آپ نے یہ سب وعیدیں سنادیں کہ حدیث میں ہے کہ ایک بالشت زمین کسی نے قبضہ کرلی تو اس کو اس کا طوق پہنایا جائے گا اب تو گھر بنانا مشکل ہو گیا لوگوں کا یہ حال ہے۔

کچھ قصور مقررین کا ہے اور کچھ عوام کا بھی ہے

ہمارے واعظین اور مقررین کا بھی قصور ہوتا ہے کہ وہ علمی باتوں کی کبھی تکلیف اور زحمت نہیں کرتے اور قصور عوام کا بھی ہے کہ وہ اپنی سطح سے اٹھنا نہیں چاہتے، بھئی! تین منزلیں ہوں اور ایک آدمی پہلے منزلے پر ہو اور ایک آدمی تیسرے منزلے پر ہو تو انصاف کی بات یہ ہے کہ نیچے والا ایک زینہ طے کر کے درمیان میں پہنچے اور اوپر والا ایک زینہ اتر کر درمیان میں آجائے تو جوڑ کی شکل پیدا ہوگی اب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ واعظین تیسرے منزلہ سے اتر کر نیچے آجائیں اور خود اوپر چڑھنا نہیں چاہتے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا راستہ ہے

طلباء سے فرمایا کہ دس مہینے جو آپ نے مدرسہ میں گذارے یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے راستہ میں ہیں، قرآن کریم میں ہے ''للفقراء الذین احصروا فی سبیل الله ،، آپ لوگ بھی دارالاقامہ میں محصر ہیں کچھ سمجھ میں آتا ہے؟ آپ لوگ دارالاقامہ کے اندر محصر ہیں اور محصر ہونے کے باوجود ''فی سبیل اللہ،، ہیں اور ترمذی شریف کی حدیث ہے ''من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله،،

آپ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے راستہ میں ہیں یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ یہ بھی خدا تعالیٰ ہی کا راستہ ہے، ایک صاحب کہنے لگے کہ مدرسہ خدا کا راستہ نہیں، نکلنا (جماعت میں) خدا کا راستہ ہے، میں نے کہا کہ آپ اپنے ''لاشعور،، سے ''شعور،، کی طرف نکلیں یہ بھی خدا ہی کا راستہ ہے، ہاں یوں کہئے کہ نوعیت الگ ہے۔

یہ چیز وقارِ علم کے خلاف ہے

فرمایا کہ: میں جس زمانہ میں ڈابھیل میں مدرس (پڑھاتا) تھا تو اس زمانہ میں ایک صاحب بیرون ملک سے تشریف لائے اور انھوں نے یہ تجویز پیش کی کہ جتنی درسگاہیں ہیں ان میں تاروں کا کوئی ایسا نظام ہونا چاہیئے کہ دفتر میں بیٹھ کر مہتمم صاحب سب اساتذہ کا درس سن سکیں تاکہ یہ پتہ چلے کہ مدرس پڑھا رہا ہے یا باتیں کر رہا ہے یا قصہ کہانیاں چل رہی ہیں، تو میں نے اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات کہی کہ ایک مدرس برابر محنت سے پڑھاتا رہا پھر اس بیچارہ نے پانچ منٹ کا ایک لطیفہ سنایا اور اسی وقت مہتمم صاحب اپنے دفتر میں تشریف لائے اور اس کا درس سنا تو مہتمم صاحب کو اس مدرس کے بارے میں یہ بدگمانی پیدا ہوگی کہ آج مدرس نے سبق نہیں پڑھایا۔

دوسری بات یہ کہ بیرون سے لوگ آتے ہیں افریقہ سے موریشش سے اور دوسری جگہوں

سے وہ درسگاہوں میں حاضر ہوکر قرآن وحدیث سنتے ہیں، اب کیفیت یہ ہوگی کہ جو آئے گا وہ دفتر میں پیر لمبے کر کے بیٹھے گا اور وہیں اس مشین کا کان مروڑ کر قرآن وحدیث سننے کا شوق پورا کرے گا اور یہ چیز وقارِ علم کے خلاف ہے اس لئے میں نے کہا کہ یہ نامناسب بات ہے اور میں نے کہا کہ میری اپنی درسگاہ میں تو کم از کم یہ نہیں ہوسکے گا اور میں نے یہ بات ذمہ داروں تک بھی پہنچائی تھی چونکہ اس کا تعلق وقارِ علم سے تھا۔

بیان سننے کا شوق ہے تو طریقہ سے سنیں ورنہ بیان نہیں ہوگا

فرمایا کہ: ساؤتھ افریقہ میں ''لینس،، میں میرا بیان تھا وہاں میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے امراء مسجد میں دونوں پیر پھیلا کر ایسے بیٹھے تھے جیسے نانی کے گھر میں بیٹھے ہوں، میں نے کہا کہ جو لوگ مجبور اور معذور ہیں، وہ تو خیر معذور ہیں اور جو معذور نہیں ہیں وہ آگے بڑھکر ادب سے بیٹھیں اور بیان سنیں، بیان سننے کا شوق ہے تو طریقہ سے سنیں ورنہ بیان نہیں ہوگا۔

ایک جگہ بیان میں فرمایا کہ بھائی دیکھو! جو حضرات پیر لمبے کر کے بیٹھے ہیں معلوم ہوتا ہے پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے قرآن وحدیث کے ادب کے خلاف ہے کوئی معذور ہو تو ٹھیک ہے ٹیک لگا کر بیٹھے باقی قرآن وحدیث کے ساتھ یہ شاہی معاملہ ٹھیک نہیں ہے یہاں تو آدمی ادب کے ساتھ بیٹھے۔

ساؤتھ افریقہ کے ایک بیان میں لوگ دیوار سے ٹیک لگا کر پیر لمبے کر کے بیٹھے تھے اس پر فرمایا کہ تم دادا نانا کے یہاں نہیں بیٹھے ہوں یہ غلط بات ہے یا تو اپنے دولت خانہ پر تشریف لے جائیے یا احترام سے بیٹھئے قرآن وحدیث بے وقعت شئ نہیں ہے بلکہ بڑی عظمت اور احترام کے قابل ہے۔

ایک تکلیف دہ بات

فرمایا کہ: جب میں گجرات میں یہ جملہ سنتا ہوں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے بعض لوگ

کہتے ہیں کہ فلاں مولوی کے پاس تو بہت پیسے ہیں اور اسکی آمدنی بہت اچھی ہے اسے ملازمت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

کتنی تکلیف کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ علماء پیٹ کے لئے ہی پڑھا رہے ہیں حالانکہ ظاہر بات ہے کہ یہ کام اس لئے نہیں ہے بلکہ مقصود رضائے حق ہے ورنہ ہم آپ سے کہتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک بس کنڈکٹر کی جو تنخواہ ہوتی ہے وہ کسی مدرسہ کے شیخ الحدیث کی بھی نہیں ہوتی خصوصاً جب اوور ٹائم کریں تو اس میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اس لئے ہمارے پیش نظر صرف حق تعالی کی رضامندی ہونا چاہئے۔

علماء کے وقار اور پوزیشن کو محفوظ رکھنا یہ فرض ہے

فرمایا کہ: علماء کے لئے استغناء بہت ضروری ہے یہ طے ہے کہ جو شئی مقدر ہے وہ ٹلے گی نہیں اس پر میں آپ کو اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں میرا پہلا سفر زامبیا کا ہوا تو وہاں سے خط آیا وہ خط آج بھی میرے پاس محفوظ ہے میں نے ان کو (زامبیا والوں کو) لکھا کہ تم سمجھتے ہوں گے کہ بڑے مولانا ہیں، جبہ، قبہ، عبا ہوگا چنیں ہوں گے چناں ہوں گے میں تو طالب علموں کی طرح بے تکلف ہوں اور واقعۃ میں طالب علم ہی ہوں آپ لوگ اپنی دعوت پر نظر ثانی کریں غور کرلیں تاکہ بلانے کے بعد پچھتاوا نہ ہو کہ ہم نے ان کو کہاں بلالیا، اب وہ خط جب زامبیا پہنچا تو وہ سوچ میں پڑ گئے کہ لوگ تو یہاں آنے کے لئے بالکل تیار رہتے ہیں اور یہ ایسا لکھ رہے ہیں تب تو انہیں ضرور بلانا چاہئے۔

بہر حال جانا ہوا اب جب میں وہاں گیا تو چونکہ پہلا سفر تھا اور دنیا کا کچھ تجربہ اور ہوش نہیں تھا اور لوگوں کے مزاج کا کچھ انداز بھی نہیں تھا اس لئے میں نے کہہ دیا کہ میں واپسی میں حج کرتے ہوئے جاؤں گا چونکہ طبیعت بالکل سادہ تھی لیکن پھر مجھے ذرا سی بھنک آئی کہ وہ سوچنے لگے ہیں کہ مولانا کے حج کے لئے انتظام کرنا پڑے گا تو میں نے

ان کو بلایا اور کہا کہ دیکھو! ایک بات سنو! مجھ پر حج فرض نہیں ہے مگر علماء کے وقار اور پوزیشن کو محفوظ رکھنا یہ فرض ہے، میں آپ لوگوں کو خبر دیتا ہوں کہ میں حج کرنے ہرگز ہرگز نہیں جاؤں گا سیدھا یہاں سے ہندوستان جاؤں گا کیونکہ مجھ پر حج فرض نہیں ہے باقی بھیک مانگ کر جاؤں یہ میرا مزاج نہیں ہے۔

آپ یقین مانئے ان کو اس کا اتنا شدید احساس ہوا کہ پورے ملک میں اس جملہ کی شہرت ہوئی اور انہوں نے معافی مانگی اور رو رو کر اصرار کیا میں نے ان سے کہا مجھے نہیں جانا ہے میں نے کہا میرے ذمہ حج فرض نہیں ہے لیکن علماء کے وقار اور ان کی پوزیشن پر اثر پڑے یہ گوارا نہیں اس سے تو موت اچھی۔

بہر حال انہوں نے معافی مانگی اور رو رو کر اصرار کر کے مجھے بھیجا وہ تو حج مقدر ہی تھا اس لئے ہوا لیکن پھر مجھے احساس ہوا تو ہمیشہ کے لئے کان پکڑے وہ تو بھولا پن تھا پہلا سفر تھا اسکے بعد بہت پھونک پھونک کر قدم رکھے۔

میں یہاں امول ڈیری کا ڈبہ لے کر نہیں آیا ہوں

فرمایا کہ: میں نے بارباڈوس (ویسٹ انڈیز) کی ایک مجلس میں فرمایا کہ ہم اتنا لمبا سفر کر کے آپ کے سامنے قصے کہانی سنانے کے لئے نہیں آئے اور فرمایا کہ میں یہ بات برطانیہ (انگلینڈ) اور کینیڈا کی تقریروں میں بھی کہہ چکا ہوں کہ ہمارے یہاں ''آنند،، نام کا شہر ہے وہاں ''امول ڈیری،، ہے اس کا ''بٹر،، مشہور ہے جس کو ''مسکہ،، کہا جاتا ہے تو میں یہاں امول ڈیری کا ''ڈبہ،، لے کر نہیں آیا ہوں، میں تو صاف صاف دینی باتیں کہنے آیا ہوں، چاہے کڑوی لگیں۔

اصول کے ساتھ علمی گفتگو کیجئے............

فرمایا کہ: میں ''وین کوور،، (کینیڈا) پہنچا تو ایک صاحب تقریر کے بعد مجھے ملے انہوں

نے کہا کہ مجھے آپ کی تقریر سے بہت تأثر ہوا میں نے کہا کہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ آپ کو تأثر ہوا، اسکے بعد کہنے لگے مجھے ایک اشکال اور اعتراض ہے، میں نے کہا وہ کیا؟ کہا کہ بخاری شریف جو حدیث شریف کی کتاب ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے لاکھوں حدیثوں سے انتخاب کر کے مرتب کیا ہے کہ چھ لاکھ حدیثوں سے چند ہزار کا انتخاب کیا اس سے معلوم ہوا کہ اتنی احادیث ضعیف ہیں، اور جب ان کے زمانہ میں اتنی حدیثیں ضعیف تھیں تو اب ان کا کیا حال ہوگا؟ میں نے دل میں کہا کہ ان کی بھی کھوپڑی بھیک مانگتی ہے اس لئے انہوں نے ساری حدیثوں کو ضعیف کہا ہے۔

اسکے بعد میں نے ان سے کچھ سوالات کئے میں نے ان سے کہا کہ جب آپ حدیث پر اشکال کررہے ہیں تو پہلے آپ حدیث کی تعریف بتائیے، پھر حدیث صحیح کی جو سات قسمیں ہیں وہ بتائیے، پھر معضل، منقطع، معلق اور مرسل کی تعریفات بتائیے، علل قویہ وعلل ضعیفہ پر کلام کیجئے۔ اگر تمہیں اشکال کا بہت شوق ہے تو پھر اصول کے ساتھ علمی گفتگو کیجئے ورنہ چپ چاپ بے بی چکن کھا کر اپنے گھر پر آرام کیجئے، کوئی سر پھرا ملے گا تو طبیعت خوش ہوجائے گی اس پر وہ خاموش ہوگئے۔

قوم کا بھی یہی مزاج بن گیا ہے کہ........

فرمایا کہ: کرماڈ میں ایک دفعہ سالانہ جلسہ تھا اس میں فاریز (بیرون ملک سے آئے) حضرات بھی تھے، میں نے کہا کہ باہر کے رؤساء کے اعزاز میں جلسے ہوتے ہیں ان کا استقبال ہوتا ہے اور اس کے ساتھ تعریف وتوصیف میں آسمان وزمین میں قلابے ملائے جاتے ہیں حالانکہ دراصل دو کام ہیں، عام مسلمانوں کا یہ کام ہے کہ وہ کوشش اور جدوجہد کر کے کمائیں اور اہل دین کا تعاون کریں اور ان علماء کرام کا کام علم دین کی حفاظت اور اس کی صیانت ہے اس عظیم ترین ضرورت کو پورا کرنے میں یہ بیچارے لگے ہوئے ہیں

اور اہل ثروت مالیات کے راستہ سے طلبہ اور علماء کی معاونت کررہے ہیں تو دین کی خدمت دونوں ہی کررہے ہیں پھر یہ کونسا انصاف ہے کہ ایک ہی جماعت کا شکریہ ادا کیا جائے یہ تو ایسا ہی ہوگیا جیسے ہمارے یہاں ایک صاحب آئے اور ایک مولوی صاحب سے پوچھنے لگے کہ میرا خط آپ کو ملا؟ انہوں نے کہا ہاں وہ صاحب کہنے لگے پھر آپ نے جواب نہیں بھیجا تو کہا کہ ہاں مجھ سے جواب رہ گیا تو کہنے لگے کہ جواب کے باب میں آپ ''ون وے،، معلوم ہوتے ہیں بس خط آئے اور جواب سے کوئی بحث نہیں اسی طرح قوم کا بھی یہی مزاج بن گیا ہے کہ وہ بھی شکریہ کے باب میں ون وے واقع ہوئی ہے یہ چیز نہیں ہونا چاہئے۔

سفر حج میں تکلیف تو پیش آئے گی ہی صحیح

فرمایا کہ: میں میزابِ رحمت کے نیچے دعا کررہا تھا اور مجھ پر ایک خاص کیفیت طاری تھی اتنے میں ایک ''خان صاحب،، آئے اور ایک دھکا لگایا اور کہا دوڑو دوڑو اب جو دوڑو دوڑ شروع کیا تو بھاگم بھاگی شروع ہوگئی، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حج کے سفر میں خلاف مزاج باتیں تو پیش آتی ہی ہے آدمی کو صبر سے کام لینا چاہئے۔

سختی عجیب وغریب چیز ہے

فرمایا کہ: سختی عجیب وغریب چیز ہے، ایک مرتبہ جامعہ ڈابھیل میں دفترِ اہتمام میں کچھ علماء بیٹھے تھے اور شوریٰ کے کچھ احباب بھی تھے ایک مسئلہ پر گفتگو ہورہی تھی اس میں میں نے ایک مثال دی وہاں موجود سبھی حضرات نے اس مثال کو بہت پسند کیا، میں نے ان سے کہا کہ میں ابھی حوض پر وضو کررہا تھا وضو کرتے ہوئے ایک بات میری سمجھ میں آئی وہ یہ کہ میں نے اپنے ہاتھ میں پانی لیا اور ذرا اسے دبایا تو وہ نکل بھاگا، میرے ذہن میں ایک بات آئی کہ پانی بیچارہ اتنا نرم ہے کہ دو خشک اور جدا رہنے والی چیزوں کو بھی جوڑنا اس

کامزاج ہے کہ آپ دو چیزوں کو ملانا چاہیں تو اس میں پانی ڈالتے ہیں کہ اس کے توسط سے وہ چیز مل (جڑ) جاتی ہے وہ بیچارہ نرم ہے جوڑنے کا اس کا مزاج ہے، مگر اس پر بھی اگر غلط دباؤ پڑتا ہے تو وہ نکل بھاگتا ہے، ٹھہرتا نہیں ہے۔

حضرت نے اکیلے بیس رکعت تراویح پڑھائی

فرمایا کہ: میں نے ایک مرتبہ ''شولاپور،، میں پوری بیس رکعت تراویح پڑھائی، بعد میں پھر بیماری کی وجہ سے چھوڑ دیا، ورنہ پہلے الحمدللہ پوری بیس رکعت پڑھاتا تھا۔

بھائی! اب ہم پہنچ گئے

فرمایا کہ: مجھے خوب یاد ہے جب میں خود حضرت (مولانا شاہ وصی اللہ رحمہ اللہ) کے یہاں الہ آباد رہا جوانی کا زمانہ تھا ذکر و شغل جوش جوش میں کرتے تھے اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زمین سے آسمان تک چنگاریاں ہی چنگاریاں ہیں تو میں اپنے دوست مولوی عبد اللہ صاحب پانڈور سملکی سے کہنے لگا کہ بھائی! اب ہم پہنچ گئے، کامل ہوگئے، لیکن وہاں چونکہ بزرگوں کی کتابیں دیکھی تھیں اس لئے سمجھتا تھا کہ یہ خشکی کی کیفیت ہے اور واقعی خشکی میں ایسا محسوس ہوتا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ دماغ کی طراوت کے لئے کچھ کھایا جائے نیند کا اہتمام کیا جائے۔

پروردگار! ہم آپ کی تقسیم پر راضی ہیں

طلباء سے فرمایا کہ! ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہوئے کہیں کہ اے اللہ! ہم آپ کی تقدیر پر راضی ہیں کہ آپ نے غیروں کو اور چیزیں دیں اور ہم کو یہ چٹائیاں نصیب کیں جن پر بیٹھ کر ہم قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے ہیں اور تفسیر و حدیث کا درس دیتے اور سنتے ہیں ہم دل سے یہ کہیں کہ پروردگار! ہم آپ کی تقسیم پر راضی اور خوش ہیں کہ آپ نے دنیا کے دانے غیروں کے آگے ڈالدیئے اور ہم کو آپ نے وہ دولت عطا فرمائی کہ جس سے آپ

خوش ہوتے ہیں۔

ہماری اپنی بھی کوتاہی ہے یہ نہیں کہ سارا قصور ان ہی کا ہے

فرمایا کہ: جس وقت میں ڈابھیل میں مدرس (پڑھاتا) تھا اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے ایک بات کہی میں نے کہا کہ اگر طلباء میں کمزوریاں ہیں تو اسکی جہاں اور وجہیں ہیں وہیں ایک بڑی وجہ ہماری کمزوری بھی ہے، تو ایک صاحب کہنے لگے کہ مولانا! آپ نے یہ کیسی بات کہی؟ میں نے کہا دیکھو! آگ کے پاس بیٹھے گا تو گرمی محسوس ہوگی برف کے پاس بیٹھے گا تو ٹھنڈک محسوس ہوگی تو جب یہ طلبہ کئی کئی گھنٹے ہمارے پاس بیٹھیں اور ان میں کوئی اچھا اثر پیدا نہ ہو تو ہم کو تو یہی سمجھنا چاہئے کہ ہماری اپنی بھی کوتاہی ہے یہ نہیں کہ سارا قصور ان ہی کا ہے۔

بچپن کا خطیب الامت کا ایک خیال

فرمایا کہ: یہ بات اس وقت کی ہے جب میں چھوٹا تھا میں نے یہ سنا کہ آدمی کو اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک وہ اپنا رزق پورا نہ کرلے تو مجھے خیال ہوا کہ آدمی اگر تھوڑا تھوڑا کھائے تو بہت دن زندہ رہے گا اس لئے کہ روزی پوری نہیں ہوگی تو موت نہیں آئے گی پھر فوراً خیال آیا کہ ممکن ہے اسکی قسمت میں روزی ہی اتنی لکھی ہو۔

دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے مے کشوں..........

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد رضا صاحب (شیخ اجمیری) کے بارے میں فرمایا کہ۔

دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے
مے کشوں کے سر پہ یارب پیر مے خانہ رہے

مولانا! کیا بمبئی ائیر پورٹ پر.........................

فرمایا کہ: میں جب شوال میں باہر ملکوں کے سفر سے واپس آتا ہوں تو میرے پاس کچھ

نہیں ہوتا ایک چھوٹی سی بیگ ہوتی ہے اس لئے کوئی فکر نہیں ہوتی، مال زیادہ لائیں تو پریشانی ہو، بڑے بڑے پٹارے والے مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مولانا! کیا بمبئی ائیر پورٹ پر چیکنگ بہت سخت ہوتی ہے؟

میں کہتا ہوں ابھی بمبئی آنے دیجئے وہ ....واڑ کے شریف زادے ہیں آپ ان لوگوں سے ملیں گے تب پتہ چلے گا، ہمیں تو وطن لوٹنے کی خوشی ہوتی ہے اور ان لوگوں کا برا حال ہوتا ہے، بے چینی کی ایک کیفیت ہوتی ہے۔

اسی طرح جب آدمی دنیا سے آخرت کے ائیر پورٹ پر جائے گا اور اسکے ساتھ کچھ جھمیلے نہیں ہوں گے اسنے کچھ گڑ بڑی نہیں کی ہوگی لوگوں کا مال نہیں کھایا ہوگا اور لوگوں کو ستایا نہیں ہوگا تو اس کا حساب کلئیر اور وصاف ہوگا، اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو وہاں پریشانی کی شکل ہوگی۔

وہ مجھے جانچنے آئے تھے مگر..........................

فرمایا کہ: دھولیہ میں میرے پاس کچھ پروفیسر آئے اور آنے کے بعد انہوں نے کچھ اشکالات کئے اور مقصد اشکال حل کرنا نہیں تھا مجھے ناپنا تھا کہ دیکھے یہ کتنے پانی میں ہے وہ مجھے جانچنا اور ناپنا چاہتے تھے تو سب سے پہلے تو میں نے ان سے یہ کہا کہ آپ جو حکمت پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ایسا کیوں ہے اور یہ مسئلہ ایسا کیوں ہے اس سوال کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے اور پھر میں نے ان کو ایک مثال دی، میں نے کہا دیکھو! ایک ہے قانون کا جاننے والا اس کو قانون داں کہتے ہے اور ایک ہے قانون کا بنانے والا وہ قانون ساز کہلاتا ہے مثال کے طور پر کوئی حکومت کا آدمی کسی آدمی کو کسی بات پر پکڑے اور یہ کہے کہ تم نے یہ غلط کام کیا ہے یہ حکومت کے قانون کے خلاف ہے، اب وہ آدمی اس فوجدار یا حوالدار یا معاملات دار سے پوچھے کہ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ قانون کے

خلاف ہے تو یہ قانون کیوں بنا ہے، تو وہ اس سے یہی کہے گا کہ یہ قانون کیوں بنا ہے وہ پارلیمینٹ میں بیٹھنے والے دماغ سے پوچھو اس کا ذمہ دار میں نہیں ہوں، میں تو قانون جانتا ہوں قانون بتانا میرا کام ہے، میں نے ان سے پوچھا یہ بات آپ مانتے ہیں کہ نہیں، تو وہ کہنے لگے کہ آپ کی بات بالکل صحیح ہے، میں نے کہا ایک ہے قانون داں یعنی قانون کا جاننے والا جو قانون بتاتا ہے اور ایک ہے قانون ساز یعنی قانون بنانے والا جو قانون تیار کرتا ہے قانون شرعی بنانے والے حق تعالی ہے اور نبی کریم ﷺ اس کی ترجمانی فرماتے ہیں تو قانون بنانے والے وہ (حق تعالی) اور علماء تو قانون بتانے والے ہیں جیسے مثلاً فوجدار نے قانون بتایا پولیس نے قانون بتایا تو جو قانون بنانے والا ہے اس کا کام آپ اس سے لینا چاہتے ہو جو قانون بتانے والا ہے یہ آپ کی پہلی بنیادی غلطی ہے جسے آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا تو وہ ذرا سنبھل کر بیٹھے۔

اسکے بعد پھر میں نے ان کو مثال دے کر سمجھایا کہ دیکھو! یہ ہے انسانی حقیقت آپ میرے سامنے کھڑے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ چھ طرف سے نہیں ہے اور بیچ میں ہے کہنے لگے کیسے، میں نے کہا ایسے جیسے یہ قلم ہے میں نے ان کو قلم دکھلا کر کہا اس کے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ چھ طرف سے نہیں ہے اور درمیان میں ہے میں نے کہا یہ بات آپ مانتے ہیں یا نہیں، کہنے لگے ہاں مانتے ہیں ان کی سمجھ میں بات آ گئی، تو میں نے کہا جب انسان کا اور مخلوق کا یہ حال ہے کہ اس کا جو موصوف ہے وہ چھ طرف سے نہیں ہے اور بیچ میں ہے تو اسکی صفت کا بھی یہی حال ہے مثلاً آپ سائنس کے پچاس مسئلے جانتے ہیں اب اکیاونواں (۵۱) مسئلہ کوئی آپ سے پوچھے تو آپ کہیں گے آئی ڈونٹ نو ''تو منے چونٹ نو،، یعنی میرے پیچھے مت پڑو مجھے پریشان مت کرو، تو غرض یہ کہ یہ کیفیت ہے یا مثلاً کوئی اور چیز ہے تو آپ کا علم ایک حد تک چلے گا اس کے بعد کسی نے

کوئی سوال کیا جو آپ کی لیمیٹڈ سے باہر ہے تو آپ کہیں گے میں اس کو نہیں جانتا، تو معلوم ہوا کہ محدود دائرہ ہے اور شریعت اس ذات عالی کی طرف سے چلی ہے جس کے علوم کی کوئی انتہا نہیں ہے تو اس کو لوگ کیسے پاسکیں گے۔

آپ سنت کی تعریف بھی جانتے ہیں؟

فرمایا کہ: ایک صاحب دھولیہ میں ہمارے قریب ہی رہتے تھے گریجویٹ تھے اور ان لوگوں کو مستقل ایک غرہ ہوتا ہے میں ایک دفعہ بازار سے کچھ سودا لے کر آرہا تھا اور وہ زمانہ میری طالب علمی کا تھا میرے پڑھنے کا تھا وہ صاحب مجھ سے ملے اور کچھ بات ڈاڑھی کی نکل آئی، انہوں نے کہا کہ مولانا! یہ بتائیے کہ داڑھی سنت بھی ہے یا نہیں؟ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ انہوں نے کہا چھبیس سال پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اسلام تحقیق کے ساتھ حاصل کیا ہے یا بغیر تحقیق کے؟ اب وہ کیا کہتے؟ اگر کہتے تحقیق سے حاصل کیا ہے تو پھنستے اور اگر کہتے کہ بغیر تحقیق کے مان لیا ہے تو ہم کہتے جب تم کو تحقیق نہیں ہے تو جیسے اور حکم بلا تحقیق مان لئے ویسے یہ بھی مان لیجئے۔ پھر میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ سنت کی تعریف بھی جانتے ہیں؟ دیکھئے آپ چھبیس سال کی عمر تک اسلام میں رہے اور اسلام کو آپ نے ماشاء اللہ تحقیق ہی سے اختیار فرمایا ہوگا تو آپ صرف سنت کی صحیح اور جامع مانع تعریف ہی فرمادیں، اگر آپ سنت کی صحیح اور جامع مانع تعریف فرمادیں گے تو میں اپنی بقیہ زندگی آپ کی غلامی کے لئے وقف کردوں گا اور اگر آپ صرف لفظ ''سنت،، کی تعریف نہیں کرسکتے تو پھر آپ کے لئے چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا مناسب ہوگا۔

کہنے لگے ارے نہیں نہیں، میرا منشاء یہ نہیں تھا، میں نے کہا یہ آئیں بائیں شائیں نہیں چلے گا، دلائل سے بات کیجئے دلائل سے بات بہتر ہوتی ہے، اسپر وہ خاموش ہوگئے۔

مولیٰ کی مرضی کے بغیر تو کچھ ہوتا نہیں ہے تو پھر یہ غلط..........

فرمایا کہ: مجھ سے بڑودہ میں ایک شخص نے سوال کیا کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ مولیٰ کی مرضی کے بغیر پتہ نہیں ہلتا، پھر زانی زنا کرتا ہے تو حمل کیوں قرار پاتا ہے؟ یہ اس کا سوال تھا، سمجھ میں آیا سوال کہ مولیٰ کی مرضی کے بغیر تو کچھ ہوتا نہیں ہے تو یہ غلط کام کرتے ہیں اس کے بعد حمل ٹھہرتا ہے اور بچہ پیدا ہوتا ہے ایسا کیوں ہے؟

میں نے کہا کہ میں آپ کا سوال اور مضبوط کردوں؟ انہوں نے کہا بہت شوق سے، میں نے کہا کہ یہ تو ایک عمل ہے، کافر کفر کرتا ہے وہ بھی ہوجاتا ہے، زنا سے زیادہ شدید چیز ہے صنم پرستی کہ ایک آدمی بت کی طرف جھکتا ہے تو بدن اس کا پہنچتا ہے بت کی طرف یہ نہیں کہ اکڑ جاتا ہے، اسی طرح کوئی آدمی حرام لقمہ کھاتا ہے تو اس کا ہاتھ سخت اور شل نہیں ہوجاتا، یہ جتنی چیزیں ہیں کفر ہے، شرک ہے، یہ تو عقیدے کی چیزیں ہیں اور زنا یہ تو عمل ہے اور بدعقیدگی یہ بدعملی سے زیادہ بری چیز ہے، اسی طرح سوّر کا گوشت کھانا، شراب پینا، زنا کرنا اور جتنی بھی برائیاں ہیں ان تمام کو سمجھنے کیلئے میں نے کہا کہ ایک قاعدۂ کلّی سمجھ لیں۔

دیکھئے! دو چیزیں ہیں، ایک ہے مشیت اور ایک ہے اللہ تعالیٰ کی رضا رضا کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ خوش ہیں۔

اور مشیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی حکمت کی وجہ سے اس چیز کو ہونے دے اسکے لئے خوش ہونا ضروری نہیں، اس بات کو میں نے ان کے سامنے ذرا وضاحت سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ الحمدللہ، بہت اطمینان ہوا سارے اشکالات دور ہوگئے۔

جس جگہ محبوب کی ملاقات ہو وہ جگہ بھی محبوب ہوجاتی ہے

فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ دعا فرماتے تھے ''اللھم انی اسئلک الجنة وما قرب الیھا من

قول او عمل ،،پروردگار! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور ہر ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جو جنت تک پہنچائے چاہے قول ہو یا فعل ہو، پھر فرماتے تھے ''اللھم انی اعوذ بک من عذاب جھنم وما قرب الیھا من قول او عمل ،،اے اللہ! میں عذاب جھنم سے پناہ چاہتا ہوں اور ہر ایسے قول وفعل سے جو جھنم سے قریب کرے۔

اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جس جگہ محبوب کی ملاقات ہو وہ جگہ بھی محبوب ہو جاتی ہے چونکہ جنت میں خدا تعالی کی ملاقات اور لقاء نصیب ہوگی اس لئے جنت میں بھی محبوبیت کی شان پیدا ہوگئی ہے۔

اور جھنم اللہ تعالی کی ناراضگی کا مظہر ہے اس لئے اس سے بھی پناہ مانگی گئی۔

جس گھر میں خدا تعالی کا نام لیا جائے اس گھر میں نحوست ......

فرمایا کہ: جس گھر میں خدا تعالی کا نام لیا جائے اور خدا تعالی کو یاد کیا جائے اور خدا تعالی کے چرچے ہوتے ہوں اس گھر میں نحوست نہیں آسکتی وہاں برکتیں آتی ہیں ملائکہ اس گھر میں نازل ہوتے ہیں وہاں شیاطین، بھوت، ڈاکن، چڑیل وغیرہ نہیں آسکتے اور جن گھروں میں طہارت کا اہتمام نہیں غسل جنابت کا اہتمام نہیں ان سارے مقامات پر چڑیل بھی آجائے، ڈاکن بھی آجائے، بھوت بھی آجائے تو کوئی بعید نہیں۔

حضرت ابو ہریرۃ ؓ کو سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی..........

فرمایا کہ: حدیث شریف میں ہے کہ جب شام کا وقت ہوتا ہے تو شیاطین نکلتے ہیں، ان کے ضرر سے بچنے کے لئے مغرب کی نماز رکھی گئی، اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا تھا کہ نماز عشاء کو ثلث لیل یعنی ایک تہائی حصہ تک مؤخر کروں پھر عشاء پڑھوں، منشاء اس کا یہی تھا کہ دیر سے عشاء پڑھی جائے تو اس صورت میں آخری عمل نماز ہوگا اور سوئے گا تو نمازی ہونے کی حالت پر سوئے گا، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے عشاء

کے بعد ادھر ادھر کی باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے، دین کی بات ہو، مسئلے مسائل ہو، قرآن و حدیث کی بات ہو، مہمان آجائے یا کوئی شرعی ضرورت ہو تو وہ مستثنیٰ ہے، تو ابتداءِ شب میں شیاطین کے غلبہ سے نماز مغرب کے ذریعہ حفاظت کی شکل کی گئی ہے اور تہائی شب میں شیاطین کے غلبہ سے نماز عشاء کے ذریعہ حفاظت کا سامان کیا گیا۔

اسی لئے جو لازمی نمازیں ہیں ان میں سب سے اخیر میں وتر ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کو نبی کریم ﷺ نے جو وصیتیں فرمائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لی جائے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ نیند کا تعلق دماغ سے ہے اور وہ حدیثوں کے حفظ کرنے میں دماغ صرف کرتے تھے ممکن ہے ان کے لئے اٹھنے میں صعوبت اور دشواری ہو اس لئے فرمایا سونے سے پہلے وتر پڑھ لی جائے۔

بندۂ مومن توحید افعالی اور توحید اعتقادی سے اپنے دن........

فرمایا کہ: وتر کی پہلی رکعت میں ''سورۂ اعلیٰ'' مسنون ہے دوسری رکعت میں ''سورۂ کافرون'' مسنون ہے جس میں توحید افعالی ہے اور تیسری رکعت میں ''قل ھو اللہ احد'' مسنون ہے جس میں توحید اعتقادی بیان کی گئی ہے، گویا رات کی آخری دو رکعت میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص مسنون و پسندیدہ ہے اور فجر کی سنت کے بارے میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ کافرون پہلی رکعت میں تلاوت فرمائی اور سورۂ اخلاص دوسری رکعت میں، گویا رات کی دو اخیری رکعتوں میں جو سورتیں پسندیدہ تھیں وہی دن کی ابتدائی نماز میں بھی پسندیدہ سمجھی گئی ہیں اس سے ثابت ہوا کہ بندۂ مومن توحید افعالی اور توحید اعتقادی سے اپنے دن کا آغاز کرتا ہے اور اسی پر اپنے دن کا اختتام کرتا ہے، گویا توحید ہی پر اس کو اٹھایا گیا، گویا جس شان کی نیند ہے اسی شان کی بیداری ہے، جس شان کے ساتھ موت ہے اسی شان کے ساتھ زندگی ہے۔

عصر کا وقت اس عالم میں ایک ....

فرمایا کہ: عصر کا وقت اس عالم میں ایک ممتاز ترین وقت سمجھا گیا ہے، حدیث شریف میں ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ مردہ کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور فرشتے آتے ہیں تو اس کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے سورج غروب ہو رہا ہو، وہ کہتا ہے ''دعنی اُصل صلوۃ العصر ''یعنی مجھے چھوڑو! میں نماز عصر ادا کرلوں تو ملائکہ کہتے ہیں کہ یہ دار الجزاء ہے دار العمل نہیں ہے، چونکہ نماز ایمان کی ترجمانی کرتی ہے اور یہ نماز کا عادی تھا اس لئے اپنی عادت کی وجہ سے وہاں نماز کا ذکر کرے گا اور چاہے گا کہ میں نماز ادا کرلوں، اس عالم میں مومن کی فکر ہوتی ہے کہ کہیں نماز عصر قضاء نہ ہوجائے اس لئے اس عالم میں جو وقت اس کو دکھلایا جائے گا وہ شام کا وقت ہوگا۔

موت کا جو وقت ہے وہ گویا شام کا وقت ہے

فرمایا کہ: ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ جب مسافر کہیں سفر کرکے پہنچتا ہے تو دن تو کسی طرح بے چارے کا گذر جاتا ہے مگر جب شام ہوتی ہے تو فکر سوار ہوتی ہے کہ نہ معلوم اس منزل میں رات کیسے گذرے گی؟ ٹھکانے کی کیا صورت ہوگی؟ اور نہ معلوم کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا؟

تو حق یہی ہے کہ موت کا جو وقت ہے وہ گویا شام کا وقت ہے جس میں زندگی کی شام ہوجاتی ہے، دنیا تو ایک دن کی طرح ہے اور قیامت کو بھی قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر ''یوم'' سے تعبیر کیا گیا جیسے ''مالک یوم الدین '' یہاں ''مالک لیل الدین' 'نہیں فرمایا، اسی طرح ''لا اقسم بیوم القیمۃ' 'وغیرہ اور اردو زبان میں بھی ہم قیامت کو دن سے تعبیر کرتے ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے '' قیامت کے دن،، پتہ چلے گا، یا ''جس دن قیامت قائم ہوگی،، وغیرہ، معلوم ہوا کہ وہ ''دن'' ہے رات نہیں اس لئے کہ

یوں نہیں کہا جاتا کہ جس رات قیامت قائم ہوگی۔
تو اس عالم کا زمانہ بھی ''ایک دن،، ہے اور ''قیامت بھی ایک دن،، ہے اور درمیان کا زمانہ جو قبر سے متعلق ہے وہ ''رات،، کا زمانہ ہے، چنانچہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو شام کی ابتدا ہوتی ہے، اس لئے اگر سورج غروب ہونے کی کیفیت اس پر کھول دی جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ایک ہے صبر نہ کرسکنا اور ایک ہے صبر نہ کرنا

فرمایا کہ: بنی اسرائیل نے آسمانی غذا پر اکتفا نہیں کیا اور انہوں نے گستاخی یہ کی کہ ''لن نستطیع الصبر،، کہنے کے بجائے ''لن نصبر،، کہا یہ نہیں کہا کہ ہم صبر نہیں کر سکتے بلکہ یہ کہا کہ ہم ہرگز صبر نہیں کریں گے، ایک ہے صبر نہ کرسکنا اور ایک ہے صبر نہ کرنا دونوں میں بڑا فرق ہے، اور شرافت کا تقاضا یہ تھا کہ ''لن نستطیع الصبر،، کہتے کہ اس پر صبر ہمارے بس کی بات نہیں ہے لیکن انہوں نے ''لن نصبر،، کہا یعنی ہم اس پر صبر نہیں کریں گے اور ہم اس پر ''قانع،، نہیں ہوں گے کیونکہ وہ روحانی اعتبار سے ''کانے،، تھے اس لئے وہ اس پر قناعت کرنا نہیں چاہتے تھے۔

آج کے اس جلسہ میں دو قسم کی شادیاں جمع ہوگئیں

فلاح دارین، ترکیسر کے سالانہ دستار بندی کے اجلاس میں فرمایا کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ آج کے اس جلسہ میں دو قسم کی شادیاں جمع ہوگئیں (نکاح اور دورۂ حدیث مکمل کرنے والے طلباء کی دستار بندی مراد ہے) پانچ تو نکاح ہوئے جن کا تعلق مرد و عورت سے ہے اور جن کے نتیجہ میں انسانیت کی نسل چلے گی انشاء اللہ،
مگر چوبیس (۲۴) نکاح وہ ہوئے جن کا تعلق دنیائے علم و عرفان سے ہے ویسے عامۃً جب نکاح ہوتا ہے تو اس وقت آدمی بالغ ہوتا ہے اور بلوغ کے بعد ہی نسل کا سلسلہ چلتا

ہے مگر بلوغ کا حال یہ ہے کہ آدمی عموماً غفلت کی حالت میں بالغ ہوتا ہے، ہمارا آپ کا مشاہدہ یہ ہے کہ عامۃً آدمی نابالغ سوتا ہے اور اٹھا تو بالغ بن کر اٹھتا ہے اور ظاہر ہے کہ نیند میں آدمی کو کوئی کدو کاوش اور جدوجہد نہیں کرنی پڑتی معلوم ہوا کہ بالغ عمری کے لئے کسی محنت اور مشقت کی حاجت نہیں ہے البتہ بالغ نظری ایسی چیز ہے کہ ؎

خون دل پینے کو لخت جگر کھانے کو
یہ غذا ملتی ہے جاناں تیرے دیوانے کو

کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں کتنے جتن کرنے پڑتے ہیں خون دل پینا پڑتا ہے تب جا کر کہیں آدمی بالغ النظر ہوتا ہے۔

جب آدمی جسمانی اعتبار سے بالغ ہوتا ہے تو مونچھ آجاتی ہے داڑھی آجاتی ہے چہرہ کچھ بڑا ہوجاتا ہے، آواز کی نوعیت میں فرق ہوجاتا ہے، یہ ظاہری علامتیں ہیں جن کو دیکھ کر لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ حضرت بالغ ہوگئے۔

مگر علم ایک معنوی چیز ہے علم ایک مخفی اور لطیف جوہر ہے کوئی شخص علمی اعتبار سے بالغ ہوچکا اس کا پتہ کیسے چلے؟

تو اسکے لئے ہمارے بزرگوں نے ایک شکل اختیار کی ہے اور اس میں بھی بندہ کا اپنا تجزیہ یہ ہے کہ انسان میں کلی طور پر دو صلاحیتیں اور لیاقتیں ہیں ایک علمی صلاحیت اور ایک عملی صلاحیت یہ اوپر کی دنیا تو علمی ہے اور نیچے کی دنیا عملی ہے اور دونوں سے متعلق ایک ایک چیز اس بالغ النظر کے سپرد کی جاتی ہے سر پر دستار فضیلت باندھی جاتی ہے اور ہاتھوں میں سند دے دی جاتی ہے اور مقولہ مشہور ہے ''العمائم تیجان العرب،، چنانچہ دستار فضیلت میں بھی ایک لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ آپ کے سر پر یہ تاج گویا آپ کے اندرونی علمی جواہر پاروں کا ترجمان ہے اور آپ کے علمی بلوغ کا نشان ہے اور آپ کی عظمت

شان اس سے واضح ہوتی ہے۔
دستار فضیلت کے باب میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دستار فضیلت میں فضیلت کا ایک تار بھی نہیں ہوتا مگر سب ایسے نہیں ہوتے انہیں میں وہ بھی ہوتے ہیں جو دنیا کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں اور بہت بڑا فیض ان کے دم قدم سے جاری ہوتا ہے۔
دستار فضیلت کا رنگ سبز ہے جو رنگ فطرت ہے اور پھر وہ سر پر لپیٹی جاتی ہے اس میں گویا ادھر اشارہ ہے کہ آپ نے اپنی دس گیارہ سالہ زندگی میں اپنے اسلاف اور بزرگوں کی جو امانتیں اور کتاب وسنت کی جو تعلیمات اپنے دل ودماغ میں اتاری ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آج کے اس لادین اور الحاد کے دور میں چلنے والی مسموم ہوائیں دماغ تک پہنچ کر انہیں متاثر کردیں اس دولت کو محفوظ رکھنا اور لادینی کی مسموم فضاؤں اور ہواؤں سے اپنے دل ودماغ کو متاثر ہونے سے بچانا اور اسی شان اور قوت کے ساتھ اور اسی علم وبصیرت اور عرفان کے ساتھ دین کی خدمت میں مشغول رہنا اور کسی سے تأثر لینے کی ضرورت نہیں۔
اور یہ دستار فضیلت اس لئے بھی باندھی جاتی ہے کہ جیسا کہ سردی لگتی ہے تو کان باندھتے ہیں مفلر لپیٹتے ہیں یہاں پر جو الحادی ہوائیں اور مسموم فضائیں چل رہی ہیں ان سے محفوظ رہیں۔

نور کی وجہ سے کیسے حجاب ہوگا؟

فرمایا کہ: ایک ہے غالب ہونا ایک ہے مغلوب ہونا جیسے حق تعالی محجوب نہیں ہیں مخلوق تو محجوب ہیں اسی لئے فرمایا کہ ’’کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجبون ،، قیامت میں کافرین اپنے رب سے حجاب اور پارٹیشن میں ہوں گے انہیں دیدار حق نصیب نہیں، تو مخلوق کی صفت محجوب ہونا ہے حق تعالی کی صفت اس طریقہ پر خاص کر نہیں ہے اور اگر حق

تعالی کے لئے حجاب کا تذکرہ ہے مسلم شریف کی حدیث میں تو وہاں بھی فرمایا گیا ’’حجابہ نــور ،، وہ حجاب جو نور ہے اسکی ایک خاص شان ہے اس میں یہ مغلوبیت کی جہت نہیں وہ اسکی صفتِ عالیہ کی ایک کیفیت ہے، ایک دفعہ سبق میں یہ بات آئی تو سوال پیدا ہوا کہ نور کی وجہ سے کیسے حجاب ہوگا؟ بھئی نور کی وجہ سے تو نظر آتا ہے، اسی لئے ایک عالم سے کسی نے پوچھا کہ شیاطین ہم کو دیکھتے ہیں ہم شیاطین کو نہیں دیکھتے اسکی وجہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ دیکھو جو اندھیرے میں کھڑا ہو کر اُجالے (روشنی) والے کو دیکھے گا تو وہ انہیں دیکھ لے گا اور اجالے (روشنی) میں کھڑا ہونے والا اندھیرے میں کھڑے ہونے والے کو دیکھنا چاہے تو نہیں دیکھ سکتا، تو شیاطین اندھیرے میں ہیں اور ہم لوگ اجالے میں ہیں۔

خیر، تو بہر حال یہ سوال پیدا ہوا کہ نور کی وجہ سے کیسے حجاب ہوگا؟ تو اللہ تعالی نے اپنے فضل سے ایک بات ذہن میں ڈالی اس کا حاصل یہ تھا میں نے طلباء سے کہا دیکھو یہ کتاب رکھی ہے اور اس وقت فرض کرو میرے سامنے مثلاً سو (۱۰۰) واٹیج کا ایک بلب ہے اور اسکے ہوتے ہوئے کتاب کے حروف نظر آرہے ہیں مگر اسی کے سامنے ایک لاکھ واٹیج کا بلب لگا دیا جائے تو یہ جو حروف ہے یہ نظر نہیں آئیں گے، اب آپ سے کوئی پوچھے کہ یہ حروف نظر کیوں نہیں آرہے ابھی تو نظر آرہے تھے، تو ہم کہیں گے حجابی شکل ہو گئی کہ روشنی کی تیزی اور نور کی حدّت کی تمازت سے نگاہیں خیرہ ہے یعنی نظر کام نہیں کرتی تو یہاں پر بھی جو آڑ اور پارٹیشن ہوگئی وہ درحقیقت شِدّتِ نور ہے اسی لئے حدیث شریف میں شِدّتِ نور کا بھی بعد میں تذکرہ ہے کہ اگر وہ حجابات ہٹا دیئے جائیں تو حدِّ نظر تک ساری چیزیں جل کر خاکستر ہو جائے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالی کی نظر کی کوئی حد نہیں تو ساری مخلوق کا کام تمام ہو جائے کوئی برداشت ہی نہیں کر سکتا اسے۔

تیمّم میں شریعت نے دو چیزیں منتخب کی ہیں

فرمایا کہ: تیمّم میں شریعت نے دو چیزیں منتخب کی ہیں اس لئے کہ وضو میں چار فرض ہیں

ایک چہرہ کا دھونا دوسرے سر کا مسح کرنا یہ تو علمی دنیا سے متعلق ہے پھر ہاتھ اور پیر کا دھونا یہ عملی دنیا سے متعلق ہے اور دیکھئے وضو سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور سر میں گناہ کے صرف خیالات آتے ہیں اس لئے سر نہیں دھلایا گیا بلکہ صرف ہاتھ پیر دھونا کافی سمجھا گیا غرض یہ کہ سر اور چہرہ دو علمی قوی ہیں اور ہاتھ پیر عملی قوی ہیں۔

بقول میرے حکیم الاسلام رحمہ اللہ کے یہ اوپر کا حصہ تو دار العلوم ہے اس لئے کہ اسکے جتنے اعضاء ہیں سب علماء ہیں اور نچلا حصہ عالم عمل ہے تو حق تعالی نے دو فرض اوپر کے حصہ میں رکھے ہیں ایک چہرہ کا دھونا دوسرے مسح کرنا اور نچلے حصہ میں دو فرض رکھے ہیں ہاتھوں کا دھونا اور پیروں کا دھونا، گویا خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے پہلے انسان کی علمی صلاحیتوں کو بھی دھلایا گیا اور پاک کر دیا گیا اور عملی صلاحیتوں کو بھی دھلایا گیا اور پاک کر دیا گیا۔

اور تیمّم میں سہولت کی شکل ہے وضو میں جو اعضاء دھوئے جاتے تھے تیمّم میں وہاں مسح کیا جاتا ہے اب ظاہر ہے کہ جہاں پہلے ہی سے تخفیف تھی اور جو پہلے ہی سے ہلکا تھا وہ تو رفع ہی ہو جائے گا لہذا سر کا مسئلہ تو یوں ختم ہو گیا اور بے چارے پیروں کا تو زمین ہی سے تعلق ہے ہر وقت زمین کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اس طرح انہیں مٹی کے ساتھ وابستگی اور جوڑ ہے اس وجہ سے تیمّم میں پیر کا مسح ختم کر دیا اب نہ سر پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت ہے نہ پیر پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت، اب دو فرض رہ جاتے ہیں اور ان میں بھی علمی دنیا کی ایک چیز چہرہ لے لیا اور عملی دنیا کی ایک چیز ہاتھ لے لیا، اس طرح قوائے علم و عمل میں ہر ایک سے ایک ایک چیز حذف کر کے ایک ایک چیز لے لی اور سہولت کی شکل پیدا کر دی ہے۔

قرآن وحدیث میں ماں کا ذکر تین تین دفعہ کیا گیا ہے

فرمایا کہ: ماں باپ انسان کے حق میں شفقت مجسم ہیں اور ان میں بھی ماں کا تو پوچھنا ہی

کیا اسی لئے قرآن کریم میں ماں کا تذکرہ تین دفعہ ہے ایک جگہ فرمایا ''ووصینا الانسان بوالدیہ،، ''بوالدیہ ،، میں والدہ آگئی دوسری جگہ فرمایا ''جعلتہ امہ کرھا ،،اور تیسری جگہ فرمایا ''ووضعتہ کرھا ،،اس میں یہ بیان کیا کہ وہ حمل کی کلفتیں اور وضع حمل کی زحمتیں برداشت کرتی ہے تو قرآن کریم میں ماں کا تذکرہ تین دفعہ ہے۔

اور شاید یہی رمز ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی والدہ کا حق بتاتے ہوئے ایک صحابی سے تین مرتبہ ''امک، امک، امک،، فرمایا اپنی والدہ کی خدمت کرو اپنی والدہ کی خدمت کرو اپنی والدہ کی خدمت کرو۔

تو قرآن کریم ماں کا حق بیان کرنے کے بارے میں تین دفعہ ناطق ہے تو حدیث پاک میں بھی تین دفعہ اس کا تذکرہ کیا گیا۔

آزادی کا فائدہ

فرمایا کہ: میں کہا کرتا ہوں کہ صاحب شرح جامی لکھتے ہیں کہ مفاعیل میں مفعول مطلق سب سے زیادہ تاکید کا فائدہ دیتا ہے اس لئے کہ کسی مفعول کے ساتھ ''معہ،، کی قید ہے اور کسی مفعول کے ساتھ ''بہ،، کی قید ہے اور کسی کے ساتھ ''لہ،، لگا ہوا ہے لیکن مفعول مطلق کی شان یہ ہے کہ ہر تقیید سے خالی اور آزاد ہے اور اسی آزادی کی وجہ سے وہ قوت اور تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔

مؤذن شاہی خطاب ہے

فرمایا کہ: مؤذن ''شاہی،، خطاب ہے لوگ مؤذن کو بہت ذلیل وحقیر سمجھتے ہیں لوگ ایسے آدمی کو اذان کہنے کے لئے رکھتے ہیں جو کہیں کا نہ ہو جس کی آواز اوپر سے نیچے نہ پہنچ سکے اور پھر نگارا سسٹم چلتا ہے تو بے چارہ کی ایسی کیفیت ہو جاتی ہے کہ بقول شخصے ؎

ہم سے دیکھا نہ گیا حسن کا رسوا ہونا

وہ دین کا داعی ہے اور اس کے ساتھ یہ سلوک کہ اس کو اتنی ذلت کے ساتھ کھانا دیا جاتا ہے اور مزید ستم یہ کہ اس کو سب کی سننی پڑتی ہے حالانکہ شریعت کے نزدیک اسکی حیثیت تو یہ ہے کہ وہ ہر شخص کو سناتا ہے اسی لئے اسے حکم ہے کہ جب اذان کے لئے مینار وغیرہ پر کھڑا ہو تو دونوں کانوں میں انگلی ڈال لو تاکہ کسی کی بڑائی سننے میں نہ آئے، خدا کی بڑائی دنیا کو سناؤ تم دوسروں کی بڑائی سنتے رہو گے تو پھر بات کیسے پہنچاؤ گے! یہ تو دنیا میں بھی اونچے مقام پر چڑھنے والا ہے اور قیامت میں بھی اس کا مرتبہ بلند ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ان الموذنين اطول الناس اعناقاً يوم القيامة،،

اس سے شق صدر کی حکمت بھی نکل آئی

فرمایا کہ: جب قلم چھلا جاتا ہے تو روشنائی اُدھر سے کاغذ پر آتی ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک کو چاک کیا گیا تو اُس عالم کے علوم قلب اقدس میں منتقل ہوئے اور پھر لسان نبوت سے مخلوق تک پہنچے تو اس سے شق صدر کی حکمت بھی نکل آتی ہے اور اس سے توحید بھی ثابت ہوتی ہے۔

یہ ایسا وقت ہے کہ قاری پر بھی سکتہ طاری کر دیا گیا

فرمایا کہ: آدمی جب مرتا ہے تو روح یہاں سے نکلنا شروع ہوتی ہے ''حتى اذا بلغت التراقى ،، ہنسلی تک جان پہنچتی ہے ''و قيل من راق ،، اس وقت کہا جاتا ہے کہ کون ہے جو جھاڑ پھونک کرے، گویا مادی علاج سے عاجز آ کر روحانی علاج سے شاید فائدہ کی کوئی شکل ہو، اس لئے رقیہ کا ذکر کیا گیا، اور وہ ایسا خدشہ کا وقت ہے کہ قائل کا کوئی تعین نہیں ہے کہ کون کہہ رہا ہے، ایک آواز لگائی جائے گی اور میں تو کہتا ہوں کہ اس وقت تو ہے ہی سکتہ، قاری پر بھی سکتہ واجب کر دیا ''قيل من ،، راق ،، وظن انه الفراق ،، وہ سمجھتا ہے کہ جانے کا وقت آ گیا۔

کوہِ نور اصل میں گوئے نور ہوگا

فرمایا کہ: لندن میں جو ہیرا ہندوستان سے آیا ہوا ہے ''کوہِ نور،، وہ اصل میں ''گوئے نور،، ہوگا گوئے کہتے ہے گیند کو وہ گیند جتنا ہی بڑا ہے دیکھا ہوگا آپ لوگوں نے اسی لندن شہر میں ہے، تو لکھا ہے کہ کوہِ نور جس بادشاہ کے محل میں تھا اسکے محل میں بتی نہیں جلائی جاتی تھی کوہِ نور کی چمک سے خود ہی روشنی رہتی تھی۔

جیسے امام ترمذی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ اصطلاح ''ھذا حدیث حسن صحیح،،

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نام ایک خط آیا اس میں لکھا تھا کہ حضرت! دعا کیجئے اللہ تعالی بے چینی نصیب فرمائیں، تو حضرت نے جواب دیا کہ دعا کرتا ہوں اللہ تعالی ''چین،، میں ''بے چینی،، اور ''بے چینی،، میں ''چین،، نصیب فرمائیں اور ظاہر ہے کہ اسی میں مزہ ہے۔

دیکھئے ایک گولی وہ ہوتی ہے جو بالکل میٹھی ہوتی ہے اور ایک بالکل کھٹی ہوتی ہے اور بعض گولیاں کھٹی میٹھی ہوتی ہیں جو بڑی لذیذ ہوتی ہیں جیسے امام ترمذی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ اصطلاح ''ھذا حدیث حسن صحیح،،۔

شریعت کا مکلّف ہونے کے لئے عاقل بالغ کی شرط کیوں؟

فرمایا کہ: شریعت کا مکلّف ہونے کے لئے شرط ہے کہ عاقل ہو، بالغ ہو، چونکہ پندرہ سال کے پہلے کی عقل معتبر نہیں ہے، اور بالغ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسکے بدن میں اتنی قوت ہو کہ احکام کو برداشت کر سکے، جو عملی قوت ہے، تو عاقل ہونے میں علم کی طرف اشارہ، اور بالغ ہونے میں عمل کی قوت کی طرف اشارہ ہے، تو علم و عمل کی صلاحیت اسکی ٹھیک ہوگئی تب جا کر اس پر احکام لاگو ہوں گے، یہ شکل ہے۔

خطبہ مختصر ہواور نماز طویل ہواسکی حکمت

فرمایا کہ: حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کے فہم وشعور کی بات یہ ہے کہ خطبہ مختصر ہواور نماز طویل ہو،اور علماء نے اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ خطبہ میں توجہ ناس یعنی انسانوں کی طرف ہوتی ہےاور نماز میں توجہ رب الناس کی طرف ہوتی ہے۔

یایوں کہہ لیجئے کہ خطبہ میں توجہ عالم شہادت کی طرف ہوتی ہے کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی جانب توجہ ہے،اور نماز کی حالت میں عالم غیب کی طرف توجہ ہوتی ہے، چنانچہ خطبہ میں امام مخلوق کی طرف رخ کئے ہوتا ہے اور نماز میں مخلوق کی طرف پیٹھ کر لیتا ہے،تو خطبہ میں مشاہدہ ہےاور نماز میں غیب ہے،خطبہ میں مخلوق پر نظر اور نماز میں خالق پر نظر ہے۔

پھر حضرت فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ اماموں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ چونکہ تم مقتدٰی کی حیثیت رکھتے ہواس لئے تمہیں ادھرادھر نظر کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہاری نظر تو بس اُس ذات عالی پر ہونا چاہئے ہاں! جب عملِ صلوۃ کی تکمیل کرلوتو دائیں بائیں نظر کرواور دیکھ لوکہ قوم کا کیا حال ہےاوران کے لئے سلامتی کی دعا کروتمہاری نظر خالق کی ذات پر ہونا چاہئے اورلوگوں کی نظر تمہارے عمل پر ہونا چاہئے ،اب مسئلہ برعکس ہوگیا ہے کہ ائمہ کی نظریں تو مخلوق پر ہوتی ہیں اور مخلوق ائمہ کی پکڑ کرتی ہے، یہ بات مناسب نہیں ہے۔

’’اعمٰی‘‘ کوذکر کرنے کی وجہ

فرمایا کہ: قرآن کریم میں ہے’عبس وتولی ان جاء ہ الاعمی ،،اگرکسی کو یہ اشکال ہو کہ جب حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی دلداری ہی مقصود تھی تو لفظ’’اعمی ،، کیوں ذکر کیا جبکہ اس میں ایک قسم کی نکارت ہےاوراس سے ایک قسم کی حقارت ٹپکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ’’اعمی ،، سے ان کا قابل رحم ہونا بتلانا مقصود ہےاور آپ کی مزید توجہ مبذول

کرانا مطلوب ہے کہ آپ جو کہ ''رحمۃ للعالمین ''ہیں جبکہ آپ کے پاس کوئی طالب صادق آئے اور وہ آنے والا بھی ایسا بے بس کہ اسکی ''کریمتین ''اور ''حبیبتین ''یعنی دونوں آنکھیں سلب کر لی گئی ہوں وہ اس کا مستحق تھا کہ اسکی طرف زیادہ عنایتیں متوجہ کی جائیں۔

دل کی آنکھوں پر پردہ تھا اس لئے ایمان قبول کرنے سے محروم رہے

فرمایا کہ: ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آتا تھا جب اسکی موت کا وقت قریب ہوا تو حضور ﷺ تشریف لے گئے اس پر ایمان پیش کیا اس کا والد موجود تھا بیٹے نے باپ کی طرف دیکھا گویا آنکھوں سے سوال کیا کہ کیا میں کلمہ پڑھ لوں باپ نے اجازت دے دی جب باپ نے اجازت دے دی تو اس نے کلمہ پڑھ لیا آپ وہاں سے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے تشریف لے آئے کہ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اسے نار سے نجات عطا فرمائی۔

دیکھئے! لڑکے کے دل کی آنکھ روشن تھی اس لئے اس نے آپ کی بات کو قبول کر لیا اور ادھر ابو طالب نے زندگی بھر آپ کی خدمت کی مگر چونکہ دل کی آنکھوں پر پردہ تھا اس لئے ایمان قبول کرنے سے محروم رہے اور اس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ آنکھوں سے بھی سوال ہوتا ہے جیسے آدمی کبھی آنکھوں سے جواب دیتا ہے مثلاً بچہ اپنے والد سے پوچھے کہ کیا میں بھی آپ کے ساتھ بمبئی چلوں اور باپ آنکھ نکالے تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ خدا خیر کرے تیور بدلے ہوئے ہیں۔

اور بچے بھی موقع محل کو سمجھتے ہیں چنانچہ اگر باپ کے تیور بدلے ہوئے ہوں اور بچہ باپ کو کچھ سنانا چاہتا ہے تو باورچی خانہ میں زور سے بولتا ہے تاکہ والد صاحب سن لیں اور ویسے عربی پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ''اَمَّا ''تفسیر کے لئے آتا ہے جب عربی میں کسی

چیز کی تفسیر کرنا ہوتو ''اَمّا،، لے آتے ہیں اسی طرح کبھی ''امّاں،، سے بھی تفسیر ہوتی ہے۔

جب معرفہ کا اعادہ معرفہ سے کیا جائے تو عین اولی مراد ہوتا ہے

فرمایا کہ: سورۂ نشرح میں ہے ''فان مع العسر یسرا،، کہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے دو دفعہ ذکر فرمایا ویسے عسر بھی دو دفعہ ذکر کیا گیا ہے مگر بلاغت پڑھنے والے جانتے ہیں کہ جب معرفہ کا اعادہ معرفہ سے کیا جائے تو عین اولی مراد ہوتا ہے گویا عسر اور دشواری تو ایک ہے اور یسر دو دو ہیں۔

نورالانوار میں بھی ہے۔

اذاشتــــدت بک البـــلـــوی

فـــفـــکـــر فـــی الـــم نشـــرح

فـــعســـــر بيـــن یســـريـــن

اذا فـــکـــرتـــه فـــافـــرح

بعث بعد الموت کی ایک دلیل

فرمایا کہ: آخرت کے ثبوت اور بعث بعد الموت کے وجود پر ہزاروں دلائل ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے دیکھئے سوتے وقت آدمی یہ دعا پڑھتا ہے''اللھم باسمک اموت واحیی،، گویا نیند موت کے مشابہ ہے اور سوکر اٹھتا ہے تو کہتا ہے''الحمدلله الذی احیانا بعد ما اماتنا واالیه النشور،، دیکھئے ''احیانا،، کہتا ہے کہ ہمیں زندہ کیا ''اَیقَظنَا،، نہیں کہتا کہ ہمیں جگایا معلوم ہوا کہ انسان پر موت اور زندگی کی حقیقت تو روزانہ گذرتی ہی ہے اس لئے کہ مرنا اور سونا برابر ہے ''النوم اخ الموت، ، کہا گیا ہے اس لئے کہ سونے والے کو بھی مردہ کی طرح بہت سی چیزوں کی خبر نہیں ہوتی اور جاگنا ایسا ہے جیسے نئی زندگی

نصیب ہوئی رات کے وقت آپ کسی شہر پر نظر ڈالیں تو سناٹا چھایا ہوا ہوگا ''ہُو''، کا عالم ہوگا اور صبح ہوتے ہی چہل پہل شروع ہو جاتی ہے گویا رات کے وقت عالم برزخ قائم ہے اور صبح کے وقت دیکھو تو حشر ونشر اور قیامت قائم ہے۔

یہ سفرِ عشق ہے اور عشق کا تعلق قلب سے ہے

فرمایا کہ: جب طواف کے لئے چلیں گے تو بیت اللہ بائیں جانب پڑتا ہے، تو مجھ سے ایک صاحب نے کہا کہ بیت اللہ داہنی جانب ہونا چاہئے، میں نے کہا اصل میں یہ سفرِ عشق ہے اور عشق کا تعلق قلب سے ہے اور قلب عاشقِ بے قرار ہے تو جب بائیں جانب سے شروع کریں گے تو قلب بیت اللہ کے قریب ہوگا اور اس قرب کی وجہ سے ایک گونہ اسے تسکین ہوگی، اور اگر وہ داہنی طرف سے شروع ہوتا تو ظاہر ہے کہ قلب کے لئے بُعد کی شکل ہو جاتی اس وجہ سے یہ صورت اختیار کی گئی۔

جھگڑے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا.........

فرمایا کہ: حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کو پان میں تمبا کو پہلی مرتبہ دیا تو چونکہ آپ کو تمبا کو کی عادت نہیں تھی اس لئے تمبا کو کھانے پر چکر محسوس ہوئے چکر آنے پر حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ کے مراتب طے ہو رہے ہیں ان بزرگوں میں آپس میں بڑی محبت تھی اور ایک دوسرے کا بڑا اکرام تھا یہ تماشے اور قصے قضیے تو لوگوں نے بعد میں پیدا کئے ورنہ بڑے لوگ تھے اور ان کا ظرف بڑا تھا حالی مرحوم نے بہت پتہ کی بات کہی ہے کہ ؎

جھگڑے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا

کہ پہلے جھگڑے یعنی اختلافات ہوتے تھے مگر ان میں شر نہیں تھا بلکہ بعد والوں کی محبت

سے ان کا اختلاف اچھا تھا۔

سنتوں میں سب سے مؤکّد سنّت فجر کی ہے

فرمایا کہ: محدّثین لکھتے ہیں کہ سنتوں میں سب سے مؤکّد سنّت فجر کی ہے کہ نماز کھڑی ہوجائے تب بھی حکم ہے کہ آدمی اس کو شروع کرسکتا ہے، ایک رکعت ملنے کی امید ہو، اور بھی تفاصیل ہیں، مگر جماعت خانہ میں پڑھنا مکروہ ہے۔ بہت سے لوگ مسئلہ سے واقف نہیں ہوتے ہیں تو وہ جماعت خانہ میں ہی شروع کردیتے ہیں جہاں جماعت ہورہی ہے یہ درست نہیں ہے اور اس کے بعد دوسرے نمبر کی سنّت مغرب کے بعد کی ہے سنّت مؤکّدہ۔

حضرت حسنِ بصری رحمہ اللہ تو فجر کی سنت کے وجوب کے قائل ہیں اور جمہور یہی کہتے ہیں کہ سنّت ہیں، اور تیسرے نمبر پر مؤکّد ظہر کے بعد کی دورکعت ہیں، اور چوتھے نمبر پر ظہر کے پہلے کی چار رکعات ہیں، شوافع کے یہاں دورکعت ہیں حنفیہ کے یہاں چار ہے اور اس کے بعد پھر نمبر عشاء کے بعد کی دورکعت کا ہے، تو سنّت کے بھی گویا دلائل کے اعتبار سے درجات ہیں۔

انسان کی حقیقت لاعلمی ہے

فرمایا کہ: انسان کی حقیقت لاعلمی ہے اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ ’’واللہ اخرجکم من م بطون امھتکم ،، حق تعالی نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ’’لا تعلمون شیئا، ، کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے تو حق تعالی بھی یہی خبر دے رہے ہیں کہ نہ جاننا تمہاری صفت ہے تم کچھ نہیں جانتے۔ اور پھر فرمایا کہ ’’وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ، ، اللہ تعالی نے تمہارے لئے کان بنائے کہ تم سن سن کر علم حاصل کرو جیسے اس وقت آپ سن رہے ہیں اور علم حاصل کررہے ہیں تو بعض سننے والے تو وہ ہے جو

سن کر علم حاصل کرتے ہیں اور بعض سن سن کر سُن ہو جاتے ہیں کچھ بھی پتہ نہیں چلتا، تو غرض یہ کہ سن سن کر علم حاصل کرو ''والابصار،، اور آنکھیں بنائیں کہ دیکھ دیکھ کر علم حاصل کرو ''والافئدۃ،، اور دل بنایا کہ تم فکر سے کام لو اور سوچ بچار سے کام لو تو تمہیں علم حاصل ہوگا کہ ایک بات سے دوسری بات اور دوسری بات سے تیسری بات تو اس طرح علم کا سلسلہ چل پڑے گا تو تم نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اسبابِ علم پیدا فرما دیئے یہ بات اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

حروف مقطعات ان کلمات میں............

فرمایا کہ: حروف مقطعات قریباً چودہ ہیں اور قرآن کریم کی بعض بعض سورتوں کے شروع میں ذکر کئے گئے ہیں وہ چودہ حروف ان کلمات میں ہیں'' نص حکیم قاطع له سر،،

آج ہم اپنے بچوں کے دنیا کی فکر تو کرتے ہیں مگر..........

فرمایا کہ: آج ہم اپنے بچوں کے دنیا کی فکر تو کرتے ہیں مگر دین کی فکر نہیں کرتے حالانکہ پہلی فکر ان کے دین کی ہونی چاہئے اور ایک بات ذہن میں رہے کہ انسان دنیا کے لئے تکلیفیں برداشت کرتا ہے کاش! اس کا رخ دینی ہو جائے۔

زبان کا کلام کرنا یہ حق تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے

فرمایا کہ: زبان گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اس کا کلام کرنا یہ حق تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے، آپ نے ٹائپ رائٹر کو دیکھا ہوگا کہ اس میں کچھ حروف بنا دیئے جاتے ہیں اس کے بعد انگلیاں ان کو ٹچ کرتی ہیں جس سے ٹائپنگ ہوتا ہے اسی طریقہ سے قدرت نے پہلے منہ میں دانتوں کی فٹنگ کر دی اس فٹنگ کے بعد زبان یہاں ٹکرائی تو ''ث'' نکلا پھر یہاں جا کر ٹکرائی تو ''ش'' نکلا،، یہاں ٹکرائی تو ''ن'' نکلا غرض یہ کہ حق تعالیٰ کی طرف سے اولاً فٹنگ کی ایک شکل ہوئی اور پھر زبان کے ذریعہ سے ٹچنگ ہوتی رہتی ہے اور اس سے

حروف بن بن کر نکلتے رہتے ہیں اور جملے تیار ہوتے رہتے ہیں۔

قلب کو قلب سے مناسبت ہے اس لئے..........

فرمایا کہ: اگر جگر اور لیور کمزور ہو تو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ کلیجی کا سوپ استعمال کرو، پیروں میں جان نہیں تو اطباء کہتے ہیں کہ پائے استعمال کرو اس سے قوت ہوگی، تو ایمان قرآن سے بنا ہے اور قرآن کریم کا قلب (دل) سورۂ یٰس ہے اور ادھر ایمان قلب سے تعلق رکھتا ہے تو قلب کو قلب سے مناسبت ہے اس لئے امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سورۂ یٰس پڑھی جائے گی تو قلب حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگا اور اندر قوت پیدا ہوگی جس سے موت سہل ہو جائے گی۔

یہ خدائی نظام ہے

فرمایا کہ: آواز سائنسی اعتبار سے بھی اوپر کی طرف جاتی ہے آواز کا رخ اوپر کی طرف ہوتا ہے اس لئے مائک بھی اوپر ہونا چاہئے، یہ خدائی نظام ہے۔

تبلیغی جماعت کے سفر کو اس خاص سفر پر قیاس نہ کرے

فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے اعلان فرمایا کہ سفر میں روزہ نیکی نہیں ہے حالانکہ رمضان المبارک کا روزہ تھا، مگر اس کے مقابلے میں جو چیز تھی وہ اس وقت زیادہ اہمیت کی حامل تھی، یہ جو تبلیغی جماعت کے نکلنے کی شکلیں ہیں اس میں وہ مسئلہ نہیں ہے، ورنہ آپ روزہ چھوڑ دے وہ ٹھیک نہیں ہے، وہ شکل وہ تھی کہ گرمی کا زمانہ تھا اور پھر عرب کی گرمی آپ اندازہ لگائیے، اور بہت شدّت کی پیاس تھی۔

حق یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا پیٹ صحیح معنوں میں جہنّمی بنا ہوتا ہے

فرمایا کہ: میں نے بعض ملکوں میں دیکھا ہے کہ لوگ ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد کھانے کو

سعادت سمجھتے ہیں، جیسے جانور کی حالت ہوتی ہے کہ اِدھر سے آیا تو منہ مارا اور اُدھر سے آیا تو منہ مارا اور حق یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا پیٹ صحیح معنوں میں جہنّمی بنا ہوتا ہے، وہ ایک صاحب خوش مزاج تھے وہ کہا کرتے تھے کہ رمضان المبارک میں جہنم کا دروازہ بند ہوتا ہے وہ بالکل صحیح ہے، یہ پیٹ ہمارا جہنم ہے، اللہ میاں نے کچھ گھنٹوں کے لئے اس کا دروازہ بند کر دیا ہے کہ اندر کچھ جانے ہی نہ پائے، ورنہ ہر وقت یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ''ھل من مزید''۔

انسانی زندگی کا مدار بھی ہوا ہی پر ہے

ایک صاحب کہنے لگے کہ ائیر کی جو سواری ہے ہوائی جہاز کی اس میں بڑا خطرہ رہتا ہے کہ اگر صحیح پہنچی تو بہت جلدی ورنہ تو ہلاکت ہے، میں نے کہا اس میں بھی ایک فرق عجیب ہے عارض غیر عارض ہونے کا، انسانی زندگی کا مدار بھی ہوا ہی پر ہے تو وہ زمین پر رہتے ہوئے بھی ائیر ہی کی سواری ہے گویا کہ اگر سانس بند ہوگئی اور آمد و رفت رخصت ہوگئی تو انسان دنیا سے رخصت، تو جو خطرہ ہوائی جہاز میں ہے وہی خطرہ زمین پر رہتے ہوئے بھی ہے۔

اسلام کے جتنے اعمال ہے وہ خوبصورت نگینے کی طرح ہے

فرمایا کہ: اسلام میں ایک عجیب خوبی یہ ہے کہ اس کے جتنے اعمال ہے وہ اپنے اپنے مقام پر خوبصورت نگینے کی طرح ہے اور ہر عمل اپنے اندر اتنے خصوصیات اور فضائل رکھتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے آپ فضائلِ نماز دیکھے تو جی چاہے گا کہ زندگی بھر نماز ہی پڑھتے رہے، فضائلِ ذکر دیکھے تو طبیعت کا تقاضہ ہوگا کہ ذکر ہی کرتے رہے، فضائلِ تبلیغ دیکھے تو دل چاہے گا کہ ساری زندگی تبلیغ ہی کرے، فضائلِ قرآن دیکھے تو جی چاہے گا کہ بس قرآنِ کریم ہی پڑھتے رہے، فضائلِ صدقات دیکھے تو جی چاہے گا کہ غرباء مساکین کی خدمت ہی میں مصروف رہے، تو ہر عمل کی ایک خاص شان ہے اور اسکی خصوصیت ہے۔

علم ہی مقدم ہے اگر چہ وہ لفظاً موخر ہے

فرمایا کہ: ایک صاحب فرمارہے تھے کہ عمل مقدم ہے وہ استدلال کررہے تھے "من عمل بما علم،، کہ جس نے عمل کیا اس پر جسے اس نے جانا،

تو میں نے کہا جس نے عمل کیا اس پر جسے اس نے جانا تو جاننا پہلے پایا گیا اور عمل کرنا بعد میں پایا گیا معلوم ہوا کہ علم ہی مقدم ہے اگر چہ وہ لفظاً موخر ہے اگر کوئی شئی معلوم نہیں ہے تو عمل کیسے کرے گا۔

آدمی ہاتھ پیر مارنے کا مکلّف ہے

فرمایا کہ: اسلام نے تیمّم سے پہلے پانی تلاش کرنے کا حکم دیا ہے ظاہر ہے کہ پانی تلاش کرنے کے لئے پیر زمین پر مارنا پڑتے ہیں اور تیمّم میں ہاتھ زمین پر مارنا پڑتے ہیں تو میں کہا کرتا ہوں کہ اسلام آدمی کو عاجز بنا کر نہیں بٹھاتا چنانچہ جب پانی نہ ملے تو شریعت میں تیمّم کی اجازت ہے جس کا حاصل یہ ہوا کہ ہاتھ پیر مارنا ضروری ہے آدمی ہاتھ پیر مارنے کا مکلّف ہے۔

آدمی جس عضو کو استعمال کرتا ہے اس کی طاقت بڑھنا شروع ہوتی ہے

فرمایا کہ: آدمی جس عضو کو استعمال کرتا ہے اس کی طاقت بڑھنا شروع ہوتی ہے بعض لوگ محنت مزدوری کے عادی ہونے کی وجہ سے جسمانی اعتبار سے مضبوط ہوتے ہیں مگر ان کا دماغی کام بہت کم ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ دماغی کام سے فوراً تھک جاتے ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو ہمارے دھولیہ آئے وہاں مرہٹے آباد ہیں وہ بدن کے لحاظ سے مضبوط ہوتے ہیں تقریر میں انہوں نے یہ بات کہی کہ مہاراشٹر والے تلوے سے لے کر گلے تک بہت مضبوط ہوتے ہیں لیکن ان کا اوپر کا مسئلہ کمزور ہوتا ہے یعنی محنت مزدوری کرنے والی قوم ہے اس لئے ان کا جسم تو توانا اور مضبوط ہے باقی ان کی قوت فکریہ اور

قوت علمیہ کمزور ہے۔
اور بعض لوگ بدن کے لحاظ سے نہایت نحیف و کمزور ہوتے ہیں مگر ان کا دماغ انتہائی قوی ہوتا ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ ترکیسر تشریف لائے تھے اتنے کمزور تھے کہ ان کو درسگاہ میں اٹھا کر لیجایا گیا بالکل دبلے پتلے منحنی بدن مگر جب بخاری شریف کا درس دینے بیٹھے تو تین ساڑھے تین گھنٹے تک مسلسل بولتے رہے ترکیسر کے ایک بڑے میاں کہتے تھے کہ ہماری کمر ٹوٹ رہی ہے اور یہ بڑے میاں کا تو مضمون ہی ختم نہیں ہورہا ہے تو بعض جسمانی لحاظ سے قوی اور دماغی اعتبار سے کمزور ہوتے ہیں بعضوں میں دماغی قوت زیادہ ہوتی ہے اور جسمانی قوت کم ہوتی ہے بعض دونوں لحاظ سے قوی ہوتے ہیں اور بعض دونوں لحاط سے کمزور ہوتے ہیں عقلی اعتبار سے'' وصل کل فصل کل کی طرح چار شکلیں،، نکل آئیں گی۔

لڑکے کا پیشاب لڑکی کے پیشاب کی بہ نسبت کم نجس ہے

فرمایا کہ: امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ لڑکے کا پیشاب لڑکی کے پیشاب کی بہ نسبت کم نجس ہے نجس تو لڑکے کا پیشاب بھی ہے مگر نجاست کی شدت لڑکی کے پیشاب میں زیادہ ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ لڑکے کی اصل حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور لڑکی کی اصل ماں حوا رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی سے پیدا ہوئے ہیں اور مٹی اور پانی دونوں پاک کرنے والی چیزیں ہیں اور ماں حوا رضی اللہ عنہ کی پیدائش بائیں پسلی سے ہوئی ہے جس میں خون گوشت وغیرہ سب چیزیں تھیں تو گویا طہارت سے اس کا زیادہ تعلق نہیں ہے اس لئے لڑکی کے پیشاب میں شدت زیادہ ہے۔

انسان کی تخلیق میں پانی اور مٹی کو خاص دخل ہے

فرمایا کہ: انسان کی تخلیق میں پانی اور مٹی کو خاص دخل ہے اسی لئے حق تعالی نے ان ہی دو

اجزاء کو جسمانی طہارت کے لئے استعمال کا حکم دیا اولاً پانی کہ وہ فطری طور پر طہور ہے اور اگر وہ نہ ملے تو پھر مٹی سے تیمّم کر لینے کا حکم دیا۔

اس امت کے ساتھ حق تعالیٰ کا معاملہ رحم و کرم کا ہے

فرمایا کہ: اس امت کے ساتھ حق تعالیٰ کا معاملہ رحم و کرم کا ہے اسی لئے بڑی آسانی کی شکل ہے، ذاتِ خداوندی تو ارحم الراحمین ہے، اور نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں، اور رحم چونکہ غضب پر سبقت کئے ہوئے ہے اس لئے آپ ﷺ کے دو وزیر آسمانوں میں ہیں جبریل و میکائیل، اور فرمایا کہ میرے دو وزیر زمین میں ہیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ان میں بھی سب سے پہلے وزیر اور خلیفہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں ان کی صفت بیان کی گئی کہ ''ارحم امتی بامتی ابوبکر''، تو حق تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں، نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ارحم امتی''۔

پَن کے بعد پِن لگا تو مسئلہ گڑبڑ ہو جاتا ہے

فرمایا کہ: عام طور پر ہوتا یہی ہے کہ خیر سے ذکر شروع ہوتا ہے اور شر پہ بات ختم ہوتی ہے کہ فلاں فلاں فلاں خوبی مگر، پَن یہ، اور اس پَن کے بعد پِن لگا تو مسئلہ گڑبڑ ہو جاتا ہے، تو سلامتی کی شکل یہ ہے کہ کسی اجنبی کا تذکرہ نہ کیا جائے۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا

فرمایا کہ: رُکانہ نامی ایک پہلوان تھے جو بعد میں ایمان لے آئے وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا میں معجزہ نہیں چاہتا آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے آپ مجھ سے ریسلنگ میں کشتی کر لیجئے اگر آپ جیت گئے تو میں ایمان لے آؤں گا۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا

یہ محاورہ ہے کہ ہاتھ میں کنگن ہو تو اسکو آئینہ کی ضرورت نہیں ہوتی کہا بہت اچھی بات ہے

دیکھئے ضرورت پڑتی ہے تو پیغمبر کشتی بھی لڑتے ہیں، لیکن ہاں خواہ مخواہ آپ کسی سے کشتی مت شروع کر دینا کہ آج درس میں سن کر آئے ہیں لہذا کشتی شروع کر دو، خیر نبی کریم ﷺ کے سامنے آئے تو چشمِ زدن میں پلک جھپکتے ان کو اٹھا کر نیچے پٹھک دیا تو وہ کہنے لگے کہ کچھ دھوکا ہوا آپ نہیں دیکھتے چھوٹے بچے کرکٹ کھیلتے ہیں اور پہلے بال پہ کوئی آؤٹ ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے یہ تو ٹرائی بال تھا میچ میں بھی ٹرائی بال ہوتا ہے تو اسی طرح وہ کہنے لگے یہ تو دھوکا ہو گیا پھر سے کشتی ہو جائے آپ نے کہا بہت اچھی بات ہے چنانچہ پھر کشتی ہوئی حضرت نے پھر اس کو پچھاڑا۔

غم بڑے سے بڑے جسم والے انسان کو ہضم کر جاتا ہے

فرمایا کہ: کسی آدمی پر غم سوار ہو جائے تو یہ ایسا بغیر ہاتھ پیر والا جانور ہے جو بڑے سے بڑے جسم والے انسان کو ہضم کر جاتا ہے، غم بڑی چیز ہے۔

نیند میں جو آواز ہوتی ہے یہ صحت کی علامت ہے

فرمایا کہ: نیند میں جو آواز (خرّاٹے کی) ہوتی ہے یہ صحت کی علامت ہے، نبی کریم ﷺ سوتے تھے تو حدیث شریف میں ہے کہ خرّاٹے کی آواز ہوتی تھی، مگر یہ کہ یہ آواز اتنی زیادہ زور سے بھی نہ ہو کہ تشویش کی شکل ہو جائے، بعضوں کا نیند میں یہ حال ہوتا ہے جیسے جنریٹر لگا دیا گیا ہو۔

اولاد کے معاملے میں بڑے غور وفکر کی ضرورت ہے

فرمایا کہ: اولاد کے معاملے میں بڑے غور وفکر کی ضرورت ہے اور خاص کر یورپ کے اس ماحول میں بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے اس لئے ہم مشورۃً آپ کو یہ کہیں گے کہ ابتداء ہی سے جب کہ تختی اسکی سادہ ہو اس وقت سے اس کا ذہن بنانے کی ضرورت ہے، اگر یہ شکل اختیار نہیں کی گئی تو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بچپن میں تو رکھتا ہے

آدمی لاڈ کہ میرا جگر ہے دل کا ٹکڑا ہے وغیرہ اس میں مائیں تو بہت زیادہ آگے ہوتی ہیں اور اگر کوئی سختی کرے تو کہتی ہیں کہ کیا تم چھوٹے تھے تو ایسا نہیں کرتے تھے؟ اسکے ساتھ فوراً یہ حاشیہ لگ جاتا ہے۔

متقی سے طبیعت مانوس اور فاسقوں سے مایوس ہوتی ہے

فرمایا کہ: متقی کا سب سے بڑا اشرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے قلوب میں اس کے لئے محبت اور احترام ہوتا ہے، طبیعتیں اس سے مانوس ہوتی ہیں اور فاسقوں سے طبیعتیں مایوس ہوتی ہیں۔

جان کی طرح آبرو کی حفاظت بھی ضروری ہے

فرمایا کہ: کبھی ایسا موقع آجائے جس سے انسان کی آبرو پر آنچ آنے والی ہو اور اس میں وہ واقعۃً قصوروار نہ ہو تو جو صحیح بات ہے اس کا اظہار ضروری ہے اس لئے کہ جس طرح اپنی جان کی حفاظت ضروری ہے اسی طرح اپنی آبرو کی حفاظت بھی ضروری ہے۔

مزاج پیغمبر

فرمایا کہ: جب صبح میں سورج نکلتا ہے تو اگر اس کو کہیں ذرا سا سوراخ بھی مل جائے تو وہ وہاں بھی اپنی روشنی پہنچا دے گا، حتیٰ کہ چھت میں ذرا سا سوراخ ہو تب بھی وہاں سے سورج کی روشنی آئے گی سورج کا مزاج یہ ہے کہ اس کو اپنی روشنی اور کرنیں کسی بھی مقام پر پہنچانے اور بھیجنے کا موقع ملے گا تو وہ فوراً وہاں اپنی روشنی اور کرنیں پہنچا دے گا تا کہ وہاں تاریکی ختم ہو جائے، یہ اس کا مزاج ہے اور پیغمبر کا بھی یہی مزاج ہے کہ انہیں ذرا سا بھی موقع دعوت کا مل جاتا ہے تو وہ دعوت کی بات کرتے ہیں۔

امام ایک ہی ہوگا چاہے............

فرمایا کہ: آپ دیکھتے ہیں کہ نماز کی جماعت میں افراد جتنے بھی زیادہ ہوں، چاہے تہہ خانہ

بھر جائے، جماعت خانہ بھر جائے اوپر کا ہال بھر جائے کیا آپ نے کبھی یہ سنا کہ لوگ بہت زیادہ ہیں تو دوامام ہونے چاہئے، مکبر تو زیادہ ہوتے ہیں جس کو بعض لوگ متکبر بھی کہہ دیتے ہیں مکبر یعنی تکبیر کہنے والا وہ تو ایک سے زیادہ ہوتے ہیں لیکن امام ایک ہی ہوگا، کیونکہ اس کے اندر مقتدا ہونے کی حیثیت ہے اور مقتدا ایک ہی ہوتا ہے، امت کا نبی ایک، بیوی کا شوہر ایک، جماعت کا امام ایک اسی لئے ایک مملکت کے اندر بادشاہ ایک ہی ہوگا دو بادشاہ نہیں ہوں گے، پتہ چلا کہ توحید انسانوں کا فطری مزاج ہے۔

جہاں معصیت ہوتی ہے اسکے درودیوار پر..........

فرمایا کہ: جیسے آپ کسی کمرے میں چراغ جلادیں تو اس کے دھوئیں سے اس کمرے کے درودیوار سیاہ ہوجائیں گے، ایسے ہی جہاں معصیت ہوتی ہے اس کے درودیوار پر ظلمت چھا جاتی ہے اگر آدمی کی آنکھ ہو تو وہ اسے محسوس کرسکتا ہے، ایک مقام پر ایک صاحب کشف بزرگ تھے وہ ایک جگہ گئے جہاں کسی نوجوان نے زنا کیا تھا اور ان کو پتہ نہیں تھا لیکن انہوں نے گھر میں قدم رکھتے ہی کہا کہ اس مقام پر زنا ہوا ہے اس لئے کہ ظلمتیں درودیوار پر چھائی ہوئی تھیں جیسے برف گرے تو فضا میں ٹھنڈک پھیلتی ہے ایسے ہی جہاں اللہ تعالی کا قہر برستا ہے اس کے بھی آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

لوگ مولویوں کو بھی آزماتے ہیں

فرمایا کہ: لوگ مولوی کو بھی آزماتے ہیں تاکہ دیکھیں مولوی صاحب کتنے پانی میں ہیں، خاص طور سے دیہات والے جن کو بہشتی زیور کے چند مسئلے یاد ہوتے ہیں پھر جب مولوی صاحب مسئلہ بتاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ فلاں مولوی صاحب تو یوں کہتے تھے اور آپ یوں کہہ رہے ہیں تو لوگ چار لفظ پڑھ کر مولویوں کا امتحان لیتے ہیں اور بیچارے مولوی لوگ بھی امتحان دیتے رہتے ہیں، ان کی بھی تواضع ہے کہ وہ امتحان دیتے رہتے

ہیں۔

ایں ہمہ خانہ آفتاب است

فرمایا کہ: حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ کے والد محترم حضرت مولانا حافظ محمد احمد رحمہ اللہ تقریباً چالیس سال تک دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے اور خود حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ تقریباً ساٹھ سال تک دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے گویا ایک صدی ان کی خدمات دارالعلوم کو حاصل رہیں۔

ماحول انسان خود بناتا ہے

فرمایا کہ: ماحول انسان خود بناتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ ماحول ٹھیک نہیں یہ درست نہیں ماحول تو بنایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جو ماحول دیا گیا وہ سب سے بدتر ماحول تھا اتنا گیا گذرا ماحول کہ اس وقت کی دو بڑی طاقتیں قیصر و کسریٰ بھی ادھر رخ نہیں کرتی تھیں وہ کہتی تھیں کہ ان پر قابو پا کر ہم کیا کریں گے؟ وہ تو عاجز کرنے والی قوم ہے، اتنے گئے گذرے تاریک ماحول میں آپ ﷺ نے تبلیغ کا کام کیا، تاکہ کوئی داعی یہ عذر پیش نہ کر سکے کہ اب ماحول اچھا نہیں ہے، تو نبی کریم ﷺ کو جو ماحول دیا گیا وہ بڑا اخطرناک قسم کا ماحول تھا۔

یہ تو بہت ہلکا سودا ہے

تبلیغی جماعت کے متعلق فرمایا کہ میں تو کہا کرتا ہوں کہ ان بزرگوں کو اللہ تعالی جزائے خیر دے بہت ہلکا اور سہل سودا ہے، جس کے جتنے جتنے تقاضے ہیں ان کو چھوڑ کر آدمی لگ سکتا ہے بوڑھا بھی لگ سکتا ہے تاجر بھی لگ سکتا ہے، آجر (ملازم) بھی لگ سکتا ہے، ظاہر ہے کہ ہر شخص تو مدرسہ میں دس بارہ سال نہیں لگا سکتا، اس لئے اس کام میں جتنا جس سے ہو سکے وہ لگے اور اپنے اندر حقیقت پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اللہ تعالی تک پہنچنے کی

جتنی راہیں خدا تعالی نے بتائی ہیں ان میں ایک راہ یہ بھی ہے، اخلاص کے ساتھ اگر آدمی کام کرے گا تو خدا تعالی کا قرب نصیب ہوگا اور انشاء اللہ وہ خود بھی جنت میں جائے گا اور اس کے واسطہ سے جن جن کو دین پہنچا ہے وہ بھی جنت میں جائیں گے۔

پیغمبر ماں باپ سے زیادہ شفیق ہوتا ہے

فرمایا کہ: پیغمبر ماں باپ سے زیادہ شفیق ہوتا ہے، جس طرح باپ رخصت ہوتے وقت اپنے بیٹوں کو نصیحت اور وصیت کرتا ہے اس سے بہت زیاد شفقت بھرے انداز میں حضور ﷺ نے خطبہ (حجۃ الوداع کے خطبہ کے متعلق فرمایا) دیا، اب تو نصاری کوشش کررہے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے حواریّین کے سامنے جو خطبے دیئے تھے اور وہ فضا میں سلامت ہیں ان کو حاصل کریں اگر وہ دستیاب ہوگئے تو حجۃ الوداع کا خطبہ ضرور دستیاب ہوگا اس لئے کہ وہ تو بہت بعد کا ہے۔

ہمارا آئیڈیل ایکٹر نہیں حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے

فرمایا کہ: ہندوستان میں ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جس کو دیکھو اس کے سر پر ٹوپی، بعد میں اس کی وجہ معلوم ہوئی کہ وہاں ایک ایکٹر ہے جس کا نام یوسف خان ہے اس نے کسی فلم میں ٹوپی پہن لی ہوگی تو سب جوانوں کے سر پر ٹوپی آ گئی، کسی موقعہ پر ایکٹر نے داڑھی رکھ لی تو سب نے داڑھی رکھ لی، کسی نے پنجابی ڈریس پہن لیا تو سب نے پنجابی ڈریس پہن لیا اگر وہ ننگا پھرے تو شاید نوجوان اس کے لئے بھی تیار ہوجائے، تو سچی بات یہ ہے کہ آنکھ بند کرکے ان کا اقتداء کیا جارہا ہے، حالانکہ سوچنے کی بات ہے کہ ایکٹر ہمارے خیر خواہ نہیں ہے، وہ بداخلاق بھی ہوتے ہیں، بدکردار بھی ہوتے ہیں، بے علم بھی ہوتے ہیں اور پکّے دنیادار اور خدا تعالی سے غافل ہوتے ہیں اور جو نبی امت کیلئے زندگی بھر راتوں کو روتے رہیں اور جو دنیا سے جاتے ہوئے بھی امت کیلئے مغفرت کی دعائیں

فرماتے رہیں ان کی تقلید اور ان کا فالو کرنے کی بجائے مسلمان ایکٹروں کی تقلید کر رہے ہیں، یہ کس قدر محرومی کی بات ہے۔

مومن کی عبادت صرف مصلے تک محدود نہیں ہوتی بلکہ...............

فرمایا کہ: مومن کی عبادت صرف مصلے تک منحصر اور محدود نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی بیوی سے صحبت کر رہا ہے تب بھی وہ عبادت ہے، اسی لئے حدیث شریف میں اس کو ''صدقہ،، کے لفظ سے تعبیر فرمایا، اس کے لئے صلوۃ، زکوۃ اور کوئی لفظ ذکر نہیں فرمایا بلکہ ''صدقہ،، کا لفظ ذکر فرمایا، ''صدقہ،، کو صدقہ اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں ''صدق،، چھپا ہوا ہے، وہ در حقیقت مصدق ایمان ہے، تو امر الٰہی کے ماتحت اگر شہوانی کام بھی کر رہا ہے تو اس کے مامور من اللہ ہونے کی وجہ سے اس کا وہ شہوت کا کام بھی صدقہ کہلائے گا اور حضور ﷺ نے اسے صدقہ سے تعبیر فرمایا ہے گویا وہ صداقت ایمانی کا پتہ دے رہا ہے کہ کام تو شہوانی ہے لیکن روح ایمانی اس میں کارفرما ہے کہ مولی کے امر پر بیوی حلال ہوئی تھی اور اس کے حق کو ادا کرنے کے لئے ہی اس سے صحبت کر رہا ہے۔

انعام والا مزاج صرف بچوں کا نہیں ہے بلکہ بڑوں...............

فرمایا کہ: نوساری میں مکتب کا جلسہ تھا میزبان مجھ سے کہنے لگے کہ عصر بعد ہم نے بچوں کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کی خاطر انعامی جلسہ رکھا ہے تو میں نے تقریر میں کہا کہ انعام والا مزاج صرف بچوں کا نہیں ہے بلکہ بڑوں کا بھی ہے، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین عظام حتی کہ نبی کریم ﷺ کا بھی ہے، کیونکہ فرمایا جارہا ہے ''صراط الذین انعمت علیہم،، ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ نے انعام فرمایا، معلوم ہوا کہ انعامی مزاج ہر انسان کا ہے صرف بچوں کا نہیں ہے۔

من اراد ان یتکلم بلغة الملوک فعلیه........

فرمایا کہ: ایک مصری مجھے زامبیا میں ملے بڑے مزے سے کہنے لگے ’’من اراد ان یتکلم بلغة الکلاب فعلیه ان یتکلم بلغة الانکلیز، ومن اراد ان یتکلم بلغة النساء فعلیه ان یتکلم بلغة الفرنس، ومن اراد ان یتکلم بلغة الملوک فعلیه ان یتکلم بلغة العرب ‘‘یعنی جو کتوں کی زبان بولنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ انگریزوں کی زبان بولے اور جو عورتوں کی زبان بولنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ فرنچ زبان استعمال کرے اور جو شاہی زبان میں بات کرنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ عربی زبان میں بات کرے یہ شاہی زبان ہے۔

دنیا میں آدمی ایک ملک سے دوسرے ملک کا................

فرمایا کہ: دنیا میں آدمی ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کرتا ہے تو انجکشن لیتا ہے کہ یہاں کے جراثیم دوسرے ملک میں نہ چلے جائیں اور اگر کوئی مسافر ویسے ہی بغیر انجکشن لئے چلا جائے تو اس کو وہاں روک کر انجکشن دیا جاتا ہے تاکہ ایک ملک کی بیماری دوسرے ملک میں نہ آجائے، اسی طرح اگر کسی نے اس دنیا میں رہ کر شریعت کے مجاہدوں کے انجکشن نہیں لئے کہ نماز، روزہ، غسل جنابت اور تقوی وطہارت سب روحانی انجکشن ہیں تو فرشتے چیکنگ کے بعد شاہی قید خانہ میں بھیج دیں گے اور وہاں کے انجکشن بہت خطرناک ہوں گے۔

نہ پینے سے ’’دل،، جلتا ہے

فرمایا کہ: میں ایک مرتبہ چائے پی رہا تھا ایک صاحب نے آکر کہا مولانا! چائے پینے سے خون جلتا ہے، میں نے کہا جلتا ہوگا، نہ پینے سے ’’دل،، جلتا ہے اس کا کیا کریں گے، تو وہ مسکرانے لگے۔

باہر جا کر یہ مت کہنا کے میری ''پاؤلی،، گم ہوگئی

فرمایا کہ: ہندوستان میں ایک مسجد میں ایک صاحب نے میرے ساتھ فجر کی نماز پڑھی ان کے جیب سے پاؤلی (چونی) گری اور گشت کھا کر سیدھی میرے پاس آئی، اب وہ نماز کے بعد ادھر ادھر ہاتھ مار رہے تھے تو میں نے انہیں ان کی چونی دی اور دیتے ہوئے کہا یہ آپ اپنی پاؤلی (چونی) لے باہر جا کر یہ مت کہنا کے میری ''پاؤلی،، گم ہوگئی وہ بھی کوئی ظریف الطبع تھے مسکرائے اس پر۔

مصیبت یہ ہے کہ مصلی نماز کے بعد امام ہی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں

فرمایا کہ: نماز میں تو آدمی نیت یہ کرتا ہے کہ نماز پڑھتا ہوں میں چار رکعت ظہر کی پیچھے اس امام کے، نماز امام کے پیچھے پڑھتے ہیں یہ تو اچھی بات ہے مگر مصیبت یہ ہے کہ نماز کے بعد ''امام،، ہی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں نماز کے بعد امام کے پیچھے پڑ جانا مناسب نہیں ہے، ہاں! ائمہ بھی اپنے مقام کو پہچانے وہ صفات اپنے اندر پیدا کریں جو امام کے لئے ضروری ہیں اور مقتدیوں کو بھی چاہئے کہ ان کے درجہ اور رتبہ کو سمجھیں اور اس کا لحاظ کریں۔

وہ سوچتا ہے کہ اِن شرٹ میں ہماری ''اِنسلٹ،، نہ ہوجائے

فرمایا کہ: بعض مرتبہ ایک شخص دِکھنے میں تو بہت اپ ٹو ڈیٹ معلوم ہوتا ہے اِن شرٹ کئے ہوئے ہوتا ہے مگر ٹرین میں بغیر ٹکٹ لئے بیٹھا ہوتا ہے وہ جیسے ہی ٹی، ٹی (ٹکٹ چیکر) کو دیکھتا ہے تو اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے اور دھڑکن تیز ہوجاتی ہے اب وہ سوچتا ہے کہ کہیں ''اِن شرٹ میں ہماری ''اِنسلٹ،، نہ ہوجائے،، نظر بچا کر بیت الخلاء میں پہنچ جاتا ہے، کسی بادشاہ کو گارڈن میں بھی اتنا اطمینان نصیب نہیں ہوتا ہوگا جس کا اس کو اس جگہ اطمینان کا احساس ہو رہا ہوتا ہے۔

کوساڑی بارش کے موسم میں ”آئرلینڈ جزیرہ نما،، ہوجاتا ہے

فرمایا کہ: کوساڑی (گجرات، انڈیا میں ایک بستی کا نام ہے) تو بارش کے موسم میں ”آئرلینڈ جزیرہ نما،، ہوجاتا ہے۔

روح افزا ہو یا فرحت افزا ہو مگر..................

فرمایا کہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں اس عالم کی نعمتوں میں ایک نعمت اچھا کھانا پینا ہے اور اس کا انجام فضلہ ونجاست ہے، آدمی بہتر سے بہتر مشروب استعمال کریں، ”روح افزا ہو یا فرحت افزا ہو“ مگر اس کا نجام پیشاب کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

ہر آدمی اپنے آپ کو اس کا ذمہ دار سمجھے مگر ”جمعدار،، نہ سمجھے

فرمایا کہ: حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رحمہ اللہ کا ایک بڑا پیارا جملہ ہے کہ بھئی! یہ دین ایسی چیز ہے کہ ہر آدمی اپنے آپ کو اس کا ”ذمہ دار،، سمجھے مگر ”جمعدار،، نہ سمجھے۔

میرے مواعظ چَھپے ہیں اسکے باوجود ”چُھپے،، ہوئے ہیں

فرمایا کہ: حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ کے زمانہ میں ایک مرتبہ تھانہ بھون اور اسکے اطراف میں طاعون پھیلا اس وقت حضرت کا ایک وعظ ہوا جو ”شوق وطن،، کے نام سے چھپا ہے اور حضرت کے وعظ بھی عجیب ہوتے تھے فرماتے تھے کہ میرے مواعظ چھپے ہیں اسکے باوجود ”چُھپے ہوئے ہیں،، یعنی ان کے اندر عجیب عجیب علوم ہیں اور چھپنے کے باوجود دوستوں کی نظروں سے ”چھپے ہوئے،، ہیں۔

فیه ظلمت ورعد وبرق

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ کانپور میں ایک لڑکا بہت کالا تھا دانت انتہائی سفید تھے اور آواز کڑاکے کی اور ہنستا بڑی زور سے تھا تو جب وہ ہنستا تو میں اس کے

بارے میں کہا کرتا تھا ''فیہ ظلمت ورعد وبرق،، کہ اس میں ظلمتیں بھی ہیں کڑک بھی ہے اور اسکے ساتھ بجلی بھی ہے۔

نکتے بعض دفعہ ''نقطے،، بڑھانے سے پیدا ہوتے ہیں

فرمایا کہ: یہ عجیب بات ہے کہ نکتے بعض دفعہ ''نقطے،، بڑھانے سے پیدا ہوتے ہیں، اور بعض دفعہ نقطے ہٹادیں تو ''نکتہ،، پیدا ہوجائے گا اسی میں سے ایک مقام یہ ہے کہ اگر آپ ''شادی'' سے تین نقطے ہٹادیں تو ''سادی'' رہ جاتی ہے، معلوم ہوا کہ شادی کی زمین درحقیقت ''سادی ہے،، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام نے شادی میں بڑی سادگی رکھی ہے۔

نادان کو جو الٹا تو ''نادان،، ہی رہا

فرمایا کہ: بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ کتابت کے اعتبار سے ان کو الٹ کر دیکھیں تب بھی مطلب وہی بنتا ہے، ان میں ایک لفظ ''داماد'' ہے داماد کو آپ کتابت کے اعتبار سے الٹ کر دیکھیں تب بھی ''داماد'' ہی رہے گا گویا داماد ہر حال میں مستقیم ہونا چاہئے۔ اسی طرح کا ایک لفظ لفظِ ''نادان'' ہے شاعر کہتا ہے ؎

علم سے جاہل کی جہالت نہ گئی
نادان کو جو الٹا تو نادان ہی رہا

نادان کو الٹ کر دیکھیں تو وہ ''نادان،، ہی بنتا ہے۔

بڑھاپے کا ایک نقشہ.........

فرمایا کہ: آدمی پر جب بڑھاپا آتا ہے تو آدمی ''اولڈ،، ہوجاتا ہے بلکہ ''کولڈ،، ہوجاتا ہے اور ذرا سی ٹھوکر لگے تو ''فولڈ،، ہوجاتا ہے۔

بہروپیہ دراصل ''بہ ہرروپ،، سے بنا ہے

فرمایا کہ: بہروپیہ دراصل ''بہ ہرروپ،، سے بنا ہے، مختلف بھیس اور مختلف ہیئتوں میں آنے والا۔

تب تو ''ترکِ سر،، ''دردِ سر،، ہوجائے گا

طلباء سے فرمایا کہ ابھی آپ چھٹی میں گھر جائیں گے تو لوگ کہیں گے مولانا! ذرا بیان کیجئے! آپ کہیں کہ'' سر،، میں بہت درد ہے، آئے کہاں سے ''ترکیسر،، سے تب تو ''ترکِ سر،، ''دردِ سر،، ہوجائے گا، بے علم کوششیں کر کے مسجدیں بھر دیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ کبھی بھولے سے بھی تبلیغ نہیں کرتے کسی کو نمازی بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔

باتھ روم بھی ہو اور ''بات روم،، بھی ہو

فرمایا کہ: ہر آدمی کو شوق ہوتا ہے کہ ایک بہترین بنگلہ بنائے جس کے اطراف میں باغیچہ ہو اور جس میں ایک مہمان خانہ ہو اور ایک سیٹنگ روم ہو اور فلاں روم ہو اور ایک ''باتھ روم،، ہو اور لوگوں سے ''بات،، کرنے کے لئے الگ روم ہو۔

آنکھوں پر پلکوں کا فائدہ

فرمایا کہ: حق تعالیٰ نے آنکھ کے اوپر پلکیں لگادی ہیں جو وائپر کا کام انجام دیتی ہیں کہ پانی تو آنکھ میں ہوتا ہی ہے اب اگر ذرات یا کوئی چیز آگئی تو ان سے صفائی ہوتی رہتی ہے۔

ہر جگہ کی ایک مستقل ''دنیا،، ہے

فرمایا کہ: ایک جگہ میں نے ازراہِ مذاق یہ بات کہی کہ شہروں کا گندا ماحول تو ایسا ہے کہ جی چاہے کہ ہم پڑھے ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ،، اور دیہاتوں میں سناٹا ہے تو وہاں کا ماحول ''انا للہ،، تو شہروں میں تو ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ،، اور دیہاتوں کے اندر ''انا للہ،، اور خانقاہ کے اندر ''الا اللہ،، اور تبلیغ کے اندر ''ماشاء اللہ،، ہر جگہ کی ایک مستقل

دنیا ہے کہ جہاں پر یہی ضربیں لگتی رہتی ہے ''الا اللہ، الا اللہ ''، کی، تو حاصل یہ ہے کہ خوف کی کیفیت نہیں ہوگی۔

آج کل کا سماع ''نا قابل سماع''، ہے

فرمایا کہ: آج کل کا سماع تو نا قابل ''سماع''، ہی ہوگیا ہے۔

آج کل وجدان نہیں ''حسبان''، ہوتا ہے

فرمایا کہ: آج کل ''وجدان''، نہیں ''حسبان''، ہوتا ہے۔

بنڈی برائے ''ٹھنڈی''، ہوتی ہے

فرمایا کہ: صدری جسے واسکٹ کہتے ہیں ''بنڈی''، وہ برائے ''ٹھنڈی''، ہوتی ہے۔

آج بھی ''علامہ ذھبی''، بکثرت ہیں کہ جو سنا وہ............

فرمایا کہ: میں طلبہ سے کہا کرتا ہوں کہ علامہ ذھبی رحمہ اللہ کا حال یہ تھا کہ جو سنا وہ سب محفوظ اور آج بھی علامہ ذھبی بکثرت ہیں کہ جو سنا وہ ''ذھب''، یعنی وہ رخصت ہوگیا۔

''سورت''، کی ''صورت''، حال سے میں اچھی طرح واقف ہوں

حضرت نے ''سورت''، میں ایک مجلس میں فرمایا کہ آج ہماری زندگیوں میں بہت زیادہ اسراف ہے، مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ شادیوں میں شہرت کے لئے اندھا دھند مال خرچ ہوتا ہے، پکنک میں بے تحاشہ خرچ ہوتا ہے اور ''سورت''، میں تو بچپن سے آتا جاتا ہوں اور یہاں تو میں رہا بھی ہوں، بلکہ ''سورت''، ضلع میں میری زندگی کے تقریباً پینتیس سال گذرے ہیں اس لئے ''سورت''، کی ''صورت''، حال سے اچھی طرح واقف ہوں ہماری زندگیوں میں بہت اسراف آ گیا ہے۔

حصولِ علم کے لئے سکون اور مطالعہ بہت ضروری ہے

فرمایا کہ: علم بڑی چیز ہے بہت بڑی چیز ہے اور یہ ذہن میں رہے کہ علم ''ساکن

الاوسط،، ہے وہ سکون چاہتا ہے لہذا طالب علم کو حصول علم میں سکون چاہئے، مطالعہ کیا ہے؟ مطالعہ دراصل منہ کو تالا ہے، تو سکون ہو اور منہ کو تالا لگا کر مطالعہ کریں تو علم آئے گا۔

کبھی وائف بھی........................

فرمایا کہ: کبھی وائف بھی نائف جیسی ہوتی ہے۔

عذاب الیم

فرمایا کہ: انگلینڈ اور کینیڈا کی سردی تو ''عذاب الیم،، ہے۔

تپکیر اور تبخیر

فرمایا کہ: بعض لوگ ''تپکیر'' (جس کو اردو میں ناس کہتے ہیں) استعمال کرے تبھی انہیں ''تبخیر ''تب خیر،، ہوتی ہے۔

پاجامہ اوپر سے واحد ہے نیچے سے جمع

فرمایا کہ: ایک استاد نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ پاجامہ واحد ہے یا جمع؟

تو جناب فرماتے ہیں کہ اوپر سے واحد ہے نیچے سے جمع۔

انسان پانی کا گلاس لے کر'' گلے کی آس،، کو دور کرتا ہے

فرمایا کہ: انسان صبح سے شام تک کئی مرتبہ پانی کا'' گلاس'' لے کر'' گلے کی آس'' کو دور کرتا ہے۔

حلوائی نے'' کڑھائی،، چھوڑ کر اس پر'' چڑھائی،، کر دی

فرمایا کہ: ایک طالب علم سے ایک شخص الجھ گیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام حق تعالی کے بیٹے ہیں وہ طالب علم دلائل سے ثابت کر رہا تھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام حق تعالی کے بیٹے نہیں ہیں اور وہ اس کو تسلیم نہیں کر رہا تھا، قریب میں ایک حلوائی تھا جو کڑھائی میں حلوا

بنا رہا تھا، یہ سب باتیں وہ بھی سن رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ وہ مان نہیں رہا ہے تو اس نے ''کڑھائی،، چھوڑ کر اس پر ''چڑھائی،، کردی اور کہا کہ مولوی جی تم ہٹو! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

قیمت ڈاؤن تو پر ''یشر ڈاؤن،،

فرمایا کہ: دوکان دار کو اور فکروں کے علاوہ ایک فکر یہ ہوتی ہے کہ دوکان میں جو سامان پڑا ہے اسکی قیمت ''ڈاؤن،، نہ ہو جائے ورنہ ''پریشر ڈاؤن،، ہو جائے گا۔

حسد کی وجہ سے ''جسد،، کو نقصان پہنچتا ہے

فرمایا کہ: سورۂ فلق میں جس ضرر کا تذکرہ ہے وہ سحر ہے یا حسد ہے اور سحر بھی اکثر حسد ہی کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور حسد کی وجہ سے ''جسد،، کو نقصان پہنچتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو تو صرف لگا ''دھکا'' اور پہاڑ ہو گیا ''دکا،،

فرمایا کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تجلی ربانی ہوئی تو صرف بے ہوشی کی نوبت آئی، پہاڑ تو ریزہ ریزہ ہو گیا مگر حضرت صرف بے ہوش ہوئے، ریزہ ریزہ نہ ہوئے اور پہاڑ میں استعداد کا تار نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ ریزہ ریزہ ہو گیا تو موسیٰ علیہا لسلام کو تو صرف لگا ''دھکا'' اور پہاڑ ہو گیا ''دکا'' یعنی ریزہ ریزہ۔

حروف ایک خاص قسم کی ''برزخیت،، اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں

فرمایا کہ: جار در اصل حروف ہوتے ہیں اور حروف ایک خاص قسم کی برزخیت اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں، جیسے ہمارے یہاں مدرسوں میں ہوتا ہے کہ مدرس درسی مشغولیات کی وجہ سے ہر وقت دفتر میں پہنچنے سے رہا اور مہتمم انتظامی امور میں مصروف ہونے کی وجہ سے ہر وقت درس گاہ میں پہنچ کر اساتذہ سے براہ راست گفتگو کرنے سے رہے، اس لئے درمیان میں ایک واسطہ ہوتا ہے پھر وہ ''بشیر،، (ملازم کا نام ہے) کی شکل میں ہو یا''

نذیر،، کی شکل میں ہو اس کے توسط سے دونوں طرف کے پیغامات ادھر ادھر پہنچتے ہیں۔

گجرات والوں کا ''چھ نمبر،، سے تو بچپن سے جوڑ ہے

فرمایا کہ: میں نے ایک جگہ تبلیغی اجتماع میں گجرات میں کہا کہ گجرات والوں کا ''چھ نمبر،، سے تو بچپن سے جوڑ ہے کیوں کہ ہر شخص کی زبان پر بچپن سے لے کر بڑھاپے تک اور صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک یہی رہتا ہے، ہوں چھے؟ کون چھے؟ کاں چھے؟ کیو چھے؟ ہارو چھے، ایم چھے، تیم چھے، آ بدھو لاوانو چھے، چھے کے نی، تو میں نے کہا کہ صبح سے شام تک ''چھ ہی چھ،، کا سلسلہ ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے طبیعتیں اس سے مانوس ہیں اور ویسے جہتیں بھی چھ ہیں اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، تو چھ نمبر بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔

انفاق،، کے بعد ''آمد،، شروع ہوتی ہے

فرمایا کہ: بعض کنویں ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں پانی آتا رہتا ہے اس لئے کہ سونتیں مل جاتی ہیں، لیکن زیادہ تر کنویں ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے مسلسل پانی نکالا جائے تو وہ خالی ہو جائیں، اس لئے پانی نکالا بھی جاتا ہے اور اسکے بعد پھر توقف بھی کیا جاتا ہے تا کہ پھر اس میں پانی آجائے، اسی لئے ایک بزرگ تھے انہیں نفع نہیں ہو رہا تھا اور ترقی نہیں ہو رہی تھی کسی نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیعت کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں تو آپ کو ترقی ہوگی کیوں کہ حق تعالی کا نظام یہ ہے کہ ''انفاق،، کے بعد ''آمد،، شروع ہوتی ہے، اسی طرح اگر معنویات کا انفاق ہوگا تو ادھر سے فیضان شروع ہوگا۔

اگر جلسہ کے آگے پیچھے عبدیت نہیں ہے تو یوں سمجھ لو ''جل سا،، گیا

فرمایا کہ: نماز میں دو سجدوں کے درمیان کچھ دیر بیٹھا جاتا ہے اس کو ''جلسہ،، کہتے ہیں، جلسہ دو عبادتوں کے جوڑ کا نام ہے اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بسنے والے بڑے

سے بڑا جلسہ کریں مگر فخر کی گنجائش نہیں ہے، دیکھئے جلسہ سے پہلے بھی ناک اور پیشانی زمین پر رگڑی گئی اور جلسہ کے بعد بھی ناک اور پیشانی زمین پر رگڑی گئی، معلوم ہوا کہ بڑی بڑی اسکیموں اور بڑے بڑے پلان سے پہلے بھی خدا کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے اور ان کے بعد بھی خدا کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے، اور اگر جلسہ کے آگے پیچھے عبدیت نہیں ہے تو گویا وہ ''جلسہ،، یوں سمجھ لو''جل سا،، گیا۔

دینار یہ سامان ''جنت،، بھی ہے اور سامان ''جہنم بھی،،

فرمایا کہ: دینار کے باب میں علماء نے لکھا ہے کہ دینار جوسونے کا ہوتا ہے یہ سامان'' جنت،، بھی ہے اور سامان''جہنم،، بھی ہے، جنت اور جہنم دونوں کا ذریعہ بن سکتا ہے، اس لئے کہ دینار کے اخیر میں ''الف'' اور ''را'' ہے اس کو آپ ہٹا دیں تو ''دین'' بنتا ہے گویا دولت کو صحیح مصرف میں استعمال کریں تو یہی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے کیونکہ دین کی انتہا جنت ہے، اور اگر آپ شروع کے دو حرف ''دال'' اور ''یا'' کم کردیں تو ''نار'' رہ جاتا ہے، تو گویا دولت کا غلط استعمال جہنم تک پہنچنے کا باعث ہے، اگر دین ہوتو یہ ''انہار'' کا مقدمہ ہوا اور دنیا داری ہوتو یہ ''نار'' یعنی جہنم کا مقدمہ ہے، گویا دینار میں دین اور دنیا بلکہ جنت اور جہنم دونوں چھپی پڑی ہیں، مگر آج کے اس دور میں دولت کا حاصل ہی یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان بس لطف اندوز ہو اور مزے اڑائے۔

فقیری میں ''شاہی،، دیکھنا ہوتو.................

فرمایا کہ: طالب علمانہ زندگی ہم نے دیکھی ہے اسی لئے جنت کی وہ فضا جس کے باب میں ذکر کیا گیا کہ نہ خوف ہے، نہ حزن ہے، پڑھنے کے زمانہ میں جو فضا ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہے طلباء کو نہ خوف ہوتا ہے نہ حزن ہوتا ہے، اور اگر جمعرات آگئی تو کیا آپ لوگوں کو انگلینڈ میں وہ خوشی ہوگی جو طلباء کو نصیب ہوتی ہے کڑکی کے نقشوں میں، کڑکی کے نقشوں

میں خدا تعالی وہ لذت نصیب فرماتے ہیں کہ انگلینڈ، افریقہ، اور امریکہ کے ڈالر اور پاؤنڈ میں وہ لذت نہیں ہے جو پڑھنے کے زمانہ میں دار الاقامہ میں ہم لوگوں کو لذت آتی تھی یا جنھیں آتی ہے کہ اگر جمعرات آ گئی پھر ان سے بڑھ کر کوئی بادشاہ نہیں، اور اگر دس روپیہ کا منی آرڈر آ گیا تو بڑے بڑے ملینیر اور بلینیر ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہے، اس کی خوشی کو آپ پوچھئے، تو وہ معمولی کھانا کھاتے ہے، معمولی کمروں میں رہتے ہیں ،معمولی حالت میں ہے، مگر خوف کے اعتبار سے اور حزن کے اعتبار سے بالکل بادشاہ ہے کہ فقیری میں شاہی جسے کہتے ہے کہ نہ امروز و فردا کی فکر ہے، کوئی فکر نہیں ہے، اور جنت کے لباس کا نقشہ آپ دیکھنا چاہے کہ جنت کے لباس کبھی میلے نہیں ہوں گے جنت کے لباس میں میل کچیل نہیں ہوگا تو دنیا میں اس کا نقشہ اگر آپ دیکھے تو پرندوں کے بالوں کو دیکھ لیجئے، آپ کسی مینہ کو دیکھ لے، کسی فاختہ کو دیکھ لے، کسی تیتر بٹیر کو دیکھ لے معلوم ہوتا ہے ابھی غسل کر کے جناب تشریف لائے ہے، کبھی لباس میں میلا پن ہی نہیں آتا ہے، تو جنت کا لباس سمجھنا ہو تو ان پرندوں کو دیکھ لو، اور جنت کا ماحول دیکھنا ہو تو مدرسہ کے طلباء کو دیکھ لو۔

جن کو دنیائے علم سے ''بے کیفی،، ہے وہ........

فرمایا کہ: ایک صاحب کسی سے پوچھ رہے تھے کہ '' نجاری شریف،، کون پڑھاتا ہے؟ یعنی ''خاء،، کا نقطہ آگے چلا گیا اور ''باء،، کا نقطہ پیچھے آ گیا، تو میں نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا اس لئے کہ جب ''شعور،، نہیں یہ ''جاری،، ہو نہیں سکتا، شعور کے ساتھ جاری ہے بغیر شعور کے ''نہ جاری ہی، نجاری ہی،، ہے، اس لئے کہ کتاب ایسی ہے کہ جس کا آغاز ''کیف،، سے ہوتا ہے معلوم ہوا کہ ''بخاری شریف،، میں ''کیفیات،، کی بھی ضرورت ہے، پہلا ہی باب قائم کیا ''باب کیف کان بدأ الوحی،، باب کے بعد پہلا

لفظ آپ کو ''کیف،، ملے گا، معلوم ہوا کہ جن کو دنیائے علم سے ''بے کیفی،، ہے وہ ''بخاری شریف،، کو ہاتھ نہ لگائیں تو زیادہ مناسب ہے۔

آدم زاد جب تک ''دم میں دم،، ہے ''آزاد،، ہو ہی نہیں سکتا

فرمایا کہ: اللہ تعالی نے انسان کو ''بندہ'' بنایا ہے اور یہ واقعی ''بند'' ہے اکبر الہ آبادی فرماتے تھے کہ ''آدم زاد'' جب تک ''دم میں دم،، ہے ''آزاد،، ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ ''آ:::::::::::::::::::دم:::::::::::زاد'' درمیان سے ''دم،، نکالے تو آزاد ہوگا۔

لا یخلوا المومن عن قلۃ اوعلۃ اوذلۃ

فرمایا کہ: ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے ''مرقاۃ'' میں لکھا ہے کہ ''لا یخلوا المومن عن قلۃ او علۃ او ذلۃ'' مومن تین حال سے خالی نہیں ہوتا، یا تو اس پر ''قلت،، ہوتی ہے یعنی اس پر کڑکی ہوتی ہے، پیسہ نہیں ہوتا ''او علۃ'' یا کوئی ''بیماری،، ہوتی ہے ''او ذلۃ'' یا کوئی ''رسوائی،، اور ناگواری کی شکل ہوتی ہے، مومن پر کوئی نہ کوئی حال آتا ہی رہتا ہے۔

وہاں تو ''ذکاوت،، آگے ہی چلتی تھی

حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے متعلق فرمایا کہ وہاں تو ''ذکاوت وذہانت،، آگے ہی چلتی تھی۔

آپ بھی کبھی کسی کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرتے ہیں؟

فرمایا کہ: ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ میرا کوئی ہمدرد ہی نہیں، میں نے کہا آپ بھی کبھی کسی کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرتے ہیں؟ کہا نہیں مجھ سے یہ نہیں ہو پاتا میں نے کہا کہ بس تو پھر آپ بھی توقع مت رکھئے، یہ تو ایسا ہی ہوگیا جیسے لوگ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے یہاں آئیں گے تو کیا لائیں گے؟ اور ہم آپ کے یہاں آئیں گے تو کیا کھلائیں گے؟ بیچ میں سے خود کو اڑا ہی دیا، ظالم یہ کہتا ہی نہیں کہ ہم آپ کے یہاں آئیں

گے۔

بمبئی میں ایک دوست اپنے دوست سے ملا اس نے کہا کہ صاحب آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی گھر ضرور تشریف لائیں کہا کہ کیوں نہیں ،ضرور آؤں گا آپ ایڈریس دیدیں اس کو ایڈریس دیا کہ فلاں اسٹریٹ میں فلاں جگہ آؤ،اسکے بعد ایک بڑا دروازہ آئے گا اسکو کہنی سے کھولنا،اسکے بعد ایک لمبی قطار گھروں کی ہوگی اس میں سے فلاں گھر کے دروازے کو کہنی سے کھولنا اور اندر داخل ہوکر پہلے کمرے کا دروازہ کہنی سے کھولنا وہیں اپنی ملاقات ہوجائے گی۔

اس نے کہا ایڈریس تو سمجھ میں آ گیا لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ کہنی سے کیوں کھولوں؟ اسنے کہا کہ آپ برسوں بعد ہمارے گھر آرہے ہیں ہمارے بال بچے ہیں آپ ہمارے دوست بھی ہیں تو یقیناً ایک ہاتھ میں ’’زمزم،،(حلوائی کی دوکان کا نام ہے) کا حلوہ ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں ’’افلاطون،، کا ڈبہ ہوگا،اس لئے میں نے کہا کہ کہنی سے کھولنا،تو کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔

جولوگ متقی نہیں ہیں وہ صحیح معنی میں انسان ہی نہیں ہیں

فرمایا کہ: جولوگ متقی نہیں ہیں وہ صحیح معنی میں انسان ہی نہیں ہیں وہ ’’ناس،، نہیں بلکہ ’’ستیاناس،، ہیں اس لئے کہ ہدایت سے محرومی کی وجہ سے انسان جانوروں سے بھی زیادہ گیا گذرا ہوجاتا ہے۔

شوہر کا دل جیتنے کا ایک طریقہ موقع شناسی اور............

فرمایا کہ:شوہر کا دل جیتنے کا ایک طریقہ موقع شناسی اور خدمت گذاری کا جذبہ ہے مثلاً بیوی یہ سمجھ رہی ہے کہ بارہ بجے میاں ’’دفتر‘‘ سے آنے والے ہیں اور حالت ان کی ’’ابتر‘‘ ہوگی یا وہ دوکان یا ’’کھیت،، سے ’’بیت‘‘ کی طرف آرہے ہیں تو جو کام گھر

میں آنے کے بعد شوہر اپنی بیوی سے کہے وہ اس کام کو اس کے کہنے سے پہلے کردے۔

خوش گوار زندگی کا ایک بڑا اصول گھریلو زندگی میں حسن انتظام ہے

فرمایا کہ: حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ خوش گوار زندگی کا ایک بڑا اصول گھریلو زندگی میں حسن انتظام ہے، میں ایک چیز اکثر کہا کرتا ہوں کہ بہت سے جھگڑوں کا حاصل بدنظمی ہے مثلاً میاں گئے ''واپی شریف'' اور وہاں سے کوئی چیز'' کافی وافی'' لائے اور لانے کے بعد'' شوہر نے'' اپنے'' گوہر'' کو سپرد کردیا کہ اسے'' سلیقہ'' سے'' طریقہ'' سے رکھ دو بوقت ضرورت ہمیں دے دینا، اور وہاں طریقہ اور سلیقہ سے ناراضگی تھی اور تہذیب سے کوئی جوڑ نہیں تھا،'' منہ میں آیا بک دیا، ہاتھ میں آیا رکھ دیا'' والی کیفیت تھی، اب اس نے اٹھا کر کہیں رکھ دیا، ضرورت پڑی تو میاں نے مانگا کہ فلانی شئی لاؤ، انہوں نے کہا میں ڈھونڈھتی ہوں، پھر دوسری آواز دی کہا تلاش کر رہی ہوں، اب تیسری آواز دی تو کہتی ہے کہ ہے تو سہی مگر ملتی نہیں، اب اسکے بعد ادھر گرمی آئی ادھر بھی گرمی آگئی حالانکہ اپنی حماقت اور بدنظمی کے نتیجہ میں خاموشی یا اعتراف ہونا چاہیئے تھا مگر بجائے اس کے'' دفاعی تقریر'' شروع ہوجاتی ہے، اور پھر اس کے نتیجہ میں بات آگے بڑھتی ہے اور بعض مرتبہ بہت زیادہ آگے بڑھ جاتی ہے، تو حسن انتظام سے میاں کا دل جیتا جاسکتا ہے، اور حسن انتظام سے بڑی پرلطف زندگی گذرتی ہے۔

عورتوں کا حال یہ ہے کہ جب زبان.................

فرمایا کہ: عورتوں کا حال یہ ہے کہ جب زبان چلنا شروع ہوتی ہے تو رکنے کا نام نہیں لیتی، میں نے بعض تقریروں میں کہا کہ ہم لوگ برسوں سے بیان کر رہے ہیں مگر مضمون کی اتنی آمد نہیں ہوتی جتنی بعض عورتوں کو ہوتی ہے بس وہاں ایک جملہ سن لیا تو ایسا مضمون جاری ہوتا ہے کہ جھاڑو بھی دے رہی ہے، برتن بھی مانجھ رہی ہے، کام فورس اور تیزی

سے ہورہا ہے اور مضمون ہے کہ مسلسل جاری ہے وہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا، ملفوظات، ارشادات، ہدایات، تنبیہات غرض ایک ایسا تسلسل قائم ہوجاتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے، یہ چیز مناسب نہیں ہے۔

جنت میں ''نیند'' نہیں ہوگی کیونکہ.....................

فرمایا کہ: حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے اور ساری لذتیں موجود تھیں مگر ایسی کوئی ذات نہیں تھی جس سے طبعی طور پر اور جنسی طور پر انسان کو انس حاصل ہو، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر ''نیند'' طاری کی گئی اور یہ یاد رہے کہ جنت میں نیند نہیں ہوگی، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نیند ہوتی ہے تھکان کے دفع (دور) کرنے کے لئے اور جنت میں تھکان کا سوال نہیں پیدا ہوتا اس لئے وہاں نیند نہیں ہوگی، جتنی دیر آدمی جنت میں سوئے گا اتنی دیر نہ معلوم کتنی لذتوں سے محروم رہے گا اور حق تعالی کا منشا یہ ہے کہ وہ ہر آن لطف اندوز ہو اور مزے لے، اس لئے بھی وہاں نیند نہیں ہوگی مگر نیند طاری کی گئی اور بائیں پسلی سے ماں حواؑ کی تخلیق ہوئی چونکہ پسلی دل سے قریب ہے اس لئے طبعی طور پر انسان کا میلان عورت کی جانب ہوتا ہے، اور پسلی نرم ہڈی ہوتی ہے جس میں ادھر اشارہ نکلتا ہے کہ عورت کے مزاج میں قدرتی طور پر نرمی رکھی گئی ہے، اس کو ساڑھے ستائیس کی بھینس سمجھ کر پٹائی کی ضرورت نہیں ہے کہ سارا گھر بلکہ سارا محلّہ سر پر اٹھالے، یہ شکل بالکل صحیح نہیں ہے، اور اس کے ساتھ آپ دیکھیں گے کہ پسلی میں کجی اور ٹیڑھا پن ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ ان کے مزاج میں ایک قسم کی کجی اور ٹیڑھا پن ضرور ہے۔

فانی ہم تو جیتے جی وہ میت ہیں بے گور و کفن...............

فرمایا کہ: اگر ہمارے دلوں میں آپس میں محبت اور ہمدردی نہیں ہے تو آپ یقین مانئے کہ ہماری زندگی فانی بدایونی کے اس شعر کا مصداق ہوگی ؎

فانی ہم تو جیتے جی وہ میت ہیں بے گور وکفن
غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا

یعنی جسے پردیس بھی راس نہیں آیا اور وطن بھی ہاتھ میں نہیں رہا، وہ ایسی میت ہے کہ جس کے لئے نہ کفن ہو نہ قبر، بیچارہ ایسا ہی پڑا ہو کوئی پرسان حال نہ ہو اور کس مپرسی کی زندگی گذار رہا ہو۔

ہر شئی اتفاق واتحاد اور مودت ومحبت کا درس دے رہی ہے

فرمایا کہ: ہمارے جسم کے کپڑے کا ایک ایک تار اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اگر ہماری وجہ سے سردی سے حفاظت ہے اور اگر ہماری وجہ سے گرمی سے حفاظت ہے، اور اگر ہماری وجہ سے شرم گاہیں مستور ہیں تو ان تمام کی بنیاد ہمارا آپس کا اتفاق ہے اگر کپڑوں کے یہ ''تاگے،، اپنے مقام سے نکل کر ادھر ادھر'' بھاگے،، تو انسان نہ سردی سے محفوظ رہ سکتا ہے نہ گرمی سے محفوظ رہ سکتا ہے نہ اس کا ستر اور شرمگاہ چھپ سکتی ہے، اس طرح ہر شئی اتفاق واتحاد اور مودت ومحبت کا درس دے رہی ہے۔

اگر یہی مزاج مسجد کے باہر بن جائے تو امت کامیاب ہوجائے

فرمایا کہ: جب آپ مسجد میں پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ کوئی نفلوں میں مشغول ہے کوئی تلاوت میں مشغول ہے اور کوئی اپنی ''سعادت،، سے'' باتوں،، میں مشغول ہے لیکن جہاں اقامت اور تکبیر کہی گئی کہ فوراً ذکر کرنیوالا ذکر چھوڑ کر اور تلاوت کرنیوالا تلاوت چھوڑ کر اور نفلوں میں مشغول جلدی سے فارغ ہوکر اقامت کی آواز سن کر اور خدائے پاک کی آواز سن کر جڑ جاتا ہے، تو مسجد میں امت کا مزاج یہ ہے کہ وہ خدا کے نام پر فوراً جڑ جاتی ہے۔

انسان مٹی سے بنا ہے اس لئے اس میں بھی.................

فرمایا کہ: ایک مرتبہ ایک صاحب نے مٹکے میں برف ڈالدیا تو دوسرے صاحب کہنے لگے کہ مٹکے میں برف ڈالنے سے مٹکا پانی ٹھنڈا کرنا چھوڑ دیتا ہے اور خراب ہوجاتا ہے اس سے میرا ذہن اس بات کی طرف منتقل ہوا کہ مٹکے کا کام تبرید یعنی پانی ٹھنڈا کرنا ہے مگر جب برف اس کام کو اسکے مقابلے میں عمدگی کے ساتھ انجام دیتا ہے تو اس سے مٹکے کی شان اورآن پر زد پڑتی ہے اس لئے وہ پانی ٹھنڈا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

اس سے میرا ذہن ادھر منتقل ہوا کہ مٹکا مٹی کا ہوتا ہے اور ابن آدم بھی مٹی کا ہے جب وہ کسی مقام پر کام کرتا ہو اور کوئی دوسرا اس سے اچھا کام کرنے والا آجائے جس سے اسکی شان اور آن میں فرق آجائے تو اسکو طبعی اور فطری طور پر گرانی ہوگی۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ اللہ تعالی کا شکر ادا کرے کہ اللہ تعالی نے ایک معین ومددگار بھیج دیا جس نے میرا بوجھ ہلکا کردیا۔

سر کٹے تو امن بن جائے اور پیر کٹے تو چلنے لگے

فرمایا کہ: آپ لوگ ''جام،، جانتے ہیں کسے کہتے ہیں؟ بعض لوگ جو''جم،، جائے اسے ''جام،، کہتے ہیں، مثلاً بولتے ہیں کہ ٹرافک جام ہوگئی، بعض لوگ ''جیلی،، کو جام کہتے ہیں، اسی جام سے ''جامن،، یاد آگیا، اس پر ایک اردو شاعر نے عجیب وغریب نکتہ پیدا کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر دنیا میں کسی کا سر کٹے تو فساد ہوتا ہے مگر یہاں جامن کا سر کٹنے کے بعد ''امن،، ہوجاتا ہے، جامن کے شروع سے جیم نکال دو ''امن،، رہ جائے گا، اور دنیا میں عامۃً پیر کٹنے سے لوگ لنگڑے ہوکر بیٹھ جاتے ہیں چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہتے لیکن جام کا پیر کٹ جانے سے یعنی اخیر سے نون نکال دینے سے ''جام،، بنتا ہے اور جام کے لئے حرکت لازم ہے اردو میں تو مشہور ہے کہ ''جام چلنے لگے دل مچلنے

لگے،، تو یہ عجیب ہے کہ سر کٹے تو امن بن جائے اور پیر کٹے تو چلنے لگے۔

خدا کی حضوری سے پہلے علمی قوی کو دھلا کر علم پاک............

فرمایا کہ: وضو کی حالت میں چہرہ کا دھونا اور سر کا مسح فرض ہے، یہ دونوں علمی قوی ہیں اور ہاتھ اور پیر کا دھونا بھی فرض قرار دیا گیا ہے، اور یہ دونوں عملی قوی ہیں گویا خدا کے سامنے حضوری سے پہلے علمی قوی کو دھلا کر علم پاک کیا گیا اور عملی قوی کو دھلوا کر عمل بھی پاک کیا گیا اور پھر خدا کے سامنے حاضری کی اجازت دی گئی۔

پانی سے روشنی اور بجلی پیدا کرنا یہ در حقیقت قدرتی نظام ہے

فرمایا کہ: ڈاکٹر اقبال مرحوم کے بارے میں ہے کہ لندن کی ایک یونیورسٹی میں جہاں عام لوگوں کو اور مسلمانوں کو خاص طور سے داخلہ کی اجازت نہیں تھی، کسی طریقہ سے وسیلہ لگا کر پہنچ گئے اور جانے کے بعد اسکے منتظم سے کہا کہ مجھے فہرست کتب چاہئے اس نے فہرست سامنے رکھی، آپ نے ایک کتاب نکلوانے کے لئے کہا وہ ابو عبداللہ مغربی کی کتاب تھی جو اسپین کا رہنے والا تھا، جو بہت بڑا حکیم اور فلسفی تھا، اس منیجر نے وہ کتاب نکلوائی اور ڈاکٹر اقبال کو دی، انہوں نے مطالعہ شروع کیا جب گھومتے ہوئے منتظم کی نظر ڈاکٹر اقبال پر پڑی تو دیکھا کہ وہ زارو قطار رو رہے ہیں اس کو دیکھ کر آپ نے اپنے رونے کو چھپایا لیکن رونا بھلا کہیں چھپتا ہے، آنکھوں سے تو پتہ چل ہی جاتا ہے، اس نے پوچھا کہ بھائی تم کون ہو اور کیوں رو رہے ہو؟ جب بہت اصرار کیا تو کہا کہ میں اقبال ہوں اور مسلمان ہوں اور اس کتاب کو دیکھ کر مجھ پر تأثر ہوا اس لئے میں رو رہا ہوں، اس نے فوراً کتاب لے لی، اور کہا کہ آپ کو اجازت نہیں ہے، آپ جائیے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں پانی سے بجلی تیار کرنے کے جتنے طریقے ہیں ان پر تفصیل سے بحث کی تھی اور ثابت کیا تھا کہ فلاں طریقہ سے بجلی حاصل ہو سکتی ہے اور

فلاں طریقہ سے یہ ہوسکتا ہے تو سائنسی طریق پر جو چیزیں سامنے لائی جاسکتی ہیں ان کے فارمولے اس میں لکھے تھے جن کو بعد میں یو......والوں نے استعمال کیا ہے، یہ تمام چیزیں ہماری تھیں اس کے بعد انہوں نے جل بھن کر وہ اشعار کہے ہیں۔

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ ایک عارضی شئ تھی
نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارہ
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے علم کے جواہر پارے یو.....میں جاکر دیکھے تو طبیعت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی کہ ہماری چیزوں سے دنیا فائدہ اٹھارہی ہے اور ہم محروم ہیں بلکہ ہمیں پتہ تک نہیں۔

پھر حضرت فرماتے ہیں کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ پانی سے روشنی اور بجلی پیدا کرنا یہ درحقیقت قدرتی نظام ہے انسان کی آنکھوں میں جو روشنی ہے اسکی بنیاد تو پانی ہی ہے چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیت ’’قل ارء یتم ان اصبح ماؤکم غوراً فمن یاتیکم بماء معین،، کہ آپ ان سے کہئے کہ تم مجھے خبر دو کہ اگر تمہارے پانی کو خدا تعالی زمین کی تہہ میں اتار دے تو کون ہے جو اس پانی کو لائے گا۔

دکھاوا دو قسم کا ہوتا ہے ایک......................

فرمایا کہ: دکھاوا دو قسم کا ہوتا ہے ایک دکھاوا غیر کا ہے وہ ریاء کہلاتا ہے اور ایک دکھاوا اپنے نفس کا ہوتا ہے وہ عجب کہلاتا ہے، اگر آدمی اچھا عمل کر کے اپنے آپ کو اچھا سمجھ رہا ہے تو یہ عجب کہلائے گا جس میں اچھے اچھے صالحین مبتلا ہیں کہ اچھا کام کر کے اپنے آپ کو اچھا سمجھتے ہیں۔

ایک خوشی وہ ہے جو للہ فی اللہ کوئی کام کرنے کے بعد طبعی طور پر ہوتی ہے وہ تو خیر مطلوب ہے۔

چھ نمبر کا تجزیہ خطیب الامت کی زبانی

فرمایا کہ: ہماری زندگی مدرسہ سے متعلق ہے اس لئے ہمیں ان چھ نمبروں پر بولنے کا اتفاق بہت کم ہوتا ہے لیکن چھ نمبروں میں ایک نمبر ''علم و ذکر،، ہے جب آدمی علم و ذکر سے مزین ہو جائے گا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کا ''کلمہ و نماز،، دونوں بن جائیں گے، اور یہی علم اس کو احساس دلائے گا کہ علم و ذکر میں ''اخلاص،، بھی ہونا چاہئے، علم یہ بھی بتلائے گا کہ علم پڑھ کر اور ذکر کر کے خود کو بڑا اور نیک سمجھنا یہ تباہی کی بات ہے، اس طرح یہ علم خصوصیت کے ساتھ ''اکرام مسلم،، کی طرف بھی توجہ دلائے گا۔

پھر ظاہر بات ہے کہ یہ علم و ذکر گھر سے تو نکلتا اور ابلتا نہیں ہے بلکہ اسکے لئے ماحول چاہئے اس لئے طبعی طور پر اسکے حصول کے لئے خیال ہوگا کہ اسکے لئے وقت فارغ کریں تا کہ یکسوئی کے ساتھ علم حاصل کیا جائے اور ذکر پر مداومت ہو سکے اس معنی کر علم و ذکر سے پہلے ''تفریغ اوقات،، بھی ہوگا آدمی اپنے اوقات کو فارغ کر کے نکلے گا۔

اسی طرح جب علم ہوگا تو آدمی یہ سوچے گا کہ کہیں کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جس سے ساری کی کرائی محنت بیکار ہو جائے اس طرح ''ترک لایعنی،، کی طرف بھی ذہن منتقل ہوگا کہ جتنی نامناسب باتیں ہیں انہیں چھوڑو تو یہ ''علم و ذکر،، ایسا مرکزی نمبر ہے جو کلمہ و نماز، اخلاص و اکرام اور ترک لایعنی اور تفریغ اوقات سبھی کی ضرورت کا احساس دلائے گا اور یہ سبھی باتیں علم و ذکر پر اہتمام کے ساتھ مداومت کرنے سے حاصل ہو جائیں گی۔

تم جبل علم بنو گے اس لئے کہ............

فرمایا کہ: علماء نے لکھا ہے کہ خواب میں پہاڑ دیکھنے کی تعبیر علم سے دی جاتی ہے، حضرت

مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہ اللہ ناظم سہارنپور نے خواب دیکھا تھا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ میرے سر پر ہاتھ پھیر رہے ہیں، کسی بزرگ سے تعبیر پوچھی تو فرمایا کہ تم جبل علم بنو گے اس لئے کہ حضرت معاذؓ خود جبل علم اور ابن جبل ہیں۔

ہوس اور رجاء کے درمیان کا فرق

فرمایا کہ: ایک ہے ہوس اور ایک ہے رجاء، ہوس یہ ہے کہ انسان اسباب اختیار کئے بغیر کسی اچھے نتیجہ کا خواہشمند ہو مثلاً اس نے کھیت سے متعلق کوئی محنت نہیں کی اور ''فصل،، کے زمانہ میں چاہتا ہے کہ غلہ سے ''وصل،، نصیب ہو جائے یہ ''ہوس،، ہے ایسا شخص ''بوالہوس،، کہلائے گا۔

اور ایک شکل یہ ہے کہ اس نے کاشت کی تخم ریزی کی ''آب پاشی،، کی بلکہ ''مغز پاشی،، کی اور اسکے بعد وہ اس بات کا متوقع ہے کہ یہ ساری جدوجہد پھلوں، پھلوں اور غلوں کی شکل میں سامنے آجائے تو یہ ''رجاء،، ہے ایسا شخص ''راجی،، کہلائے گا۔

جس فلاح کا وعدہ تھا اسکے ایفاء کا اعلان کر دیا گیا

فرمایا کہ: بعض دفعہ وعدہ ہوتا ہے مگر اس کا ایفاء نہیں ہوتا لیکن حق تعالی کے یہاں ایسا نہیں ادھر اذان میں کہا گیا ''حی علی الفلاح ،، اور اُدھر قرآن کریم نے اعلان کر دیا ''قد افلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون ،، دیکھئے جس فلاح کا وعدہ تھا اسکے ایفاء کا اعلان کر دیا گیا اور اسکی بشارت سنا دی گئی کہ یہ کوئی دنیا کے لیڈروں کا وعدہ نہیں ہے۔

وہاں کا نظام دیکھ کر حیرت ہوئی

فرمایا کہ: میں ایک مرتبہ زامبیا کے سفر کے لئے بمبئی پہنچا میرے ساتھ کچھ طلباء بھی تھے کسی نے کہا کہ یہاں اوبیرا ہوٹل ہے جو تاج کے ٹکر کی ہے بلکہ بعض اعتبارات سے اس سے

بھی فائق ہے تو وہاں چلنا چاہئے اسے دیکھیں گے میں نے کہا چلیں وہاں جب پہنچے تو وہاں کا کروفر وہاں کا ڈیکوریشن وہاں کا نظام دیکھ کر حیرت ہوئی خدا جانے کتنے کروڑ روپیئے صرف کرکے بنایا گیا ہے، اس میں عجیب عجیب انتظامات ہیں۔

یا فضیل !ما غرک بی'

فرمایا کہ: حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب میدان محشر میں حق تعالی مجھے اپنے سامنے کھڑا کریں گے اور پوچھیں گے کہ ''یا فضیل !ما غرک بی'' تمہیں کس چیز نے مجھ سے دھوکے میں ڈالدیا؟ تو میں کہوں گا ''یا الٰہ العالمین!ان ستورک المرخاض غرتنی'' کہ آپ نے گناہوں پر پردے ڈال دیئے تھے ان کی وجہ سے میں دھوکے میں پڑا رہا آپ کی کرم فرمائی اور آپ کی رات دن کی ستاری میرے دھوکہ میں رہنے کا سبب بن گئی۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ میں تو کہتا ہوں کہ انسان کو آپ دیکھئے کہ اس کے بدن میں نجاستیں ہیں اور چوبیس گھنٹے کوئی نہ کوئی نجاست موجود ہوتی ہے خون ہے پیشاب ہے پاخانہ ہے مگر حق تعالی کی طرف سے پردہ ڈال دیا گیا ہے تو جس کریم ذات نے چوبیس گھنٹے ہماری مادی نجاست پر پردہ ڈالا ہے وہ اپنے فضل و کرم سے ہماری روحانی کدورتوں اور نجاستوں پر بھی چوبیس گھنٹے پردہ ڈالے ہوئے ہیں یہ اس کی کرم کی بات ہے مادیات میں بھی یہی شکل ہے اور معنویات و روحانیات میں بھی یہی صورت ہے۔

بلکہ حق تعالی نے انسانی بدن کو ہڈیوں اور گوشت و کھال سے بنایا تو ہڈیوں میں سختی رکھی اور اس کی کھال اور جلد میں نرمی رکھی ہے اور سارے بدن میں ہڈیوں پر کھال کو غالب کردیا اور ہڈیوں کو کھال سے ڈھانپ دیا ہے جس میں ادھر اشارہ ہے کہ ہمارا نظام یہ ہے کہ ہم رحمت و رأفت اور نرمی پر چل رہے ہیں کہ سختیاں اور صلابتیں اندر چھپی پڑی ہیں اور

نرمیاں ان کے اوپر چھائی ہوئی ہیں۔

مارِ آستین سب سے زیادہ خطرناک ہے

فرمایا کہ: قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے شیاطین جنوں میں ہیں ایسے ہی انسانوں میں بھی ہیں قرآن کریم میں ''شیاطین الانس والجن'' کا لفظ ہے نیز قرآن کریم میں ''خناس'' سے پناہ چاہی گئی ہے جس کے بارے میں فرمایا ''الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس'' کہ جنات اور انسانوں میں سے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

اور میں نے بعض بزرگوں کا بڑا عجیب قول دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ انسانی شیطان عجیب ہے کہ جب ہم تعوذ پڑھتے ہیں تو شیطان جن تو بھاگ جاتا ہے مگر کم بخت شیطان انس بھاگنے کا نام نہیں لیتا بلکہ وہ موجود رہتا ہے اور مل کر مارتا ہے اور جو مل کر مارے وہ زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

ایک شخص کلہاڑی لے کر جنگل پہنچا چھوٹے درختوں نے اس کو دیکھا تو ڈر گئے انہوں نے بڑے درختوں سے خطرہ ظاہر کیا تو بڑے درخت جو زمانہ دیکھے ہوئے تھے تجربہ کار تھے کہنے لگے کوئی گھبرانے کی بات نہیں یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور یوں ہی ہوا وہ شخص ادھر ادھر دیکھ کر چکر لگا کر چلا گیا پھر کچھ دنوں کے بعد کلہاڑی میں لکڑی کا دستہ لگا کر جنگل میں داخل ہوا تو پھر چھوٹے درخت اس کو دیکھ کر کانپنے لگے اور بڑے درختوں سے صورت حال بیان کی تو بڑے درختوں نے کہا ہاں! اب ہمارے لئے خطرہ ہے اس لئے کہ ہم ہی میں سے بعضوں کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے یہ مل کر مارنے والی بات ہے جو بہت ہی خطرناک ہے پھر اس نے ایک طرف سے درختوں کو کاٹنا اور تباہی مچانا شروع کیا۔

تو جو مل کر مارتا ہے اردو میں اس کو ''مارِ آستین،، کہتے ہیں یہی نفاق ہے اور آج کے اس

دور میں یہ بلا بہت عام ہے بات کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رس گلے منہ سے نکل رہے ہیں اوران کے حلق میں شوگر فیکٹری قائم ہے نہایت شیریں اور میٹھی باتیں کرتے ہیں اوراندرزہر بھرا ہوا ہے اور چھری چاقو دھرے ہوئے ہیں۔

داعی اگر مستغنی ہے تو اس کی دعوت مؤثر ہوگی

فرمایا کہ: ایک مرتبہ میں سورۂ یٰس شریف میں غور کررہا تھا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ”اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون“ یعنی تم ان لوگوں کا اتباع کرو جو تم سے کسی شئی کا سوال نہیں کرتے اور وہ خود راہ یاب ہیں، تو اس آیتِ کریمہ میں دو صفتوں کا تذکرہ ہے ایک راہ یاب ہونا دوسرے سوال نہ کرنا اور اس میں مہتدی اور راہ پر ہونے کی صفت ذاتی صفت ہے اور سوال نہ کرنے کی صفت اضافی صفت ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ ذاتی صفت کو اضافی صفت پر مقدم کیا جاتا ہے مگر مقام دعوت میں اضافی صفت کی اہمیت بتانے کے لئے اس کو ذاتی پر مقدم کیا گیا کہ داعی اگر مستغنی ہے، اس میں للٰہیت ہے تو اس کی دعوت مؤثر ہوگی اور قلوب پر اثر انداز ہوگی اس لئے ذاتی صفت کے بجائے اضافی صفت کو مقدم کیا حتی کہ داعی کا اپنی ذاتی ضرورت تو کسی کے سامنے پیش کرنا در کنار حضرت تھانوی رحمہ اللہ تو فرماتے ہیں کہ اس دور میں علماء کے لئے چندہ کا کام مصلحۃً مناسب نہیں سمجھتا چندہ کا شرعاً جواز ہے اور اس کا ثبوت بھی ہے تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے اس کا مطالبہ کیا وہ سب چیزیں اپنی جگہ پر مسلم لیکن واقعی تجربہ بھی یہی ہے کہ آج آپ تین گھنٹے علم وحکمت بیان کیجئے اس کے بعد چندہ کی اپیل کردیجئے تو بس یہ ہوگا کہ لوگ کہیں گے کہ اوگھرانی یعنی وصولی کے لئے آئے ہیں، اوگھرانی سے اگر ”او“ ہٹ جائے تو ”گرانی،، ہی رہ جاتی ہے چنانچہ ہوتا بھی یہی ہے کہ سفیر کو دیکھتے ہی پیشانی پر شکن آجاتے ہیں بل پڑ جاتے ہیں، تو داعی کے لئے استغناء بھی ضروری ہے۔

میاں! انہوں نے یہ کہا ہے انہوں نے یہ لکھا ہے تم نے کیا کیا؟

فرمایا کہ: علم صرف جرائد اور رسائل تک منحصر نہ ہو، ایک عرصہ سے یہ کمی ہے، طلبہ کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ اصل مراجع کو دیکھیں، ہمارے قبلہ حکیم فخر الدین صاحب کے سامنے جب میں کوئی بات پیش کرتا تو وہ ہمیشہ یہ فرماتے کہ ابرار میاں! فلاں نے یہ کہا ہے فلاں نے یہ لکھا ہے تم نے کیا کیا؟ ان کا منشا تھا کہ جہاں سے وہ لائے یا جو استعداد انہوں نے پیدا کی تم بھی پیدا کرنے کی کوشش کرو، تو اصول کو دیکھنے سے ذاتی بصیرت پیدا ہوتی ہے، آپ نے کوئی پرچہ دیکھ لیا اس سے کوئی مضمون آپ نے لے لیا کوئی رسالہ کوئی مقالہ لکھ لیا یہ بھی ٹھیک ہے، ممنوع نہیں ہے مگر اس کی کوشش کی جائے کہ اصول اور مراجع دیکھے جائیں اس سے بڑی بصیرت پیدا ہوتی ہے، میرے بعض اساتذہ فرماتے تھے کہ ہر فن کی اساسی، معیاری اور اہم کتابیں جب آدمی دیکھتا ہے تو اس فن میں بصیرت پیدا ہوتی ہے باقی جو ادھر ادھر کا مطالعہ ہے اس سے معلومات تو ضرور بڑھ جائیں گی مگر تعمق نظر پیدا نہیں ہوگا۔

سلوک میں شروع میں علم وعمل کی ضرورت پڑتی ہے مگر........

فرمایا کہ: حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں اس نقطہ پر پہنچا ہوں کہ سلوک میں شروع میں علم وعمل کی ضرورت پڑتی ہے مگر جب آدمی پختہ ہوجاتا ہے تو پھر ترقی علم ومعرفت سے ہوتی ہے حضرت کے کلام کی تائید میں احقر ایک آیت کریمہ بطور دلیل پیش کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فرمایا گیا ''وقل رب زدنی علما'' آپ دعا فرمائیے کہ اے اللہ! میرے علم کو بڑھائیے۔

خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے ایک اہم چیز ڈسپلن ہے

فرمایا کہ: خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے ایک اہم چیز ڈسپلن ہے ہر چیز اپنی جگہ پر ہو مگر

اس طرف سے عموماً غفلت برتی جاتی ہے اب ہوتا یہ ہے کہ شوہر نے اپنے گوہر سے ایک چیز مانگی کہ لاؤ فلاں چیز تو وہ فرماتی ہیں کہ ابھی دیتی ہوں، اسکے بعد پھر مطالبہ کیا کہ جلدی کرواب ارشاد ہوتا ہے کہ ہے تو مگر مل نہیں رہی ہے معلوم نہیں کہاں رکھ دی اب بعض شوہر ایسے جلالی ہوتے ہیں کہ دو چار رسید کر دیتے ہیں اور بعض تقریر شروع کر دیتے ہیں اور ادھر عورت کی تقریر شروع ہو جاتی ہے۔

اور بعض مرتبہ تو ان عورتوں کی تقریر ایسی چلتی ہے کہ ختم ہونے کا نام نہیں وہ سب برتن مانجھ لے یا جھاڑو دینا ہو تو وہ دے لے، سارے کام کر لے لیکن اس کا مضمون چلتا رہتا ہے ہم لوگ برسوں سے تقریر کر رہے ہیں مگر مضمون کی وہ آمد نہیں ہوتی جو انہیں ہوتی ہے عجیب وغریب مضامین ہوتے ہیں اطناب کی بہترین مثال عورتوں کی تقریر ہے، علم معانی پڑھنے والے اطناب کو سمجھ سکتے ہیں اطناب جس میں الفاظ کی کثرت اور مضمون کی قلت ہے اس کا پورا مرقع ان کی تقریر ہوتی ہے اور اس میں ہوتا یہ ہے کہ بعض مرتبہ اگر میاں کا سر پھر گیا اور ایک دو تین پر نوبت آ گئی تو پھر ساری زندگی بے لطف اور اگر کسی وجہ سے طلاق نہیں دی بلکہ دل نے اس کو اپنے سے اطلاق کر دیا یعنی بے تعلق کر دیا تب بھی زندگی بے لطف ہو جائے گی، اس لئے مرد کو چاہئے کہ وہ تحمل سے کام لے اور عورت کو چاہئے کہ وہ موقع شناس بنے۔

جس طرح معدہ مکھی کو قبول نہیں کرتا اسی طرح دل بھی....

فرمایا کہ: حدیث شریف میں ہے ''فاستفت قلبک،، دل سے پوچھو وہ بڑا مفتی ہے اور جس طرح معدہ مکھی کو قبول نہیں کرتا اسی طرح ناحق اور غلط بات کو صحیح دل قبول نہیں کرے گا، اسے ضرور کھٹک ہوگی۔

زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں اس لئے..................

فرمایا کہ: میں جب سفر کرتا ہوں تو سب سے معافی تلافی کر کے نکلتا ہوں، کبھی کچھ کہا سنا ہو، سوچا ہو سمجھا ہو، سب معاف کراتا ہوں، زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، اس لئے آدمی کو معاملات صاف رکھنا چاہئے۔

علماء میں استغناء بھی ہونا چاہئے

فرمایا کہ: علماء میں استغناء بھی ہونا چاہئے کہ کسی امیر سے مرعوبیت نہ ہو اور نہ اسکے مال پر ایسی نظر ہو جس سے اس کو یہ احساس ہو کہ یہ ہمارا طالب ہے، اور ہم نے تو تجربہ کیا کہ جب امیر یہ محسوس کر لے کہ یہ مولوی صاحب لالچی نہیں ہیں، مولوی صاحب کی نظر میرے روپے اور جیب پر نہیں ہے تو اس پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ بات سنتا ہے اور وہ یہ سوچتا ہے کہ یہ بات اخلاص سے کہہ رہا ہے چاہے وہ جس درجہ کا بھی ہو معلوم ہوا کہ استغناء سے بڑا اثر ہوتا ہے اور میں تو قرآن کریم سے استنباط کرتا ہوں قرآن کریم میں ہے "قال یقوم التبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون"، مرسلین کی دو صفات بیان کیں ایک سوال نہ کرنا اور دوسرے ہدایت یافتہ ہونا ہدایت یافتہ ہونا پوری زندگی کو عام اور شامل ہے اس صفت کا تقاضا یہ تھا کہ اس کو مقدم کیا جائے مگر باب دعوت میں سوال نہ کرنے کا زیادہ اثر ہوتا ہے اسی لئے سوال نہ کرنے کی صفت کو مقدم کیا اور فرمایا "من لا یسئلکم اجرا"۔

بزرگوں کی سوانح حیات دیکھنے کا فائدہ

فرمایا کہ: بزرگوں کی سوانح حیات دیکھنے سے بھی بڑا فائدہ ہوتا ہے، اونٹ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے اور جب پہاڑ کے پاس سے گذرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ میں تو چوہے کے برابر بھی نہیں ہوں میری کوئی حیثیت نہیں، جب ہمارے سامنے حضرت مدنی رحمہ اللہ

کی زندگی ہوگی حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کی زندگی ہوگی حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ وغیرہ کی زندگی ہوگی تو ہم کو اندازہ ہوگا کہ ہم لوگ کیا ہیں؟ اتنی شرمندگی ہوگی اور اتنا احساس ہوگا کہ ہم اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھیں گے اور یہی چیز کامیاب کرنے والی ہے۔

علماء کی یہ کمزوری ہے کہ وہ مطالعہ نہیں کرتے

فرمایا کہ: آج ہم لوگوں میں ایک عام کمزوری یہ بھی ہے کہ مطالعہ کا اہتمام نہیں کرتے میں تو آپ کو اپنا حال بتاتا ہوں مجھے پڑھاتے ہوئے ستائیس (۲۷) سال ہوگئے مگر مجھ کو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے بڑا جاہل کوئی نہیں اور یہ کوئی تواضع کی بات نہیں ہے واقعی علم اتنا بڑا سمندر ہے کہ بس! سیری نہیں ہوتی، اطمینان نہیں ہوتا اور ایسا لگتا ہے کہ کچھ کچھ ہی دیکھا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ کتنا ہی دیکھو مگر سیری نہیں ہوتی، مطالعہ کی بڑی ضرورت ہے، مطالعہ ہمارا ہتھیار ہے اس لئے مطالعہ زیادہ ہونا چاہئے، آج کل مطالعہ کا مزاج ہی نہیں ہے اسکے لئے باقاعدہ وقت مقرر ہونا چاہئے۔

اسلام سے بہتر کوئی کڑا نہیں ہے

فرمایا کہ: جب سیلاب آئے تو آدمی کی سلامتی اسی میں ہوتی ہے کہ وہ کسی مضبوط کڑے کو پکڑ لے ورنہ سیلاب میں بہہ جائے گا اور ہمارے لئے اسلام سے بہتر کوئی کڑا نہیں، اگر ہم نے اسلام کے کڑے کو مضبوطی سے تھام لیا تبھی ہم سنبھل سکتے ہیں ورنہ بہت مشکل ہے ہم سمجھ بھی نہیں سکتے کہ کیسے کیسے فتنے ہم کو تباہ کرنے کے لئے ہیں۔

ہماری مائیں بہنیں روزے کے معاملے میں مضبوط ہیں لیکن.......

فرمایا کہ: ہماری مائیں بہنیں روزے کے معاملے میں مضبوط ہیں لیکن نماز کے معاملے میں بہت سست ہیں ان سے میں نے ایک بات یہ بھی کہی کہ پہلے عورتوں کے لئے عذر

ہوتا تھا کہ کپڑے پاک نہیں ہیں بچے پیشاب پاخانہ کر دیتے ہیں مگر اب تو بچوں کی ایسی چڈیاں (نیپی) نکلی ہیں کہ اگر ان میں ایک ایک سیر مادہ بھی جمع رہے تو پتہ نہ چلے تو پہلے جو یہ شکل ہوتی تھی کہ اچانک پیشاب کر دینے کی وجہ سے کپڑے خراب ہو جاتے تھے اور عورتوں کو یہ بہانہ ملتا تھا کہ کپڑے ناپاک رہتے ہیں، اب ایسی بات نہیں ہے۔

تبلیغی جماعت میں انسانی جذبات کی رعایت بھی ہے

فرمایا کہ: تبلیغی جماعت میں جہاں عبدیت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہیں اس میں انسانی جذبات کی رعایت بھی ہے مثلاً جیسے آپس میں تعلیم کے حلقہ میں بیٹھے ہیں ایک کہتا ہے دعائے قنوت سنائیے دوسرے صاحب فرمارہے ہیں کہ درود شریف سنائیے تیسرا کہنے لگا التحیات سنائیے چوتھے نے افتتاح کیا کہ فاتحہ سنائیے اب ایک آدمی جو بے چارہ کہولت کی عمر کو پہنچ گیا چالیس پچاس سال کی عمر ہے اور اس کو یہ چیزیں یاد نہیں دعائے ''قنوت،، اسے یاد نہیں اس پر ''قنوط،، کی کیفیت ہے اب اگر وہ اپنے محلّہ کی مسجد میں بچوں اور جوانوں کے ساتھ بیٹھے اور اس سے کہا جائے کہ جناب! دعائے قنوت سنائیے، التحیات سنائیے اگر اسے یاد نہ ہو تو محلّہ کے بچے کہیں گے کہ بڑے میاں! آج تک کیا کرتے رہے؟ ان کو دعائے قنوت یاد نہیں ہے انہیں درود شریف کا پتہ نہیں فاتحہ پوچھی گئی تو فاتحہ صحیح نہیں لیکن تبلیغی جماعت میں نکلنے کے بعد بڑے میاں کی بے عزتی اور رسوائی کا سوال نہیں وہ کھل کر دین سیکھ سکتے ہیں کوئی ان پر ہنسنے والا نہیں بلکہ سب ان کا اکرام کریں گے ان پر ترس کھائیں گے ان کی خدمت کریں گے۔

کہنے کا منشاء یہ ہے کہ تبلیغی جماعت میں طبائع اور نفسیات کی رعایت بھی موجود ہے۔

جوہر مختصر ہوتا ہے

فرمایا کہ: قرآن کریم نے فرمایا کہ ''ولکن اکثرھم یجھلون،، انسانوں کی اکثریت

جاہل ہیں اور کہیں فرمایا کہ 'قلیلا ما تذکرون ،معلوم ہوا غافل زیادہ ہیں اور کہیں فرمایا 'قلیلا ما تشکرون، ،معلوم ہوا کہ ناشکرے زیادہ ہیں،تو جاہل زیادہ، کافر زیادہ ،ناشکرے زیادہ، غافل زیادہ تو جو ہر مختصر ہوتا ہے،کم ہوتا ہے۔

دنیا صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ.....................

فرمایا کہ: دنیا صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ آدمی صورتاً دنیا دار ہوا گر افتاء کا کام کرتا ہے اور مقصد شہرت ہے تو وہ مفتی دنیادار ہے اگر علم پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے اور مقصد شہرت ہے تو وہ دنیادار ہے اگر چلہ پر چلہ دیتا ہے دور دور کے ملکوں میں نکلتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ شہرت ہو تو وہ دنیادار ہے اگر نیت ٹھیک نہیں تو پھر سارا معاملہ چوپٹ ہے۔

خواب یقیناً نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے مگر....................

فرمایا کہ: خواب یقیناً نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے مگر سن لیں! محققین نے تصریح کی ہے کہ اگر بیداری کے اعمال درست ہیں اور تمام عمر میں ایک بھی اچھا خواب نہیں دیکھا یا دجال کو دیکھتا رہا تب بھی اس کا درجہ ذرہ برابر کم نہیں ہوگا۔اور اگر بیداری کے حالات ٹھیک نہیں ہیں اور روزانہ نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھتا ہو تب بھی ذرہ برابر ترقی نہیں ہوگی اس لئے کہ بیداری کے اعمال کا اعتبار ہے یہ معمولی بات نہیں ہے،ہم دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

ہم ان کی حجامت بناتے ہیں اور وہ ہماری یہ بات ٹھیک نہیں ہے

فرمایا کہ: آج ساری پریشانی یہ ہے کہ ہم اپنے طبقہ (علماء) میں بیٹھ کر ان کی (تبلیغی جماعت) کی حجامت بناتے ہیں اور یہ آپس میں بیٹھ کر اس طبقہ کی حجامت بناتے ہیں اور اوپر سے ماشاءاللہ! ماشاءاللہ کرتے ہیں اللہ نے آپ کو بہت ہی نوازا اور خلوت میں کتنی نوازش ہو رہی ہے وہ ہم جانتے ہیں اس سے کبھی جوڑ نہیں ہوگا تفریق پیدا ہوگی عداوتیں

پیدا ہوں گی بے برکتی پیدا ہوگی۔

دنیا چھڑانا مقصود نہیں بس صرف مقصود اور..............

فرمایا کہ: ساری دنیا کے علماء اور بڑے بڑے مفتی کتنا ہی زور لگا لگا کر فتوی دیں کہ لوگ دنیا سے رک جائیں تب بھی کوئی نہیں رکے گا کیا آپ لوگ رک جائیں گے؟ کوئی نہیں رکے گا اور روکنا مقصود بھی نہیں ہے بس مقصود اور غیر مقصود کا فرق ملحوظ رکھنا ہے۔

دیکھو ایک مثال دوں آپ کو آئینہ خریدنے کا شوق ہوا آپ ایک دوکان پر تشریف لے گئے وہاں آپ نے ایک آئینہ اٹھایا اور قیمت پوچھتے ہوئے اپنے چہرہ انور کی زیارت کی اور پسند آنے پر آپ نے اسے خرید لیا پھر گھر تشریف لائے غسل فرمایا غسل کے بعد کپڑے زیب تن فرمائے سر مبارک میں تیل استعمال فرمایا سرمہ لگایا اور پھر وہ آئینہ اپنے سامنے رکھا، دیکھئے آپ دوکان پر بھی آئینہ دیکھ رہے تھے اور گھر پر بھی دیکھ رہے ہیں دونوں میں کیا فرق ہے؟ آپ جانتے ہیں؟

دوکان پر اپنا چہرہ دیکھنا مقصود نہیں بلکہ آئینہ دیکھنا مقصود تھا دوکان پر آپ آئینہ کی شفافیت و صفائی کو دیکھنا چاہتے تھے اور دیکھا آپ نے اپنا چہرہ لیکن مقصود چہرہ دیکھنا نہیں تھا آئینہ دیکھنا تھا اور گھر پر آنے کے بعد بھی آپ آئینہ دیکھ رہے ہیں لیکن اب آئینہ دیکھنا مقصود نہیں بلکہ اپنی ذات گرامی اور وہ کاجل و سرمہ مقصود ہے کہ میں خوبصورت لگتا ہوں یا نہیں؟

آپ نے فرق سمجھا؟ آپ نے دوکان پر بھی آئینہ دیکھا لیکن وہاں آپ کو چہرہ دیکھنا مقصود نہیں تھا آئینہ کی ذات کو دیکھنا مقصود تھا اور گھر پر چہرہ دیکھنا مقصود ہے آئینہ دیکھنا مقصود نہیں حالانکہ دونوں جگہ نظر آئینہ پر ہے لیکن مقصود اور غیر مقصود کا فرق ہے۔

جب یہ بات سمجھ گئے تو اب سمجھو کہ ایک آدمی وہ ہے جس کے سامنے آخرت مستحضر ہے اور

جس کے سامنے اللہ تعالی کی بڑائی ہے جس کے قلب پر خدا تعالی کو جواب دینے کی فکر مستولی (غالب) ہے ایسا شخص اگر دنیا کے کسی کام میں مشغول ہو اور دوسرا آدمی وہ ہے جسے خدا تعالی کے یہاں کی جواب دہی اور آخرت کی فکر اور آخرت کے احوال کا استحضار نہ ہو دونوں کی مشغولی میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا جس کے سامنے آخرت ہو اور خدا تعالی کی ذات عالی ہو وہ ہر وقت خدا تعالی کی طرف متوجہ ہوگا اور جو متوجہ نہیں اس سے وہ یوں کہے گا کہ بھلا یہ کوئی زندگی ہے؟۔

جب تک آدمی بہرا بن کر کام نہ کرے کام نہیں ہوتا

فرمایا کہ: ایک صاحب بڑی اچھی بات کہتے تھے کہ جب تک آدمی بہرا بن کر کام نہ کرے کام نہیں ہوتا یعنی ہر ایک کی سنے گا تو کام کیسے کرے گا؟ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ پھر کسی کی بھی نہ سنے جیسے بہرا کسی کی بھی نہیں سنتا۔

موت کے وقت سورۂ یس کی تلاوت کا حکم کیوں؟

فرمایا کہ: شریعت کا حکم یہ ہے کہ موت کے وقت سورۂ یس پڑھی جائے، اور غالباً اس میں حکمت یہ ہے کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے اور سورۂ یس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ ''قلب القرآن،، ہے اور قلب کو قلب سے مناسبت ہوتی ہے، تو قرآن کریم کا دل یعنی سورۂ یس جب پڑھی جائے گی تو مومن کے قلب کو تقویت ہوگی اور تقویت کی وجہ سے ایمان کی حفاظت ہوگی، گویا یس شریف پڑھوا کر ایمان کی حفاظت کا سامان کرایا جارہا ہے۔

آج کا ایک بہت بڑا روگ بلکہ فتنہ............

فرمایا کہ: ایک کام کی بات سن لیں، آج جسے دیکھئے وہ بڑوں پر کلام کرتا ہے جسے دیکھئے وہ بس اپنے آپ کو متکلم سمجھ بیٹھا ہے کوئی ائمہ پر کلام کررہا ہے، کوئی اکابر پر کلام کررہا ہے کہ

صاحب ان سے بھی غلطی ہوسکتی ہے اگر آپ ہوسکنے ہی پر اتر آئیں تو آپ کے تو حواس گم ہوجائیں گے کہ کیا کیا ہوسکتا ہے جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی امکان ہے، یہ بھی امکان ہے، تو یہ بھی امکان ہے کہ آپ ولدالزنا ہوں۔

حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ ہمیں اپنے ابناء سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کی معرفت ہے، اس لئے کہ اس کا امکان ہے کہ ہماری اہلیہ نے کسی مقام پر ہم سے کوئی خیانت کی ہو تو ابناء سے زیادہ معرفت ہمیں حضور اکرم ﷺ کی ہے اگر امکان....امکان...امکان.... پر آپ اتریں گے کہ صاحب! حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے غلطی ہوگئی وہ نہیں سمجھے تھے، عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ٹھوکر کھا گئے، حضرت معاویہؓ نے ٹھوکر کھائی، حضرت عثمانؓ نے بھی بہت خطائیں کی ہیں، پھر انبیاء کرام علیہم السلام تک بات چلی جائے گی اور پھر اسکے بعد تو حق تعالی کا نمبر آہی جاتا ہے ''نعوذ باللہ، نعوذ بالله، نعوذ بالله من ذلک، اللهم احفظنا منه،، یہ سب دریدہ دہنی ہے اور ڈرنے کا مقام ہے ''کبرت کلمة تخرج من افواههم،، اپنی زبان پر کنٹرول رکھو! میں بہت قوت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اکابر کے باب میں زبان کھولنے میں احتیاط کیجئے۔

اگر آپ کو علم و تحقیق کا دعوی ہے تو آپ غلط فہمی کا شکار ہیں علم آسان ہے؟ زندگیاں جن کی کھپ گئیں وہ بے چارے کہتے رہے کچھ نہیں آتا، شیخ الہند جیسا شخص ......اللہ اکبر! حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے ''غدر،، کے لئے ان کو ''اسیر مالٹا،، کہا میں ان کو ''امیر مالٹا،، کہتا ہوں اور فرمایا کہ لوگ ''شیخ الہند،، کہتے ہیں میں ''شیخ العالم،، کہتا ہوں وہ فرماتے تھے کہ ساری زندگی کتاب دیکھنے کے بعد میں ''جہل مرکب،، سے ''جہل بسیط،، کی طرف آیا، جہل مرکب کا مطلب یہ ہے کہ پہلے کچھ بھی نہیں جانتا تھا اس کے باوجود یہ سمجھتا تھا کہ میں جانتا ہوں، اب الحمد للہ! یہ حال ہے کہ

اب بھی کچھ نہیں جانتا لیکن یہ بھی سمجھتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا، یہ معمولی بات نہیں ہے، یہ وہ کہہ رہے ہیں جن کے شاگردوں میں انور شاہ کشمیری، اشرف علی تھانوی، حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ، اور شبیر احمد عثمانی رحمھم اللہ جیسے آسمان علم و تحقیق کے تابندہ ستارے ہیں جن کے فیض سے دنیا منتفع ہورہی ہے یہ کوئی معمولی لوگ تھے؟ ان میں کا ہر ایک اپنی جگہ مستقل ایک مقام اور حیثیت رکھتا تھا تو بڑے حضرات کا یہ حال اور ہم آج ایک دو رسالے بلکہ ''رُسیلے،، پڑھ لیں اور اس کے بعد محقق بن کر جس پر چاہیں کلام کرلیں..........افوہ ''تلک اذا قسمة ضیزی،، ''کبرت کلمة تخرج من افواھھم،،

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

بہت افسوس کی بات ہے اس لئے ''اوصیکم ،ثم اوصیکم ،ثم اوصیکم ،،اور بہت قوت کے ساتھ ''اوصیکم ! وہ یہ کہ اپنی زبان پر کنٹرول رکھئے، بڑوں کے باب میں جو کچھ کہا جارہا ہے وہ جہل کی بنا پر کہا جارہا ہے۔

کس نمی پرسد کہ بیا کیست

فرمایا کہ: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پڑھنے کے زمانہ میں جو طلباء بھولے بھالے سیدھے سادے! خاموش، نہ کسی پر تنقید نہ کچھ، ہم سمجھتے تھے کہ بزا خفش ہیں لیکن اللہ تعالی نے ان سے بڑا کام لیا اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ پڑھنے کے زمانہ میں بڑے محقق لیکن فراغت کے بعد

کس نمی پرسد کہ بیا کیست

کون پوچھتا ہے کہ کس کھیت کی مولی ہے؟ کوئی پوچھنے والا نہیں یہ اللہ تعالی کے اختیار میں

ہے اس لئے اپنے دائرہ میں رہو۔

تدریس خاموش خدمت ہے اور بعد کا سارا نظام اسی پر دائر ہے

فرمایا کہ: تعلیمی اور تدریسی خدمت خاموش خدمت ہے اور یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خاموشی اس کے بنیادی ہونے کی علامت ہے اور جب آپ اس حقیقت کو سمجھ گئے تو یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ بعد کا سارا نظام اسی پر دائر ہے۔

جنہوں نے علماء کرام کو حقارت کی نگاہ سے ....

فرمایا کہ: میں نے بعض ملکوں میں یہ بات کہی کہ جنہوں نے علماء کرام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا تجربہ شاہد ہے کہ ان کی ذریت دین سے اور اسکی برکات سے محروم ہوگئی، لہٰذا آپ حضرات سے میری ایک درخواست ہے کہ ان علماء کرام کو محبت کی نگاہ سے دیکھیں اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو کم از کم حقارت سے تو نہ دیکھیں، اس بات کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

امامت کوئی معمولی بات..............

فرمایا کہ: حدیث شریف میں آتا ہے کہ آسمانوں میں حضرت جبرئیل اذان دیتے ہیں اور حضرت میکائیل نماز پڑھاتے ہیں معلوم ہوا کہ جماعت کا نظام آسمانوں میں بھی ہے کہ وہاں موذن بھی موجود ہیں اور امام بھی موجود ویسے ہی کیف ما اتفق نہیں ہے کہ جس کے سمجھ میں آیا اس نے آکر پڑھادی بلکہ حضرت میکائیل امامت کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور حضرت جبرئیل اذان کا۔

جو امراض ڈکٹروں کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں ہوتے وہ وجود........

فرمایا کہ: انسان اشرف المخلوقات ہے اور سب سے زیادہ پریشانی اسی کو ہے، جانور بھی بیمار ہوتے ہیں مگر اتنی بیماریاں ان میں نہیں جتنی انسانوں میں ہیں، سینکڑوں قسم کی

بیماریاں ہیں بلکہ میڈیکل سائنس ڈاکٹری نظام اور ہومیو پیتھک نظام جتنا ترقی پر ہے اتنی ہی نئی نئی بیماریاں وجود پذیر ہیں جو امراض ڈاکٹروں کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں ہوتے وہ وجود میں آتے جارہے ہیں۔

جب کام کرنے میں اختیار ہے تو چھوڑنے میں بھی اختیار ہے

فرمایا کہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے نام ایک خط آیا اس میں سائل نے گناہوں کی ایک فہرست لکھی تھی کہ مجھ سے یہ یہ گناہ ہوتے ہیں اور گناہ چھوٹتے نہیں، وہ تو حکیم الامت تھے، حضرت نے اس فہرست کے سامنے صرف ایک جملہ لکھا کہ اپنے ہر ہر گناہ کے سامنے یہ لکھدو کہ آپ نے یہ گناہ اپنے اختیار سے کیا ہے یا بلا اختیار، وہ شخص منصف اور معتدل مزاج تھا اس نے لکھا کہ فلاں فلاں گناہ میرے اختیار سے ہوا، حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ کو جب گناہ کرنے میں اختیار ہے تو یقیناً گناہ چھوڑنے میں بھی اختیار ہوگا۔

ایک عجیب وصیت

فرمایا کہ: اورنگ آباد میں ایک بزرگ تھے وہ ''سوختہ صاحب،، کہلاتے تھے بڑے پایہ کے شخص تھے انہوں نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ مجھے انتقال کے بعد غسل نہ دیا جائے، اب بھی ان کا مزار ہے، ان کے انتقال کے بعد لوگوں نے سوچا کہ جو وصیت خلافِ شرع ہو اس پر عمل نہیں ہوتا، یہ ایسی وصیت ہے جو نا قابلِ عمل ہے مگر پھر لوگوں کو خیال ہوا کہ اتنے بڑے درجہ کے شخص تھے، ان کی پرہیز گاری اور ان کا تقویٰ مسلم ہے ممکن ہے کہ اس وصیت میں کوئی راز ہو اور ان کا کوئی خاص معاملہ ہو تو ایک شخص نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ ایسا ہو کہ ہم پہلے ان کے پاؤں کے انگوٹھے پر پانی ڈالے اور دیکھیں کیا ہوتا ہے، چنانچہ پانی جو ڈالا تو جیسے راکھ ہوتی ہے اس طرح وہ انگوٹھا بہہ گیا اور

پانی کچھ آگے بڑھا تو آگے کا بدن بھی بہہ گیا جیسے راکھ ہو یہ کیفیت تھی، چنانچہ پھر انہیں اسی طرح دفنا دیا گیا۔

انسان کے مبتلائے آلام ومصائب کی دو بنیادیں

فرمایا کہ: تفسیر مواہب الرحمٰن میں مولانا امیر علی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ دو بنیادیں ایسی ہیں کہ ان کی وجہ سے انسان مبتلائے آلام ومصائب ہوتا ہے ''ایک کھانا دوسرا کھیلنا،، اور رہا پینا تو وہ کھانے کا نتیجہ ہے اور کھیلنا بھی اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کھانے کا اثر ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی بچہ کا کھانا بند کر دیا جائے تو اس کا سارا کھیل تماشہ ختم ہو جاتا ہے اور بچہ کا کیا یہ سارے بڑے بڑے جو بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کا بھی کھانا بند ہو جائے تو ان کے سارے تماشے ہی ختم ہو جائیں اور سارا لطفِ زندگی ہی رخصت ہو جائے تو خواہشات کی دو بنیادیں ہیں، ایک کھانا اور دوسرا کھیلنا ''یرتع ویلعب''۔

درسِ حدیث میں مشغول رہئے اسی سے تکمیل ہو جائے گی

فرمایا کہ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہما اللہ سے فرماتے تھے کہ ہمیں شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ کے پاس لے چلو تاکہ ہم بھی صاحبِ نسبت بن جائے، اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا سے ایسے ہی رخصت نہ ہو جائیں اور یہ دونوں بزرگ حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمہ اللہ سے فرماتے تھے کہ درسِ حدیث میں مشغول رہئے اسی سے آپ کی تکمیل ہو جائے گی۔

مگر پھر ایسا ہوا کہ حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ جذب کے غلبہ میں چلے اور اجمیر پہنچے اور پہاڑ پر جا کر مراقب ہوئے اور حضرت خواجہ صاحب کی طرف متوجہ ہوئے ان پر منجانب اللہ یہی الہام ہوا کہ درسِ حدیث میں مشغول رہو اسی میں تمہاری

نسبت کی تکمیل ہوجائے گی، خیر وہاں سے لوٹے اور گنگوہ پہنچے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے لوگوں نے کہا کہ مولانا یعقوب صاحب نانوتوی تشریف لائے ہیں تو حضرت نے فرمایا: ہم نے کہا تو سمجھ میں نہیں آیا، خواجہ صاحب نے کہا تو مجبوراً آئے ہیں اس درجہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا کشف بڑھا ہوا تھا، حضرت گنگوہی بڑے صاحبِ کشف بزرگ تھے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ بڑے صاحبِ کشف بزرگ تھے

فرمایا کہ: ایک بڑھیا حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس آئی اور کہا میرے دو بیٹے حج کرنے گئے ہوئے ہیں اور کئی مہینے ہوگئے ان کی کوئی خبر نہیں ہے اس لئے میں بڑی پریشان ہوں، تو آپ نے فرمایا میں کوئی عالم الغیب تھوڑا ہی ہوں، لیکن جب اس نے بہت اصرار کیا تو آپ نے یوں ہاتھ رکھا اور تھوڑی دیر مراقب ہوئے پھر فرمایا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جارہے ہیں اور ابھی فلاں منزل پر ہیں چنانچہ اس بڑھیا نے وہ وقت یاد رکھا اور بعد میں تحقیق کی تو بات بالکل درست نکلی۔

کھانا کھانے میں جو مزہ متقی کو آتا ہے وہ مزہ فاسق کو نہیں آتا

فرمایا کہ: کھانا کھانے میں جو مزہ متقی کو آتا ہے وہ مزہ فاسق کو نہیں آتا حتی کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ بیوی سے صحبت میں جو مزہ متقی کو آتا ہے وہ فاسق وفاجر کو نہیں آتا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کا روحانی احساس بالکل صحیح ہے اس لئے وہ جتنی تکلیف محسوس کرے گا اتنی ہی لذت بھی محسوس کرے گا اور فاسق کا روحانی احساس ختم ہوچکا ہے ماؤف ہوچکا ہے کمزور ہوچکا ہے وہ اس چیز کو محسوس نہیں کرسکتا۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ کی ایک اہم وصیت

فرمایا کہ: حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ کی وصیتوں میں ہے کہ آدمی

کتنا ہی بڑا ہو مگر ہر وقت اپنے حال کے متغیر ہونے اور بدل جانے سے ڈرتا رہے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کل کو کیا بات پیش آ جائے اور قلب کی حالت کیا ہو جائے، اس لئے کہ حدیثِ پاک میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: قلبِ انسانی کی مثال ایسی ہے جیسے پرندے کا کوئی پر کسی میدان میں پڑا ہو اور ہوائیں اسے ادھر سے ادھر الٹتی پلٹتی ہو یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ "یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک" اے قلوب کو اُلٹ پُلٹ کرنے والی ذات! میرے قلب کو دین پر جما دیجئے، استقامت دیجئے کہ وہ اس پر جم جائے۔

حسد سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے

فرمایا کہ: حسد سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے، امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں سورۂ فلق کی تفسیر میں ثابت کیا ہے کہ تمام رذائل کی اَصل حسد ہے سب سے بدترین رذیلہ انہوں نے حسد کو قرار دیا ہے۔

خدا تعالی سے دوری کا سبب.....

فرمایا کہ: حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو قلب پر سیاہ داغ ہو جاتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو صاف ہو جاتا ہے، پھر گناہ کرتا رہے اور توبہ نہ کرے اور گناہ کرتا رہے کرتا رہے تو پورے قلب پر سیاہی چھا جاتی ہے، اور ہوتے ہوتے پھر توفیق سلب ہو جاتی ہے اور حق تعالی سے دوری ہونے لگتی ہے یہ جو دوری ہوتی ہے گناہ کے نتیجہ میں اسکی ابتداء تو ہوتی ہے غفلت سے، اور انتہا اس کی جا کر ہوتی ہے ارتداد یعنی مرتد ہونے پر۔

نفس مرتا نہیں ہے بلکہ وہ......

فرمایا کہ: ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ آدمی کسی صالح آدمی کے پاس رہتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ نفس سنبھل گیا، اور وہ بھی یہ سمجھتا ہے کہ میں سنبھل گیا، اور جہاں وہ

چیزیں ہٹی تو حضرت اندر سے نکلتے ہیں، مولانا روم رحمہ اللہ نے اس کو ایک مثال سے سمجھایا ہے کہ ایک آدمی تھا اسنے سانپ پکڑا اور سانپ بھی پکڑا سردی کے زمانہ میں کہیں پہاڑ پر سے پکڑ لائے جہاں وہ سکڑا ہوا تھا، یہ سمجھے مرا ہوا ہے، لانے کے بعد تماشہ شروع کیا اب جب بچے جمع ہوئے اور تماشہ چل رہا تھا دھوپ نکلی تو دھوپ کی وجہ سے اس میں حرکت پیدا ہوئی حرکت کی برکت یہ ہوئی کہ وہ بچے بھی بھاگے اور یہ حضرت بھی گھبرائے کہ یہ تو ٹیڑھا معاملہ ہے، تو وہ سمجھا تھا کہ سانپ مر گیا ہے، وہ مرا نہیں بلکہ سکڑ گیا تھا، تو نفس کے اندر شر ہے اس کو جب اس کا ماحول نہیں ملتا ہے تو آدمی کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا نفس مر گیا لیکن اسکے بعد جب اسکے مواقع اس کو ملتے ہیں تب اندر سے برکتیں ظاہر ہوتی ہیں، تب وہ حرکت میں آتا ہے، اسکو چانس مل جائے، موقعہ مل جائے پھر دیکھئے کیسے گل کھلاتا ہے، تو نفس شر کی طرف چلنے والی چیز ہے۔

نفس اپنی اصل میں شر کی طرف چلتا ہے

قرآنِ کریم میں نفس کے بارے میں جتنی قسمیں کھائی گئی ہیں اتنی قسمیں کسی مسئلے کے باب میں نہیں کھائی گئی، پوری ''والشمس ،،آپ پڑھے تو واو قسمیہ ہیں'' والشمس وضحھا ،سے لے کر'' ونفس وما سوھا ،، تک،، اسکے بعد فرمایا کہ'' فالھمھا فجورھا وتقوھا ،، اللہ تعالی نے اس میں فجور رکھا ہے، سرکشی، معصیت کی طرف چلنا، نافرمانی کی طرف جانا، حکم عدولی کرنا یہ، اور تقوی بھی اس میں رکھا ہے، دونوں کی استعداد ہیں مگر آپ غور کریں کہ تقوی بعد میں ہے، فجور پہلے ہے، سمجھے حضور! اس میں ابتداء فجور سے ہے، اور تقوی کا تذکرہ بعد میں ہے، معلوم ہوا کہ نفس شر کی طرف پہلے چلتا ہے۔

ایک سلسلہ ہے اِس عالم میں جو غیر منقطع.........

فرمایا کہ: متنبہ کہتا ہے کہ دنیا کی کوئی حاجت پوری نہیں ہوتی مگر کسی اور حاجت پر، ایک

ضرورت ختم ہوئی کہ اس کے بعد دوسری ضرورت، اب آپ دیکھ لیجئے کہ آدمی کماتا ہے وہ سوچتا ہے کہ میرے سامنے تقاضہ ہے کہ مجھے شادی کرنا ہے، تو وہ شادی کے لئے مال جمع کرتا ہے، شادی ہوئی تو اسکے تقاضے گھر بار اور اس کی ضروریاتِ زندگی، وہ ہوئی تو اس کے بعد شکل یہ ہوتی ہے کہ صاحبزادے تشریف لے آتے ہیں، ان کی تشریف آوری ہوئی تو کہیں ختنہ کی رسمیں ہوتی ہے اس میں مستقل دعوتیں اور سلسلے ہیں، پھر جناب کے لئے آگے تعلیم کا مرحلہ اور کچھ زمانہ گذرا تو پھر ان کے لئے شادی کی مستقل رسمیں ہیں رسم ورواج، تو ایک سلسلہ ہے اِس عالم میں جو غیر منقطع سا ہے۔

مہنگی چیزوں کو سستا کرنے کا بہترین علاج

فرمایا کہ: حضرت ابراھیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ: مہنگی چیزوں کو سستا کرنے کا بہترین علاج یہ ہے کہ اس کا استعمال چھوڑ دو، اس لئے کہ استعمال چیزوں کو مہنگا کرتا ہے، اور ترکِ استعمال چیزوں کے سستا ہونے کا سبب بن جائے گا مگر ہے مشکل، ہم لوگوں نے تو اپنی زندگی کو خواہشات کا بالکل تابع بنا ڈالا ہے۔

تشویش کی وجہ

فرمایا کہ: بعض بزرگوں کے حالات میں ہے کہ موت کے وقت ان پر رونے کی کیفیت طاری ہوئی، تشویش کی، ان سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے جس دروازہ کو کھٹکھٹایا ہے اور جہاں ہم جانا چاہتے ہے تو اس میں خطرہ یہ ہے کہ دو مقامات ہے ایک طرف جنت ہے، ایک طرف جہنم ہے، شاہی مہمان خانہ اور شاہی جیل خانہ ہے، اور ہمارے باب میں کیا فیصلہ ہوتا ہے اسکی کوئی خبر نہیں ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی دعا

فرمایا کہ: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے باب میں ہے شیخ سعدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے

گلستاں میں کہ ان کو کعبۃ اللہ میں دیکھا گیا کہ کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر دعا فرما رہے تھے کہ اے رب العٰلمین! کل جب قیامت میں آپ ہمیں اٹھائیں تو لوگوں کے سامنے رسوا نہ فرمائے اور پردہ پوشی کا معاملہ فرمائے۔

الدین النصحیة

فرمایا کہ: آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''الدین النصحیة ،، دین نام ہی ہے نصیحت کا، اربابِ لغت لکھتے ہیں کہ نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کوئی کپڑا پھٹ جائے اس کو سی لیا جائے، معلوم ہوا ضعف کا اور کمزوری کا تدارک کر دیا جائے اسکی تلافی کر دی جائے یعنی جو اس میں گڑ بڑی ہو اس کو دور کر دی جائے، یا یہ کہ مثلاً کسی شئی کے اندر کچھ میل کچیل ہو جیسے شہد ہے اس کو صاف کر دیا تو یہ بھی نصح کی ایک شکل ہو جائے گی، تو نصیحتوں کا حاصل کدورتوں کا دور کرنا ہے، یا کمزوریوں کا دور کرنا ہے تو گویا سامنے والے سے نصیحت کی درخواست کا مطلب یہ ہے کہ گویا اس سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ آپ کوئی ایسی بات ارشاد فرمائے جو ہمارے لئے موجبِ نصیحت ہو جائے۔

سب سے بڑی نصیحت

فرمایا کہ: کتابوں میں لکھا ہے کہ انسان کے لئے سب سے بڑی نصیحت جو انسان پہ خود پہ حالات آتے ہیں وہ ہیں، اور ان میں بھی خاص طور سے بڑھاپا اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت نہیں ہے، سب سے بڑی نصیحت یہی ہے۔

حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ کا ایک عجیب ملفوظ

فرمایا کہ: میں نے اپنے حضرت (شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادی) سے سنا بڑی عجیب بات بیان فرمائی فرمایا کہ: تہجد کے وقت حق تعالی کی طرف سے ندا ہوتی ہے، ہے کوئی مانگنے والا کہ اس کی مراد پوری کی جائے ......مگر ہم اس سے نہیں مانگتے پھر فرمایا تم کو

میں اگر پکاروں اور تم جواب نہ دو تو مجھے کتنی گرانی ہوگی، کتنی تکلیف ہوگی، تو احکم الحاکمین آسمانِ دنیا پر نزول فرما کر پوچھے کہ ہے کوئی شفاء کا طالب، ہے کوئی دولت کا طالب، ہے کوئی گناہوں کی معافی کا طالب) تو ادھر سے اتنی عنایتیں اور ہماری طرف سے بے توجہی، تو حضرت فرماتے تھے کہ بیماری ہو، تکان ہو، کوئی عذر ہو تو لیٹے لیٹے ہی قلب سے دعا کر لے کیسی عجیب بات، بڑے لوگ واقعی مایوس نہیں کرتے فرمایا استنجاء جانا، وضو کرنا، اگر اس کی توفیق نہیں ہو رہی ہے، کرے تب تو سبحان اللہ، ورنہ بیٹھ جائے اور بیٹھے بیٹھے دعا کر لے، یا اگر وہ بھی نہیں کر سکتا تو دل ہی دل میں دعا کر لے کہ اے مولی! آپ کی رحمت کا وقت ہے اور میں غافل ہوں اپنے فضل سے آپ مغفرت فرما دیجئے، واقعی بڑے حضرات کبھی مایوس نہیں کرتے اور عجیب عجیب انداز سے چاہتے ہے کہ خدا تعالی کے بندوں کا خدا تعالی سے جوڑ ہو جائے۔

حضرت علیؓ کی جب کوئی تعریف کرتا تو..........

فرمایا کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ جب کوئی ان کی تعریف کرتا تو وہ اس پر روتے تھے، فرماتے تھے یا اللہ! میرے اندرونی حال کی انہیں خبر نہیں ہے آپ اس پر مواخذہ اور پکڑ نہ فرمائے، اور ان کے خیال کے مطابق مجھے بنا دیجئے۔

حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کا کیا حال ہے

فرمایا کہ: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ایک درخت سے دوسرے درخت پر پرواز کر رہے ہیں اڑ رہے ہیں، تو ان سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا بہت کرم ہے، تو خواب دیکھنے والے نے پوچھا کہ حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کا کیا حال ہے، فرمایا کہ وہ تو ایسے مبارک حال میں ہے کہ انہیں روزانہ دو دفعہ حق تعالی کا دیدار نصیب ہوتا ہے اور ان کی زیارت سے متمتع اور

منتفع ہوتے ہیں۔

حضرت عباسؓ کی آواز

فرمایا کہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے چچا ہے، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بات بھی عجیب لکھی ہے کہ وہ ایسے تھے کہ جب زور سے پکارتے تھے تو آواز ایک میل جایا کرتی تھی اور شیر کے قریب اگر چیخ دے تو پتّہ پانی ہو جائے وہ مر جائے ایسی آواز تھی، اور تھے بھی ماشاء اللہ لحیم شحیم۔

حضرت عباسؓ کی ذکاوت

فرمایا کہ: حضرت عباسؓ نبی کریم ﷺ کے چچا ہے، اور ان کی ذکاوت میں لکھا ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا حضور ﷺ؟ فرمایا بڑے تو حضور ﷺ ہی ہیں البتہ میں ان سے پہلے پیدا ہوا، عمر میری زیادہ ہے باقی بڑے تو حضور ﷺ ہیں۔

غصہ کا ایک علاج

فرمایا کہ: ایک شخص تھے ان کو اپنے چھوٹوں پر بہت غصہ آتا تھا ان کو ایک بزرگ نے نصیحت کی کہ دیکھو حق تعالیٰ تم سے بڑے ہیں اور ان کی نافرمانی تم سے رات دن ہوتی رہتی ہے مگر وہ تمہیں معاف کرتے رہتا ہے تم بھی اپنے چھوٹوں کے ساتھ درگذر کا معاملہ کرو۔

پیغمبری طاقت کی مثال

فرمایا کہ: پیغمبری طاقت کی مثال ایسی دی ہے کہ بلوری کانچ آپ لے اور اسکے نیچے روئی رکھے یا کاغذ رکھے تو وہ اتنے حصہ میں جو دھوپ پھیلی ہوئی ہے وہ سمٹ کر ایک نکتہ پہ آتی ہے اور روئی جلتی ہے یا کاغذ جلتا ہے دھواں نکلتا ہے تو نبی اپنی اندر کی طاقت کو کسی ایک نکتہ پر ڈالدے تو پھر اس حالت میں وہ انگلی سے اشارہ کرے تو چاند ٹکڑے ہو سکتا ہے تو

بے چارے رکانہ کی کیا حیثیت ہے پیغمبر کی طاقت کوئی معمولی طاقت ہوتی ہے۔

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کا احترام اور کرامت

فرمایا کہ: بشر حافی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ جس بستی میں رہتے تھے وہاں راستوں پر جانور بھی پیشاب اور لید وغیرہ نہیں کرتے تھے، ایک روز کسی صاحب نے دیکھا کہ جانور نے راستہ میں لید کی تو وہ سمجھ گئے کہ بشرِ حافی کا انتقال ہوگیا اور لکھا ہے کہ بشر حافی رحمہ اللہ ننگے پیر پھرا کرتے تھے تواضع اور عبدیت بہت غالب تھی اس لئے ننگے پیر پھرتے تھے، یا شیخ سے بیعت ہوئے تھے اس وقت جوتے پیر میں نہیں تھے اس لئے زندگی بھر ایسے ہی رہے، یہ استقامت کی بات تھی، تو اس آدمی نے یہ دیکھ کر اندازہ لگایا کہ حضرت بشر حافی کا انتقال ہوگیا ہوگا۔

ابلیس انسانوں کو آپس میں ایسے بھڑاتا ہے

فرمایا کہ: ابلیس نے ایک بزرگ سے کہا کہ میں انسانوں کو لڑانے کیلئے زیادہ محنت نہیں کرتا صرف تھوڑا سا اشارہ کر دیتا ہوں اور وہ لڑنے لگتے ہیں اس بزرگ نے کہا کیسے؟ اس نے کہا آپ کو سمجھنا ہو تو میرے ساتھ چلئے میں ابھی آپ کو بتلاتا ہوں چنانچہ وہ ایک حلوائی کی دکان پر گیا اور تھوڑی سی چاشنی لی اور دیوار پر لگا دی، جب چاشنی دیوار پر لگائی تو وہاں مکھی آئی، مکھی کی وجہ سے چھپکلی آئی اور چھپکلی کی وجہ سے بلی آئی اور بلی کو دیکھ کر کتا دوڑا، بلّی والوں نے کتے کو مارا اس طرح کتے والے اور بلّی والوں کی آپس میں چلی اور ہوتے ہوتے باقاعدہ جنگ چھڑ گئی۔

حق تعالیٰ بعض دفعہ بطورِ تکریم بعض چیزوں کی..........

فرمایا کہ: حضرت خالد بن ولیدؓ سے کسی نے کہا کہ اگر آپ ایمان رکھتے ہیں تو یہ زہر کا پیالہ پی لیجئے، انہوں نے کہا کہ بہت اچھا اس نے آزمائش کیلئے کہا تھا، حضرت نے بسم

اللہ پڑھی اور زہر کا پیالہ پی لیا لیکن ان کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ بطورِ تکریم بعض چیزوں کی خاصیت ان سے سلب کر لیتے ہیں۔

کاش! ہم نجاست کے کیڑے ہوتے

فرمایا کہ: امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد جب مشرکین کو عذاب شروع ہوگا تو بڑے بڑے سلاطین تمنا کریں گے کہ کاش! ہم نجاست کے کیڑے ہوتے، کاش ہم کتے اور خنزیر ہوتے تو یہ تکلیف ختم ہو جاتی۔

صاحب ایمان بڑے بڑے سلاطین سے بہتر ہے

فرمایا کہ: جو توحید پرست نہیں ہے اس کے احمق ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے وہ بڑا ہی بے وقوف ہے چاہے ظاہر میں وہ کتنا ہی عقلمند کیوں نہ ہو اور جس نے ایک ذاتِ عالی کو مان لیا اور ایک خدا تعالیٰ سے ہونے کا یقین رکھتا ہے وہ چاہے دیہات کا رہنے والا ہو نہایت معمولی نظر آتا ہو لیکن وہ بڑے بڑے سلاطین سے بہتر ہے۔

توحید انسان کا مزاج ہے

فرمایا کہ: شیخ ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں بڑی اچھی بات لکھی ہے، فرماتے ہیں کہ: توحید انسان کا مزاج ہے اور ہمیشہ انسان کے ساتھ توحید ہے، دیکھو اس کو میں ایک مثال سے سمجھاؤں مثلاً آپ کی دُکان ہے اور اس دوکان میں مختلف سامان مختلف جگہوں پر رکھے ہوئے ہیں اب آپ کہیں تشریف لے جا رہے ہیں تو آپ چاہتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بکسوں کو ایک جگہ کر دیں اور اگر وہ ایک بکس میں آ سکتے ہوں تو اس میں کر دیں اور سات جگہ پر سات کپڑے لٹکے ہوئے ہوں تو آپ چاہتے ہیں کہ ان کو ایک جگہ کر دیں اور اگر کوئی بڑا بکس ہو تو اس میں رکھ دیں گویا آپ چاہتے ہیں کہ کثرت وحدت کی طرف چلے، اچھا! اب دوکان میں جو مال سامان تھا آپ نے

اس کو مرتب کرنے کے بعد اس کو تالا لگا دیا اور تالا لگانے کے بعد چابی اپنے جیب میں رکھ لی تو کنجی اور چابی کی حیثیت توحید کی ہے، دیکھئے آپ ساری دکان لیکر ہر جگہ نہیں جاسکتے، ہاں! آپ چابی اپنے ساتھ لیکر گھوم پھر سکتے ہیں جس سے آپ پوری دوکان سے انتفاع کر سکتے ہیں، چابی ایک ایسی چیز ہے کہ وہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہ سکتی ہے، تو اسلام کی ستر (۷۰) سے اوپر جو شاخیں ہیں ان کو ہر وقت آپ انجام نہیں دے سکتے لیکن ان سے فائدہ اٹھانے کی کنجی جو توحید ہے وہ ہر وقت آپ کے ساتھ ہے، آپ جاگتے ہیں تب بھی آپ موحّد ہیں، آپ سو رہے ہیں تب بھی آپ موحد ہے، یہ توحید ہر وقت آدمی کے ساتھ ہے، یہ نہیں کہ آپ ہوائی جہاز میں بیٹھیں تو توحید چلی جائے اور آپ بیت الخلاء گئے تو توحید رخصت ہو جائے ایسا نہیں ہوتا بلکہ توحید ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتی ہے۔

صبر کر! وہ تجھی میں آنے والا ہے

فرمایا کہ: جب زمین پر زنا ہوتا ہے تو زمین پروردگارِ عالم سے کہتی ہے کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس نافرمان بندے کو اپنے اندر ہڑپ کرلوں تو غیب سے بتایا جاتا ہے کہ صبر کر وہ تجھی میں آنے والا ہے۔

جو قومیں دنیا میں کمزور ہیں وہ صرف اس لئے.......

فرمایا کہ: جو قومیں دنیا میں کمزور ہیں وہ صرف اس لئے کہ وہ باتوں پر اکتفاء کئے ہوئے ہیں، حضرت مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ: اہلِ اسلام کے تین دور گذرے ہیں، ایک دور وہ تھا کہ لوگ بولتے کم تھے کام بہت زیادہ کرتے تھے وہ دور تھا سلف کا، صحابہ کا اور تابعین کا، دوسرا دور وہ آیا کہ بولتے بھی تھے اور کام بھی کرتے تھے، زبان بھی تھی، عمل بھی تھا اور فرماتے تھے کہ: بدنصیبی سے یہ تیسرا دور آیا ہے کہ بولنا زیادہ ہے کام ختم، کہ بات ہے عمل نہیں۔

امت کی جان نکل چکی ہے اس لئے صرف بول رہ گیا ہے

فرمایا کہ: ایک دفعہ الٰہ آباد میں ہمارے حضرت رحمہ اللہ (شاہ وصی اللہ صاحب مراد ہے) نے عجیب لطیفہ سنایا فرمایا کہ: ایک مرتبہ میں فجر کی نماز پڑھ کر سائیکل رکشہ میں تفریح کے لئے گیا تو زور سے آواز ہوئی معلوم ہوا کہ پنکچر ہوا سائیکل والا گیا دُکان پر اور جا کر اس کو سی کر واپس لایا اور حضرت واپس اپنی خانقاہ تشریف لائے اشراق کی نماز پڑھی اور اسکے بعد مجلس ہوئی اس میں جو لطیفہ سنایا وہ سننے کے لائق ہے فرمایا کہ: وہ جو آواز ہوئی تو میں نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہے؟ تو بتایا کہ ٹائر میں جو ہوا تھی پنکچر ہونے کی وجہ سے وہ نکل گئی، اب حضرت نے اس سے جو نتیجہ نکالا وہ سننے کے لائق ہے، فرمایا کہ: جب کسی چیز کی ہوا نکلتی ہے تو اسوقت آواز ہوتی ہے چونکہ امت کی ہوا نکل چکی ہے اور امت کی جان نکل چکی ہے اس لئے صرف بول رہ گیا ہے عملی حیثیت ان کی کمزور ہوگئی، حضرت رحمہ اللہ نے کتنا زبردست نتیجہ اخذ کیا ہے۔

جہاں دو آدمی جھگڑتے ہوں ان میں ایک متکبر.........

فرمایا کہ: حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جہاں دو آدمی جھگڑتے ہوں ان میں ایک متکبر ضرور ہوتا ہے دونوں متواضع ہوں تو لڑائی کا سوال نہیں ہوتا رہی اجتہادی خطا تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے جیسے صحابہ میں جنگیں ہوئیں تو ان میں بڑی حکمتیں ہیں جن کو تاریخِ اسلام میں دیکھا جا سکتا ہے۔

پیغمبروں سے بکریاں چرائے جانے کی وجہ..........

فرمایا کہ: عام طور سے پیغمبروں سے بکریاں چروائی گئیں اور بکری ایک ایسا جانور ہے کہ وہ کبھی یہاں منہ مارتی ہے، کبھی وہاں کبھی دوسری جگہ، کبھی تیسری جگہ تو اس میں منتشر (ادھر ادھر) ہوجانے کی عادت ہے، تو چرواہا (بکریاں چرانے والا) انہیں ایک

مقام پر جمع کرنے کا کام کرتا ہے، تو انبیاء کرام علیھم السلام سے بکریاں چرائے جانے کی حکمت یہ ہے کہ امت کے افراد بھی مختلف طبیعت کے ہوتے ہیں، کوئی کفر کی طرف جارہا ہے، کوئی شرک کی طرف جارہا ہے، کسی کا کیسا مزاج، کسی کا کیسا تو ان مختلف مزاج کے انسانوں کو جمع کرنا تحمل اور برداشت کی قوت چاہتا ہے اسی لئے جب حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس بھیجا گیا تو اللہ تعالی نے فرمایا ''فقولا له قولا لینا'' اس سے نرم بات کہنا، یہی وجہ ہے کہ ہارون رشید کے سامنے کسی واعظ نے کسی شخص سے تلخ کلامی سے کام لیا اور سخت بات کہی، تو ہارون نے اس ذی علم آدمی سے کہا کہ تم سے بڑے واعظ حضرت موسیٰؑ تھے اور حق تعالیٰ نے انہیں تاکید کی تھی کہ نرم بات کرنا اور تمہارا مخاطب بہرحال مؤمن ہے اور وہاں پر مخاطب کافر تھا بلکہ الوہیت کا مدعی تھا اور وہ فرعون تھا، تو نصیحت کرنے والے تو تم سے بڑھ کر تھے اور جس کو نصیحت کی جارہی تھی وہ الوہیت کا مدعی تھا پھر بھی حق تعالیٰ نے حکم دیا'' فقولا له قولا لینا'' کہ تم دونوں نرم اور ملائم بات کرنا۔

بدترین آدمی وہ ہے جس کے ضرر..........

فرمایا کہ: حدیث شریف میں نبیؐ کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: بدترین آدمی وہ ہے جس کے ضرر سے بچنے کیلئے لوگ اس کا لحاظ کریں چنانچہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ جو جتنا زیادہ بد معاش ہوتا ہے لوگ اس کی اتنی ہی عزت کرتے ہیں، یہ درحقیقت عزت نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنا ہے۔

عبادت میں بھی مقصود آپ کی ذات عالی ہی ہے.........

فرمایا کہ: علامہ زمخشری صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ (ایاک نعبد وایاک نستعین) میں لفظ'' ایاک'' مقدم کیا یعنی'' آپ ہی'' گویا منشا یہ ہے کہ مقصود تو آپ ہی ہیں، عبادت

آپ کی ذات کے قرب کوحاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے، عبادت میں بھی مقصود آپ کی ذات عالی ہی ہے لہذا ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔

ہمیں تو گنبد خضراء نظر آ جائے تو اس سے بڑی سعادت........

فرمایا کہ: حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! حضور ﷺ کی زیارت بہت دنوں سے نہیں ہوئی، بڑی بے تابی ہے، فرمایا تمہارا جذبہ تو بہت بڑا ہے ہمیں تو گنبد خضراء نظر آ جائے تو اس سے بڑی کوئی سعادت نہیں، حضور کا جلوہ دیکھنا تو بہت بڑی بات ہے، یہ ان کی تواضع کی بات تھی۔

عبدیت سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں

فرمایا کہ: عبدیت سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں، قرآن کریم میں ہے کہ جب بندۂ مومن کی موت آتی ہے تو حق تعالی کی طرف سے اس کی موت کے وقت اس کے استقبال کے لئے فرشتے آتے ہیں اور اسے مژدۂ جاں فزا سناتے ہیں خوش خبری اور بشارت سناتے ہیں "یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعي الى ربک راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي" اے نفس مطمئنہ! اے وہ نفس جسے احکام الٰہیہ پر بہت اطمینان تھا اور حق تعالی کے اوامر پر بہت ہی اطمینان کے ساتھ جما ہوا تھا، کوئی اضطراب نہیں تھا اور ادھر کے تقاضے اسے اپنی طرف مائل نہیں کرتے تھے، عمل کرتے کرتے اسے طمانینت نصیب ہوگئی تھی اے مطمئن نفس! اپنے رب کی طرف لوٹ "ارجعي الى ربک" میں لفظ "ارجعي" سے صوفیاء کرام کے اس قول کی اصل معلوم ہوئی جو وہ کہتے ہیں کہ درحقیقت روحیں اس عالم سے چل کر آئی ہیں اور مومن کا وطن اصلی جنت ہے، "ارجعي الى ربک" وہ اپنے رب سے تعلق ہی کی وجہ سے دنیا میں سکون حاصل کرتا تھا اور اب قرب کی ایک خاص کیفیت اسے نصیب ہو رہی ہے اور یہ لوٹنا ایسا ہے کہ "راضية مرضية" یہ

نفس اپنے مولی کے معاملات پر بالکل راضی ہے اور حق تعالی اس سے راضی گویا آپس میں رضا کے معاملات ہوگئے ہیں۔

حق تعالی آگے فرماتے ہیں کہ ''فادخلی فی عبادی'' یہ حق تعالی کی طرف سے بشارت ہے، حق تعالی فرمارہے ہیں خدا کے کلام کو اس بندے کے سامنے ملائکہ نقل کررہے ہیں ''فادخلی فی عبادی'' میرے بندوں میں داخل ہوجاؤ، اس سے ایک نکتۂ خداساز ہاتھ آیا وہ یہ کہ ''عباد'' جمع ہے عبد کی اور موت تک جتنے کمالات آدمی حاصل کرتا ہے وہ سب کسبی ہیں، موت کے بعد اسے جو تمغہ دیا جارہا ہے وہ درحقیقت ''عبدیت'' کا تمغہ ہے '' فادخلی فی عبادی'' میرے بندوں میں داخل ہوجاؤ، معلوم ہوا کہ عبدیت سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں ہے آدمی کو زندگی بھر کوشش کرنے کے نتیجہ میں بھی اگر عبدیت نصیب ہو جائے تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

معصیتیں چھڑائے جانے سے پہلے اپنے اختیار سے چھوڑ دو تب.......

فرمایا کہ: امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک ہے ہاجر المعصیت ہونا یعنی گناہوں کو اپنے اختیار سے چھوڑنا اور ایک ہے مہجور المعصیت ہونا یعنی گناہوں کا چھڑایا جانا، فرعون سے بھی تو دعویٔ خدائی موت کے وقت چھڑا دیا گیا تھا، اپنے اختیار سے اگر جیتے جی غلط دعاوی اور تقاضے چھوڑ دیتا تو یہ کمال اور خوبی کی بات ہوتی، ورنہ اگر کوئی شخص بدنظری کا عادی ہے، جھوٹ کا عادی ہے غیبت کا عادی ہے، رشوت کا عادی ہے، ناجائز کاموں کا عادی ہے، موت کے بعد وہ ان کاموں کو تو کر نہیں سکے گا، تو امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کوشش اس بات کی کرو کہ معصیتیں چھڑائے جانے سے پہلے اپنے اختیار سے چھوڑ دو تب تو تم کامیاب ہو اور اگر زندگی بھر کرتے رہے تو موت کے بعد تو چھوڑنا ہی ہے۔

حسن خاتمہ اور سوءِ خاتمہ کی دو دو شکلیں ہیں

فرمایا کہ: امام غزالی رحمہ اللہ نے حسن خاتمہ اور سوءِ خاتمہ کی دو دو قسمیں بیان کی ہیں، سوءِ خاتمہ کی سب سے بدتر شکل یہ ہے کہ آدمی کفر کی حالت میں دنیا سے جائے، اور دوسرے نمبر کا سوءِ خاتمہ یہ ہے کہ آدمی معصیت کی حالت میں دنیا سے جائے، شراب پی رہا ہے اور موت آگئی، دھوکہ دے رہا ہے اور موت آگئی وغیرہ وغیرہ۔

اور حسن خاتمہ کی ایک شکل یہ ہے کہ انسان دنیا سے جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوا جائے، کلمہ پڑھے، درود شریف پڑھے، تسبیح پڑھے اور موت آجائے، نماز پڑھتے ہوئے موت آجائے، قلب خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور موت آجائے۔

اور دوسری حالت یہ ہے کہ ویسے ہی موت آئے کہ آخری وقت میں نہ کلمہ پڑھ سکا زبان سے اور نہ کوئی اور اللہ کا ذکر کر سکا مگر ایمان کی حالت میں گیا۔

دنیا کی نعمتوں کا خلاصہ چند چیزیں ہیں

فرمایا کہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں اس عالم کی نعمتوں میں ایک نعمت اچھا کھانا پینا ہے اور اس کا انجام فضلہ ونجاست ہے، آدمی بہتر سے بہتر مشروب استعمال کریں، ''روح افزا ہو یا فرحت افزا ہو'' مگر اس کا انجام پیشاب کے سوا کچھ نہیں ہوگا، وہ نجس اور انتہائی کراہت کی چیز ہے۔

اور اس دنیا کی ایک بہترین نعمت نفیس لباس ہے، بہترین لباس کا انجام چیتھڑے ہونا ہے۔

تو عمدہ مشروب کا انجام پیشاب ہے، بہترین غذا کا نتیجہ پاخانہ ہے، اور حسین سے حسین مرد اور بہت ہی خوبصورت عورت اگر دونوں اپنی خواہش پوری کریں تو ان کی خواہش کی تکمیل ایک نجس قسم کے پانی نکلنے پر ہوگی، معلوم ہوا کہ اس کا انجام مادۂ منویہ اور تھوڑی دیر

کی لذت کے سوا کچھ نہیں۔
اور رہا بہترین مکان تو اس کا انجام یہ ہے کہ وہ کھنڈرات کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔
رہا مسئلہ عزت کا تو وہ ایک خیالی چیز ہے جب آدمی کو اپنے خیال پر کنٹرول اور گرفت نہیں ہے تو دوسروں کے خیال پر کیسے کنٹرول ہوگا، مصنوعی عزت میں آدمی یہی سوچتا ہے کہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں گے، جب کہ حقیقی عزت وہ ہے جو تقوی پر اللہ تعالی عنایت فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی عام انسانوں کی طرح پیدائش کیوں ہوئی؟

فرمایا کہ: ایک عالم سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی عام انسانوں کی طرح پیدائش کیوں ہوئی؟ جب آپ کی ذات اتنی عظیم الشان اور آپ کا رتبہ ایسا عالی اور بلند و بالا ہے کہ کائنات میں ایسا اعلی اور رتبہ والا، اتنا جامع، کامل اکمل اور مکمل ترین انسان نہیں آیا تو پھر آپ کی ولادت باسعادت عام انسانوں کی طرح کیوں ہوئی؟ آپ کے مقام رفیع اور بلند و بالا درجات کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ کی پیدائش ہونے کے بجائے آپ کو آسمانوں سے بھیجا جاتا یا ملائکہ کے ہاتھوں اتارا جاتا حالانکہ آپ ماں آمنہ کے بطن مبارک میں رہے پھر ولادت ہوئی ایسا کیوں؟
انہوں نے کہا کہ اسی میں عافیت و خیریت ہوئی کہ آپ کی ولادت باسعادت عمومی طریق پر ہوئی کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام میں صرف ایک نبی حضرت عیسی علیہ السلام ایسے گذرے ہیں کہ ان کے صرف باپ نہیں تھے تو کروڑوں انسانوں کے عقیدے فاسد اور خراب ہو گئے اور انہیں اس بات کا دھوکہ ہوا کہ انہوں نے حق تعالی کو ان کا باپ قرار دیا حالانکہ وہ حضرت مریمؑ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب ندوی رحمہ اللہ کا ایک قیمتی ملفوظ

فرمایا کہ: حضرت مولانا علی میاں صاحب ندوی دامت برکاتہم (نور اللہ مرقدہ) نے ایک

جملہ ایک موقع پر بڑا اچھا فرمایا فرمایا کہ انسان کا پیٹ بھرنے کے لئے دو روٹی، تین روٹی، حسب خوراک کافی ہو جاتی ہے جیسی جس کی خوراک، لیکن اسکی ہوس گوداموں سے بھی نہیں بھرتی۔

ہر صحابی دلیل نبوت ہے

فرمایا کہ: حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ نے بڑی عجیب بات تحریر فرمائی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کیا چھوڑے بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوت کے دلائل چھوڑے ہیں کہ ہر صحابی دلیل نبوت ہے اگر نبوت کی دلیل دیکھنا ہو تو کسی ایک صحابی پر نظر ڈال لو اس سے آپ کی نبوت کا کمال ظاہر ہوگا۔

بعضوں کے افطار میں وہ انوار ہوتے ہیں کہ دوسروں کے.......

فرمایا کہ: حضرت رائے پوری رحمہ اللہ بڑے ذاکر شاغل تھے جہاں پہنچتے انوار کی بارش ہوتی تھی بقول حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ بعضوں کے افطار میں وہ انوار ہوتے ہیں کہ دوسروں کے روزوں میں بھی وہ انوار نہیں ہوتے۔

بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں اخلاص کے ساتھ........

فرمایا کہ: حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاری رحمہ اللہ نے حضرت رائے پوری سے بیعت کی درخواست کی۔

تو اسکے جواب میں حضرت رائے پوری رحمہ اللہ نے حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاری رحمہ اللہ سے فرمایا کہ ۱۹۴۷ عیسوی میں جب ملک آزاد ہوا (حضرت رحمہ اللہ نے اس موقع پر فرمایا کہ اور وہ آزادی کیا تھی بلکہ وہ آزاری تھی اس موقع پر جو قتل و غارت گری ہوئی اور دہلی میں جو خون کی ندیاں بہیں اور خون کی ہولیاں کھیلی گئیں اس سے اللہ کی پناہ) اس وقت جان ہتھیلی پر رکھ آپ نے مسلمانوں کی جو خدمت کی ہے، آپ اپنی وہ

خدمت مجھے دیدیں اور میرا سارا ذکر و شغل لے لیں، میں اسکے لئے راضی ہوں۔ دیکھئے !بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں اخلاص کے ساتھ ساتھ موقع کی نزاکت کی وجہ سے اسکی عظمت بڑھ جاتی ہے، جیسے ہجرت کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ کا حضور ﷺ کیساتھ چلنا اور قدم قدم پر حضور ﷺ کی راحت کا خیال اور ہر تکلیف سے بچانے کا خیال۔

نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کے بعد سوائے اضطراری حالت کے..........

فرمایا کہ: حضرت عثمان غنیؓ سب سے زیادہ حیا والے تھے گویا حیاء مجسم تھے، حضرت عثمان غنیؓ پر اس قدر حیاء کا غلبہ تھا کہ ایمان لانے کے بعد اور نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کے بعد سوائے اضطراری حالت کے کبھی شرم گاہ کو ہاتھ نہیں لگایا، اور اُس میں بھی اِس امر کی کوشش کی کہ براہ راست اسے ہاتھ نہ لگے، ڈھیلا استعمال فرماتے وقت یا پانی استعمال کرنے کی صورت میں ضمناً ہاتھ لگ جاتا تھا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا تلاوت قرآن کا معمول.......

فرمایا کہ: حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ جن کی ایک ہزار سے زائد تصانیف ہیں ان کا معمول تھا کہ فجر کی نماز کے بعد تفریح میں نکلتے اور اس میں ایک منزل قرآن کریم کی تلاوت کرتے، آدھی منزل جہاں پوری ہوتی وہیں سے لوٹ جاتے اور واپسی میں آدھی منزل مکمل فرماتے، اس طرح ایک ہفتہ میں ایک قرآن کریم کا معمول صبح تفریح میں تھا، واپسی کے بعد اشراق پڑھتے، ناشتہ کرتے پھر تصنیف و تالیف میں مشغول ہوجاتے۔

انسان کی بے بسی بیماری اور موت کے آگے

فرمایا کہ: ہومیو پیتھی کا فن جس ڈاکٹر نے ایجاد کیا وہ جرمن کا تھا اس نے بہت اچھی اچھی دوائیں بھی ایجاد کیں، اسکے فن پر عاشق ہوکر ایک لڑکی نے اس سے شادی کرلی

تھی، جب وہ ڈاکٹر اپنی آخری عمر کا آخری دور گذار رہا تھا اور بیماری کی وجہ سے بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا انتہائی شکستہ اور خستہ حالت میں تھا، اس وقت اسکی بیوی نے کہا کہ تم نے ایک ایسا فن ایجاد کیا جس سے دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے اور تم خود اس حالت میں ہو؟

تو ڈاکٹر نے کہا کہ اب میرا جسم اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس پر ان دواؤں کا اثر اور فائدہ ظاہر ہو اس کا ایک وقت تھا وہ گذر چکا۔

روح کو جو لذت حسن صوت سے حاصل ہوگی کسی اور چیز سے نہیں ہوگی

فرمایا کہ: کسی نے کہا ہے کہ سب سے مزیدار چیز عمدہ قسم کی آواز ہے چونکہ ہوا عناصر میں سب سے لطیف ہے اور روح الطف ہے اس لئے ہوا کو روح کے ساتھ مناسبت ہوگی اور ہوا مَرکب صوت ہے یعنی آواز کی سواری ہے اس لئے روح کو جو لذت حسن صوت سے حاصل ہوگی کسی اور چیز سے نہیں ہوگی۔

دعوت میں گشت کا عمل ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے

فرمایا کہ: حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ دعوت میں گشت والا عمل ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔

وطن کی مٹی اور پانی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں

فرمایا کہ: سلاطین مغلیہ کے بارے میں ہے کہ جب وہ سفر کرتے تھے تو وطن کی مٹی اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور جب طبیعت خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا تو مٹی پر پانی چھڑکتے اور پھر اسے سونگھتے جس سے وہ صحت یاب ہو جاتے، اطباء کا کہنا ہے کہ وطن کی مٹی اور پانی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

ایک اہم علمی نکتہ

فرمایا کہ: بعض ارباب علم نے بہت اچھی بات لکھی ہے کہ اللہ تعالی نے روزے کا وقت صبح صادق سے مقرر کیا ہے صبح صادق سے روزے کا وقت شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کے بعد روشنی اور اجالا پھیلنا شروع ہوتا ہے۔

روزہ کا وقت ایسا ہے کہ اُدھر باہر اجالا پھیلنا شروع ہوتا ہے اور اِدھر روزے کی برکت سے صائم کے دل میں اجالا ہونا شروع ہورہا ہے تو باہر بھی روشنی اور اندر بھی روشنی۔

اب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ مگر روزہ مغرب پر ختم ہورہا ہے اس وقت سورج غروب ہوتا ہے تاریکی اور اندھیرا چھا جاتا ہے چیزیں نظر نہیں آتیں تو ابتداء اور آغاز تو بہت مبارک ہے مگر روزہ کی انتہا اندھیرے پر ہورہی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رات کی حقیقت یہ ہے کہ جو چیزیں دکھائی دیتی تھیں وہ اب نظر نہیں آتیں رات کی خاصیت غیوبت ہے اور رات کا تعلق غیب سے ہے اور غیب الغیب یعنی تمام غیبوں سے بڑھ کر غیب حق تعالی شانہ کی ذات گرامی ہے تو روزہ کے مغرب پر ختم ہونے میں ادھر اشارہ ہے کہ روزہ خدائے پاک کے وصال اور جوڑ پر ختم ہورہا ہے۔

ہم نے روزی کی کشادگی چاشت کی نماز میں پائی.................

فرمایا کہ: بعض سلف سے منقول ہے کہ ہم نے روزی کی کشادگی چاشت کی نماز میں پائیں اس لئے کہ یہ وقت ایسا ہے کہ ہر آدمی اس وقت اپنے کام میں مشغول رہتا ہے اور چاشت پڑھنے والا سب کاموں کو چھوڑ کر خدا تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس وجہ سے اللہ تعالی روزی کا مسئلہ حل کردیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی ایک پیاری دعا

فرمایا کہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے والد محترم کی

ایک دعا بہت پسند ہے، ان سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی دعا ہے، فرمایا کہ وہ یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! آپ نے اپنے فضل وکرم سے ہماری پیشانی کو غیر اللہ کے سامنے جھکنے سے بچایا تو اے اللہ! ہمارے ہاتھوں کو غیروں کے آگے پھیلانے سے بھی بچا لیجئے، اور واقعۃً اگر اللہ تعالی کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں تو پھر فقیری میں شاہی ہے اور جہاں ہاتھ پھیلایا تو پھر پاؤں نہیں پھیلا سکیں گے۔

حضور ﷺ اتنے محبوب تھے کہ آپ کی محبوبیت کی وجہ سے........

فرمایا کہ پچھلی کتابوں میں نبیوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا گیا ہے اور حضور ﷺ کو آپ کی صفات کے ساتھ پکارا گیا یہ بڑی بات ہے رسول کہا نبی کہا اور عجیب بات یہ ہے کہ حضور ﷺ اتنے محبوب تھے کہ آپ کی محبوبیت کی وجہ سے آپ کے بدن کے اعضاء کو بھی قرآن کریم نے ذکر فرمایا فرمایا کہ ''قد نری تقلب وجھک فی السماء'' اس میں آپ کے چہرہ کا ذکر ہے اور چہرۂ انور تو خیر منور تھا ہی بلکہ اوپر سے جو کملی اور چادر اوڑھتے تھے اس کا بھی تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے فرمایا ''یا ایھا المزمل'' ''یا ایھا المدثر'' اور یہی نہیں بلکہ حضور ﷺ کی آنکھوں کا بھی تذکرہ ہے فرمایا ''لا تمدن عینیک'' اسی طرح حضور ﷺ کی زبان مبارک کا بھی تذکرہ ہے فرمایا کہ 'لا تحرک به لسانک'' اسی طرح حضور ﷺ کے سینۂ مبارک کا بھی تذکرہ ہے فرمایا کہ ''الم نشرح لک صدرک'' اسی طرح آپ کی پشت اور پیٹھ مبارک کا بھی تذکرہ ہے فرمایا کہ ''ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک'' حتی کہ قدم مبارک کا بھی تذکرہ ہے فرمایا کہ ''لا تقم علی قبره'' کسی منافق کی قبر پر کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں ہے، حضور اقدس ﷺ کی اتنی محبوبیت ہے۔

آدمی پر جو مصائب وحالات آتے ہیں ان کی تین شکلیں ہیں

فرمایا کہ: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو مصائب وحالات آتے ہیں ان کی تین شکلیں ہیں، آپ نے ان تمام روایتوں کو جمع فرمادیا جو اس بارے میں وارد ہیں، نمبر ایک مصیبت آئے اور مصیبت کے آنے پر انسان راضی اور خوش رہے ایسی ساری مصیبتیں اس کے درجات کے بڑھنے کا سبب بن جائیں گی۔

دوسری شکل یہ ہے کہ مصیبت آئے اور صبر کرے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہے، صبر میں اور رضا میں تھوڑا سا فرق ہے، رضا تو یہ ہے کہ آدمی اس پر خوش ہو اور صبر یہ ہے کہ وہ خوش تو نہیں ہے مگر خلاف شریعت کوئی کام بھی نہیں کرتا صرف مصیبتوں کو برداشت کرتا ہے۔

تیسری شکل یہ ہے کہ مصیبتیں آنے پر صبر و رضا کے بجائے اعتراض کرے کہ یہ کیا مصیبت ہے؟ میرے ہی اوپر یہ سب مصیبتیں اور میرے ہی اوپر سب تکالیف اگر کوئی اس طرح کی زبان استعمال کرتا ہے تو یہ اللہ تعالی کے قہر کی علامت ہے کہ وہ کسی گناہ کی سزا میں پکڑا گیا ہے۔

برکتِ تقوی

فرمایا کہ: بلساڑ میں ایک حکیم صاحب تھے متقی آدمی تھے ان کی کوئلوں کی تجارت تھی دوکان میں اس کی بوریاں رکھی رہتی تھیں، وہ اتنے نیک اور متقی تھے کہ ان کے تقوی اور نیکی کی برکت نمایاں محسوس ہوتی تھی، پچاس بوریاں رکھی رہتیں اب کوئی خریدنے والا آیا کہ مجھے چار دیدو، چار دیدیں، اب پچاس میں سے چار گئیں تو چھیالیس رہنا چاہئے لیکن پھر گنتے ہیں تو پچاس کی پچاس ہی برقرار ذرہ برابر کمی نہیں، تو یہ تقوی کی برکت ہے۔

اربابِ بصیرت تعریف سننے کے بعد طبعی مسرت تو.....

فرمایا کہ: شیخ ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں ایک بڑی اچھی بات

تحریر فرمائی ہے کہ انسان خلیفۃ اللہ ہے اور خلیفہ پر اصل کے کمالات کا پرتو اور عکس ہوتا ہے تو حق تعالیٰ چونکہ تعریف سے خوش ہوتے ہیں اسی لئے انسان بھی تعریف سے خوش ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ جو لوگ ارباب معرفت اور ارباب بصیرت ہیں وہ نفس کی حقیقت کو سمجھے ہوئے ہوتے ہیں اور بادۂ عرفان نوش کئے ہوتے ہیں ایسے نفوس قدسیہ تعریف سننے کے بعد طبعی مسرت تو محسوس کرتے ہیں مگر اس سے کسی دھوکہ میں نہیں پڑتے ان کی نظریں حق تعالیٰ ہی پر رہتی ہیں بلکہ اگر زیادہ معرفت ہو تو ان کو انتہائی درجہ کی خجالت اور شرمندگی بھی ہوتی ہے۔

حکیم الامت رحمہ اللہ کی حکیمانہ بات

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر آدمی پر اپنی حقیقت منکشف ہو جائے تو اس کے بعد کسی کا اس کو ''مولانا'' کہنا ''حضرت'' کہنا ایسا معلوم ہوگا جیسے طمانچہ مار دیا ہو مگر یہ ان حضرات کا حال ہے جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ ہم کیا ہیں؟

حکیم الاسلام رحمہ اللہ کا حکیمانہ ملفوظ اور فقہاء کی بالغ نظری

فرمایا کہ: حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ قرآن کریم کی تلاوت حق تعالیٰ سے کلام کرنا ہے اور اسکو بڑے عجیب انداز سے سمجھایا فرمایا یہ تو ہم جانتے ہیں کہ قرآن کریم پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے کلام کرتا ہے، مگر کیسے؟ اس کو آپ یوں سمجھیں کہ جب آپ کسی سے بات کرتے ہیں تو اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آپ بولتے ہیں اور وہ سنتا ہے اور وہ بولتا ہے اور آپ سنتے ہیں تو دونوں طرف سے کلام بھی ہوتا ہے اور سننا بھی، اسی طرح جب آدمی قرآن کریم پڑھنے بیٹھتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے گویا اسکی حقیقت یہ ہوئی کہ حق تعالیٰ کلام فرما رہے ہیں اور پڑھنے والا سن رہا ہے، یہ تو وہ پہلو ہے کہ ادھر سے کلام ہو رہا ہے اور ادھر سر سننے کی حقیقت پائی جا رہی ہے، دوسرا پہلو یہ ہے کہ

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جب بندہ تلاوت کرتا ہے تو حق تعالی کان لگاتے ہیں معلوم ہوا کہ تلاوت کے وقت بندہ متکلم ہے اور حق تعالی سن رہے ہیں تو اس کا بولنا بھی ثابت اور خدا تعالی کے لئے سننا بھی ثابت اور قرآن کریم حق تعالی کا کلام ہے لہذا حق تعالی متکلم اور بندہ سننے والا ٹھہرا۔

اسی لئے فقہاء کرام کی بالغ نظری کی داد دینی پڑتی ہے فرماتے ہیں کہ نماز میں کم از کم قرأت اتنی زور سے ہو کہ خود سن سکے اگر اس طرح قرأت کی کہ خود بھی نہیں سنا تو وہ قرأت وتلاوت معتبر نہیں ہوگی اس لئے کہ یہ تو تصور تلاوت ہوا اور تصور تلاوت تلاوت نہیں ہے بلکہ تلاوت وہ ہے جسے خود سن سکے اور درحقیقت گفتگو کی حقیقت ہی یہ ہے کہ ایک کہے اور دوسرا سنے۔

مبارک ہو! دور مجاہدہ ختم ہوا اور اب..........

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نام ایک خط آیا کہ حضرت! میں نے خواب میں عید کا چاند دیکھا ہے حضرت نے فرمایا مبارک ہو! دور مجاہدہ ختم ہوا اور اب مشاہدہ کا دور شروع ہوگا اس لئے کہ مجاہدۂ رمضان ختم ہو جانے کے بعد عید آتی ہے۔

مصلے پر آ کر تو سب قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں

فرمایا کہ: پیر ننھے میاں صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر کسی کا دین دیکھنا ہو تو اسکی دنیا دیکھ لو اگر دنیا میں دین داری جھلکتی ہے تو سمجھو وہ دین دار ہے اور اگر صرف مصلے پر دین دار ہے تو یہ دین داری معتبر نہیں اس لئے کہ مصلے پر آ کر تو سب قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

کفو کے مسئلہ کی غرض درحقیقت بقاء ودوام نکاح ہے

فرمایا کہ: نکاح میں کفو کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے، اسکی بنیاد حاشا وکلا تفریق پر نہیں ہے

اسکی بنیاد حاشا وکلا رنگ ونسل کے امتیاز پر نہیں ہے اس کا منشاء اور اسکی علت غائی صرف یہ ہے کہ اگر زوجین میں جوڑ اور مناسبت کی شکلیں ہوں گی تو نکاح کے بقاء اور دوام میں معین ہوں گی ورنہ اگر خاندان میں تناسب نہیں ہے بلکہ ان میں تخالف ہے تو بہت ممکن ہے کہ موافقت نہ ہونے کی وجہ سے طلاق کی نوبت آجائے اس لئے شریعت اسلام نے کفو کا مسئلہ رکھا ہے، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے ''حجۃ اللہ البالغۃ،، میں بڑی قوت سے ثابت فرمایا ہے اور واقعی ''حجت،، قائم فرمادی کہ کفو کے مسئلہ کی غرض درحقیقت بقاء و دوام نکاح ہے۔

بیت المقدس کو چند مہینہ کے لئے قبلہ بنانے کی ایک وجہ

فرمایا کہ: مولانا مُناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جہاں عرب میں اپنے عرب ہونے کا غرور تھا وہیں مکہ کے باشندوں کو اپنے وطن میں موجود کعبہ کے فخر وغرور کا بھوت بھی سوار تھا درحقیقت اسی کو توڑنے کی غرض سے چند مہینوں کے لئے بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا تاکہ وہ غرور ختم ہوجائے اور پھر یہاں کے لوگ اس طرف ملتفت ہوں اور باہر کے لوگ اس طرف متوجہ ہوں اور ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف رخ کرنے کے نتیجہ میں آپس میں مساوات، انسانی ہمدردی اور خوشگوار تعلقات قائم ہوں۔

جلوہ تیرا ممکن نہیں چشم بشر سے ہر ایک نے دیکھا ہے تجھے.........

فرمایا کہ: جب انسان آنکھوں سے نظر آتا ہے اسکے باوجود اسکی مرضیات اور نامرضیات بیان کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو رب العالمین جس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا بقول اصغر گونڈی رحمہ اللہ

جلوہ تیرا ممکن نہیں چشم بشر سے
ہر ایک نے دیکھا ہے تجھے اپنی نظر سے

تو رب العالمین جو کہ عالم الغیب ہیں جن کی ذات عالی ہمارے خیالات تصورات اور اوہام سے وراء الوراء ہے انسان کا ادراک جہاں تک نہیں پہنچ سکتا ہو ایسی عظیم ذات کی مرضیات اور نامرضیات کا پتہ آدمی صرف اپنی عقل سے لگالے یہ ناممکن ہے۔حق تعالی اپنی مرضیات اورنامرضیات وحی کے ذریعہ نبی کو بتاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسانیت کی فلاح اور کامیابی اس بات پر موقوف ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ان باتوں کوتسلیم کرلے جو خدا کی طرف سے مامور ہوکرانہوں نے ذکر کیں اور سب سے اخیر میں جو کتاب ناطق انسانیت کے ہاتھوں میں پہنچائی گئی اس کواپنا رہبر وقائد بنائے جب تک وہ اسے نہیں اختیار کریں گے وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔

امت کے ہر طبقے نے قرآن کریم کی جانب....

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ بہت قوت سے فرماتے تھے کہ امت کے ہر طبقے نے قرآن کریم کی جانب سے بے التفاتی اپنے اپنے درجہ اور دائرہ میں شروع کردی ہے کسی نے تلاوت سے بے التفاتی برتی، کسی نے اسکی صحت اور تجوید سے بے توجہی برتی، کسی نے اسکے سمجھنے سے بے تعلقی برتی، کسی نے اسکے عمل سے بے تعلقی برتی کسی نے اس کو پہنچانے سے بے تعلقی برتی، غرض ہر طبقہ قرآن کریم کے سلسلہ میں کوتاہی کا شکار ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن کریم قیامت میں حق تعالی شانہ کے سامنے یہ شکایت کردے کہ اے پروردگار! آپ نے مجھے بھیجا تھا کہ ان کے اندرون کو شفا نصیب ہوجائے، اور ان کے روگ دور ہوں مگر انہوں نے میرے ساتھ غفلت برتی، اگر قرآن کریم نے ہماری غفلت کی شکایت کردی تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟

حدیث شریف میں ہے کہ قرآن کریم سفارش بھی کرے گا اور شکایت بھی کرے گا، حدیث شریف میں ہے ’’حجة لک او علیک،، اس لئے ضرورت ہے اس بات

کی کہ ہم حقائق کو سمجھیں اور قرآن کریم سے وابستہ ہوں۔

اگر قرآن کریم پر امت کا تعامل نہ ہوتا تو آج کتاب.........

فرمایا کہ: حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر قرآن کریم پر امت کا تعامل نہ ہوتا تو آج کتاب دیکھ کر صحیح طور پر رکوع کرنا بھی نہ آتا۔

دنیا کی ساری نعمتوں کا خلاصہ چند چیزیں ہیں

فرمایا کہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ دنیا کی ساری نعمتوں کا خلاصہ چند چیزیں ہیں۔

اول بہترین قسم کا کھانا ہے اس کا حال یہ ہے کہ جتنا حصہ بدن کو لگا لگا اور بقیہ کا انجام پاخانہ ہے۔

دوم بہترین قسم کے مشروب ان کا بھی جو حصہ بدن کو لگا لگا اسکے علاوہ کا انجام پیشاب ہے۔

تیسرے حسین وجمیل عورت ہے آدمی جس سے اپنی خواہش کی تکمیل کرتا ہے اس کا انجام مادۂ منویہ کا نکل جانا ہے۔

چوتھے بہترین قسم کا پوشاک ہے اس کا انجام آپ کسی کباڑی خانہ پر جا کر دیکھیں چیتھڑوں کی شکل میں نظر آئے گا۔

پانچویں بہترین قسم کی تعمیرات ہے اور اس کا انجام کھنڈرات ہیں۔

چھٹے عزت تو ایک وہمی اور خیالی چیز ہے آدمی سمجھتا ہے کہ میں ذی اقتدار اور ذی حیثیت ہوں جہاں لوگوں کے خیالات بدلے کہ عزت ذلت میں تبدیل ہو جاتی ہے، آج ایک آدمی کرسی پر نظر آتا ہے دوسرے دن کس مپرسی میں ہوتا ہے اور ہم دیکھتے رہتے ہیں کہ دنیا کے حالات ایسے ہی انقلاب پذیر ہیں، تو یہ دنیا کا خلاصہ ہے۔

قرآن کریم کی دو لاکھ تفسیریں لکھی گئیں......

فرمایا کہ: حضرت مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بعض تفاسیر کے تیرہ سو جلدوں پر مشتمل ہونے کا بھی پتہ چلتا ہے۔

اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ایک انداز کے مطابق قرآن کریم کی دو لاکھ تفسیر لکھی گئیں۔

آپ اندازہ لگائیے کہ کتنے علوم تھے جو سینوں میں چلے گئے اور سفینوں میں نہ آسکے اور کتنے علوم تھے کہ ان کے سفینے بھی جا چکے اور سامنے نہ آسکے۔

بغداد جیسے ایک شہر میں تیس ہزار کتب خانے تھے کبھی ہمارا ماضی اتنا روشن تھا کہ ایک شہر میں تیس ہزار کتب خانے ہوتے تھے، آپ اندازہ لگائیے کہ علم کی کیا شان ہوگی، علم کا کیسا ذوق ہوگا؟

اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ایک آیت کا ترجمہ معلوم نہیں اسکے باوجود ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں سب کچھ آتا ہے۔

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پہ مقیم
پہلے کوئی ایسا پیدا تو کرے قلب سلیم

تبلیغ....تشویق اور مدارس... تعلیم اور خانقاہ.......... تکمیل....

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ کے ذریعہ تشویق ہوگی یعنی شوق پیدا ہوگا اور مدارس کے ذریعہ تعلیم ہوگی اور خانقاہوں کے ذریعہ تکمیل ہوگی اور تشویق تعلیم اور تکمیل یہ تینوں انتہائی ضروری ہیں۔

علم کے عنداللہ مقبول ہونے کی ایک علامت

فرمایا کہ: حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جس کو پڑھنے کے بعد

پڑھانے کا موقع مل جائے یہ عند اللہ اس کے علم کے مقبول ہونے کی علامت ہے، اور فرماتے تھے کہ آدمی کم از کم نحو، صرف پڑھائے نور الایضاح ہی پڑھائے چھوٹی کتابیں ہی سہی مگر یہ کہ اس سے تعلق اور وابستگی رکھے۔

تخلی کے بغیر تلقی نہیں ہوتی

فرمایا کہ: حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ تخلی کے بغیر تلقی نہیں ہوتی جیسے کنواں ہے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر سوت نہ ملی ہو تو مسلسل پانی نکالتے رہنے سے پانی ختم بھی ہو جاتا ہے اور اگر کچھ وقفہ ہو جائے تو پھر پانی بھر جاتا ہے، مشائخ تک کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کا بھی کچھ وقت تنہائی میں گذرنا چاہئے تاکہ وہ ادھر سے کچھ حاصل کریں روئیں گڑگڑائیں اللہ سے دعائیں کریں انابت اختیار کریں اپنی نسبت مضبوط کریں اور پھر مخلوق کو فائدہ پہنچائیں۔

شہوت کے دو بڑے فائدے

فرمایا کہ: حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ شہوت میں دو بڑے فائدے ہیں ایک فائدہ یہ ہے کہ اسکی وجہ سے جماع میں لذت معلوم ہوتی ہے اور مرد وعورت کے ملنے میں جو لذت ہے وہ درحقیقت جنت کی لذتوں کو یاد دلانے والی ہے یہ چیز کھانے اور پینے سے زیادہ لذیذ ہے، کھانے پینے اور پہننے کی لذتوں سے بڑھ کر جذبات کی تسکین کی لذت ہے۔

شہوت کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اسکی وجہ سے نسل انسانی چلتی ہے اور شریعت نے اسکے لئے قاعدے مقرر کر دیئے تاکہ انسان اپنی اس شہوت اور خواہش کو حدود میں رہتے ہوئے انجام دے۔

حضور ﷺ کا جو محل جنت الفردوس میں ہے اسکی ساخت اور........

فرمایا کہ: ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کا جو محل جنت الفردوس میں ہے اسکی ساخت اور بناوٹ کچھ اس انداز سے کی ہے کہ جنت کے تمام درجات سے اس کا تعلق ہو گا جیسا جیسا عشق نبوی اور تعلق نبوی ہوگا اسی اعتبار سے حضور ﷺ کی زیارت و ملاقات ہوگی، اللہ تعالی اپنے فضل سے ہم سب کو نصیب فرمائیں۔

لڑکیوں کا وجود انسانوں کے لئے عیب اور بدنما داغ ہوتا..........

فرمایا کہ: قربان جائیے جناب رسول اللہ ﷺ کہ آپ نے عورتوں کو عزت عطا فرمائی لڑکیوں کا وجود انسانوں کے لئے عیب اور بدنما داغ ہوتا تو حضور ﷺ کے گھرانے میں صرف لڑکے پیدا ہوتے لڑکیاں پیدا ہی نہ ہوتیں۔

مگر اللہ تعالی کی مشیت دیکھئے کہ آپ کے ہاں لڑکے بھی پیدا ہوئے اور لڑکیاں بھی پیدا ہوئیں اور اللہ رب العزت نے لڑکوں کو بچپن ہی میں اٹھالیا اور لڑکیوں کو باقی رکھا اور دنیا کو یہ بتلا دیا کہ اگر لڑکی کا وجود انسانوں کے لئے کوئی عیب کی بات ہوتی تو ہم اپنے حبیب کے گھر میں لڑکے ہی پیدا کرتے لڑکیاں پیدا نہ کرتے مگر ہم نے اپنے حبیب کو لڑکے بھی عطا کئے اور لڑکیاں بھی عطا کیں اور لڑکوں کو بچپن میں اٹھالیا اور لڑکیاں باقی رکھیں۔

پہلے زمانہ میں دو چیزوں کی بڑی حفاظت ہوتی تھی ایک..........

فرمایا کہ: حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ پہلے زمانہ میں دو چیزوں کی بڑی حفاظت ہوتی تھی ایک عورت کی دوسرے دولت کی مگر اب حالت یہ ہے کہ دولت گھر سے نکل کر بنک میں پہنچ گئی اور عورت گھر سے نکل کر سڑک پر آگئی اور میاں گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

ایک مقام سے ...مگر طبیعت،، سے ''شریعت،، کی طرف.....

فرمایا کہ: صاحب قشیر یہ لکھتے ہیں اور پتے کی بات لکھتے ہیں کہ آدمی کا ایک مقام سے دوسرے مقام تک ہزاروں بلکہ لاکھوں میل کا سفر کرلینا آسان ہے مگر ''طبیعت،، سے ''شریعت،، کی طرف ایک قدم کا سفر دشوار ہے۔

عار اور استکبار آدمی کے لئے محرومی کا باعث بن جاتا ہے

فرمایا کہ: حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ بوڑھا ہو گیا ہوں اور میں بڑھاپے میں اس نقطہ پر پہنچا ہوں کہ جب کبھی کسی شخص کو کسی کمال سے کسی چیز نے روکا ہے تو وہ ''نفس کی عار،، ہے یہ عار اور اندر کا ''استکبار،، آدمی کے لئے محرومی کا باعث بن جاتا ہے اگر آدمی اسے ختم کردے تو حق تعالی کی طرف سے فیضان کی شکلیں ہوتی ہیں اور برکتیں ظاہر ہونا شروع ہوتی ہیں۔

عارفین کا ایک عارفانہ نکتہ

فرمایا کہ: جنایت کے احرام کے کفارہ کے بارے میں حق تعالی فرماتے ہیں ''فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک ،، یعنی ان تین چیزوں میں سے ایک چیز کو بطور کفارہ ادا کرنا ہے یا تین دن کے روزے رکھے یا تین صاع گیہوں چھ مسکینوں میں تقسیم کردے یا ایک بکری ذبح کردے۔

تو اس پر بعض عارفین لکھتے ہیں کہ اس میں مناسبت یہ ہے کہ ایک صاع یا نصف صاع علی اختلاف الانواع غریب کو کھانا کھلانے کا حکم ہے اور اگر اتنا نہیں کھلا سکتے تو اتنی مقدار اپنے پیٹ میں جانے سے روک دیں تو اطعام طعام میں دوسرے کا پیٹ بھرنا اور اپنے پاس سے نکالنا ہے اور اگر نہیں نکال سکتے تو پھر داخل کرنے کی بھی کوشش نہ کیجئے روزہ رکھ کر اس کا تدارک کردیجئے۔

تدریس خاموش خدمت ہے

فرمایا کہ: ہم جماعتی بھائیوں سے بھی کہیں گے کہ کبھی بھولے سے بھی اپنی کثرت پر ناز پیدا نہ ہو، مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمہ اللہ جو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے اجل خلیفہ ہیں فرماتے ہیں کہ تدریس کی خدمت خاموش خدمت ہے مستحکم خدمت ہے آپ کو معلوم ہوگا کہ احد کے اندر کیا ہوا؟ کچھ وہ تھے جو میدان میں تھے اور کچھ وہ تھے جو مورچہ پر تھے مورچہ والوں نے مورچہ چھوڑ دیا تو شکست کی شکل پیدا ہوگئی اس سے معلوم ہوا کہ کچھ میدان میں بھی رہیں اور کچھ ناکے اور گوشے بھی سنبھالے رہیں تا کہ دشمن ادھر سے حملہ آور نہ ہو۔

بائیں طرف شرف سے محرومی تھی اس لئے قلب کو.......

فرمایا کہ: داہنی جانب شرف کی جانب ہے بزرگی کا پہلو ہے داہنی رائٹ سائٹ جس کو کہتے ہیں اور قلب کو بجائے رائٹ سائٹ میں رکھنے کے اس کو لیفٹ سائٹ میں رکھا ہے بائیں طرف، تو اسکی وجہ یہ ذکر فرمائی کہ داہنی طرف رائٹ سائٹ تو گویا شرف ہے ہی صحیح، اور بائیں طرف شرف سے محرومی تھی اس وجہ سے قلب کو اس طرف رکھ کر اس کی تلافی کردی گئی کہ برابری کی شکل پیدا ہو جائے۔

حضرت شاہ وصی اللہ رحمہ اللہ کی کہانی حضرت خطیب الامتؒ کی زبانی

فرمایا کہ: حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ کا سمندری جہاز میں تھے اور انتقال ہوگیا انتقال سے دو دن پہلے حضرت پر ایک خاص قسم کی کیفیت تھی، بلکہ وہ اپنی مجلسوں میں چھ مہینے پہلے سے خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ ؎

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی
جان ٹھہری جانے والی جائے گی

پھول کیا ڈالوگے تم تربت پہ میری
خاک بھی تم سے نہ ڈالی جائے گی

اور اللہ تعالی کی شان کے ان کی نعش پانی ہی میں ڈالی گئی ہے کہ جہاں خاک ڈالنے کی بھی نوبت نہیں آئی تو چھ مہینے سے پہلے وہ اپنی مجلسوں میں وقتاً فوقتاً یہ شعر پڑھتے تھے گویا اللہ تعالی کی طرف سے ایک بات ہونے والی تھی جوان کے قلب پہ ڈالی گئی، اسی لئے حضرت مولانا علی میاں صاحب مدظلہ (نور اللہ مرقدہ) حضرت کے سفرِ حج سے پہلے بمبئی تشریف لائے میں بھی وہیں پر موجود تھا، حضرت نے فرمایا کہ دعا کیجئے داخلہ ہو جائے، حضرت مولانا علی میاں صاحب مدظلہ (نور اللہ مرقدہ) اس کا مطلب نہیں سمجھے، چونکہ حضرت حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے ویزا وغیرہ سارے معاملات ٹھیک تھے، بعد میں جب انتقال ہوا اور بالکل جدہ کے قریب پہنچ کر ان کی نعش سمندر میں ڈالی گئی ہے، اس لئے کہ کچھ کاروائیوں کا وقت پر علم نہیں ہوسکا اور اللہ تعالی کو منظور ہی یہی تھا کہ انہوں نے ساری زندگی گمنامی اختیار کی، تو غرض یہ کہ اس وقت سمجھ میں آیا، اور فرمایا کہ اس وقت میرے ذہن میں یہ آیا کہ گویا حدودِ حرم میں داخلہ ان کا ہو جائے یہ ان کا منشاء تھا۔

اور حق یہ ہے کہ وہ ایسے جلے بھنے تھے اور ایسی کیفیت تھی ان پر کہ بالکل سوختہ ذات، بیس سال تک وہ تھانہ بھون میں رہے ہیں اور چوبیس گھنٹے پڑھنے پڑھانے اور اصلاحی خطوط کے ساتھ ذکر و شغل کا معمول تھا اور بے پناہ جذب تھا، اور ان کی کرامتیں بھی بچپن سے ہی عجیب عجیب ظاہر ہوتی تھی، ہم لوگ تو سمجھتے تھے کہ بیت اللہ پہ نظر پڑے گی تو شاید اسی وقت انتقال ہو جائے گا ایسے جلے بھنے تھے، اور اللہ تعالی کی شان ہے کہ بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کی روح پرواز کرگئی ؎

حج زیارت کردنِ خانہ بود
حجِّ ربّ البیت مردانہ بود

کہ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو بیت اللہ کا حج کرتے ہیں اور بعض وہ ہوتے ہیں کہ تجلی خداوندی ان پر ہوتی ہے کہ جو اصل مقصود ہے وہ انہیں حاصل ہے۔

بڑوں کی اپنے چھوٹوں کو ایک اہم نصیحت

فرمایا کہ: نصیحت ایسی چیز ہے کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ دیوار پر بھی اگر نصیحت لکھی ہو تو آدمی اس سے فائدہ حاصل کرے مقصود بالذات تو یہ ہے کہ انسان انتفاع کرے جہاں بھی ہو۔

کہہ چکے ہیں اہلِ دل
خذ ما صفا ودع ما تذر

کہ حقیقت ہو یا مذاق ہو آدمی ہر بات سے نصیحت حاصل کرے، اہلِ دل یہ کہہ چکے ہیں کہ جو ردّی بات ہو اسے تو رد کردو جو اچھی بات ہے اسے اخذ کرلو اور لے لو۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم

فرمایا کہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے، واقعی یہ کیسے لوگ تھے ایک مرتبہ جارہے تھے کچھ بچیاں باتیں کررہی تھیں کہ یہ وہ شخص ہے جو رات بھر جاگتے ہیں، تو ان کے حالات میں لکھا ہے کہ اس کے بعد سے رات میں وہ کبھی بھی نہیں سوئے، اس خیال سے کہ قیامت میں لوگ یہ کہیں کہ ہم سمجھتے تھے کہ یہ رات بھر جاگتے ہیں اور ان کی یہ کیفیت ہے۔

قرآنِ کریم نے تقوی کو لباس سے تعبیر کیا ہے

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ولایت کی دو بنیادیں ہیں، قرآنِ کریم میں ہے "الذین آمنوا و کانوا یتقون"، ان کی صفت یہ ہے کہ ایمان لائے اور اس کے ساتھ تقوی اختیار فرمائے، قرآنِ کریم نے لباس کو تقوی سے تعبیر کیا ہے، علامہ ادریس

کاندھلوی رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں ایک عجیب نکتہ لکھا ہے اس کو پڑھ کر طبیعت جھوم اٹھی، وہ فرماتے ہیں کہ کوئی بہت بڑا مجمع موجود ہو اور شریفوں کا مجمع ہو اور آپ سے کوئی کہے کہ کرتہ، پاجامہ، چڈّی سب اتار کر ننگے ہوکر آپ مجمع میں سے گذر یئے، کیا گذرے گی آپ اندازہ لگایئے، تصور کر سکتے ہیں آپ، جان نکل جائے گی یہ سن کر، ناممکن سمجھے گا آدمی کے گویا اس کام کو اختیار کرے، تو کہنے کا منشاء یہ ہے کہ جب شریفوں کے مجمع میں برہنہ نہیں جاتے تو وہ لکھتے ہیں کہ روح کا لباس حقیقۃً تقوی ہے، اور جس نے تقوی اختیار نہیں کیا اس کی روح ننگی ہے تو فرمایا کہ جب انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی ارواح مجتمع ہوگی اس مقام سے اس کی روح کو جب گذارا جائے گا جس وقت اس کی روح کو بلایا جائے گا اور وہ تقوی کے لباس سے ننگی ہوگی تو کتنی شرم اس پر طاری ہوگی، اس کا اندازہ لگایئے، حیا کی کیا کیفیت اس پر طاری ہوگی، اس لئے کہ روح کا لباس تقوی ہے، ایک تو ہمارے بدن کا ظاہری لباس ہے اور اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہماری شرمگاہ چھپتی ہے اور زینت حاصل ہوتی ہے گرمی سے بچتے ہے، ٹھنڈی سے بچتے ہے اور نہ معلوم کیا کیا تجمّل کی شکل ہے، اور روحانی لباس درحقیقت تقوی ہے اسی لئے کوئی شخص کپڑے کی میل کا مالک ہو مگر تقوی اس کے پاس نہیں ہے تو وہ روحانی اعتبار سے ننگا ہے۔

جنت میں رفیع قسم کے جذبات ہوں گے

فرمایا کہ: جنت میں رفیع قسم کے جذبات ہوں گے اور جنتیوں کا ذوق انتہائی بلند ہوگا اور عالیشان ہوگا اور انسانی کمالات کی تکمیل اس عالم میں ہوگی، مثلاً کوئی جنتی تصور کرے گا کہ مجھے امرود مل جائے، کیلا مل جائے، زیتون مل جائے، انجیر مل جائے، آم مل جائے، تو تصور کے ساتھ وہ چیز موجود ہوگی، جنتی جنت میں بیٹھا ہوگا باغیچہ میں اس کا جی چاہے گا کہ

پانی کے ساتھ کچھ کھیل کرے تو اشارہ کرے گا تو نہر اس کے اشارے پہ گھُ گی پھر اُدھر اشارہ کرے گا تو وہ ادھر بہنا شروع ہوگی، تو حق تعالی کے حکم سے عجیب عجیب خوارق وہاں ظاہر ہوں گے، لذت کی شکلیں، فرحت کی شکلیں، اور تفریحات کے سامان، وہاں پرواز بھی ہوگی آدمی گھوڑے پہ دوڑے گا اور دوڑتے دوڑتے اڑنا چاہے تو اڑان بھی شروع ہوجائے گی۔

خزائن ابلیس

فرمایا کہ: مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس کو دیکھا کہ پانچ گدھوں پر کچھ سامان لیکر جارہا ہے، ایک پر خیانت تھی، دوسرے پر تکبر تھا، تیسرے پر ظلم تھا، چوتھے پر مکاری تھی اور پانچویں پر حسد تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ ان گدھوں پر کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ یہ سامان ہیں، کہا کہ اس کو کس مارکیٹ میں تم لے جارہے ہو؟ کون اس کا خریدار ہے؟

اس نے تفصیل بتلائی کہ مکاری کو میں عورتوں میں تقسیم کردوں گا کہ عورتوں کا مکر بہت خطرناک ہوتا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ناخن دبائے تو آنسو شروع ہوجاتے ہیں اور اس وقت بھی ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں کہ عورتوں کی مکاری ایسی ہے جس نے کروڑوں لوگوں کو پریشان کررکھا ہے، بالکل یہ ابلیس کی خالہ ہوتی ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک واعظ بیان کررہے تھے کہ جب آدمی صدقہ دینا چاہتا ہے تو ستر (۷۰) کے قریب شیاطین یعنی ابلیس کی ذریت صدقہ سے اسے روکتی ہیں اور بہکاتی ہیں کہ عسرت آئے گی، تنگی آئے گی، پریشانی آئے گی، ''الشیطٰن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء'، ایک جذباتی آدمی محفلِ وعظ میں بیٹھا ہوا یہ سن رہا تھا وہ اٹھا اور مارے جذبہ کے گھر پہنچا اور دل میں کہنے لگا کہ آج ستر شیاطین کا مقابلہ مجھے کرنا ہے، گھر

جانے کے بعد ایک چادر اٹھائی اور کوٹھی سے اناج لیکر چادر پر ڈالنا شروع کیا اور جب اس کا ڈھیر ہو گیا تو اسے باندھ کر باہر سائل کو دینے جانے لگا تو بیوی آئی پیچھے سے اور کہا کہ تم کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا یہ سخاوت ہے اور صدقہ ہے، تو بیوی کہنے لگی کہ بچوں کو بھوکا مارنا ہے؟ بڑے آئے سخاوت کرنے والے، چلو رکھو، وہ بہت زیادہ بگڑی گرم ہوئی، خفا ہوئی کیونکہ گھر کی سپر پاور تو وہی ہے، خیر، ہوا یہ کہ اتنا دباؤ ڈالا اتنا دباؤ ڈالا کہ اس کے نتیجہ میں اس بیچارے نے اناج رکھ دیا، اور محفلِ وعظ میں آکر کہا کہ حضرت! آپ نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح ہے ستر شیاطین نے وسوسہ پیدا کیا ان سب کا تو میں نے مقابلہ کیا مگر ان کی خالہ جو پیچھے سے آئی تو وہاں میں شکست کھا گیا، وہاں میں ہار گیا، تو مکر گویا ان میں ہے اور ان میں صالحہ بھی ہوتی ہے نیک اور عفیفہ بھی ہوتی ہے۔

اور خیانت وہ تاجروں میں تقسیم کروں گا تجارت کے ساتھ خیانت عموماً ہوتی ہی ہے اسی لئے جنابِ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا ''التاجر الصدوق الامین مع الانبیاء والصدیقین'' تو اگر سچی تجارت کی جائے تو وہ بہت بڑی عبادت ہے ہم لوگ عموماً صرف نفل نماز ہی کو عبادت سمجھتے ہیں حالانکہ بچوں کیلئے خاندان کیلئے سچی تجارت کرنا یہ بہت بڑی عبادت اور بڑا ثواب کا کام ہے، بشرطیکہ اصولوں کے ساتھ ہو، اگرم بگڑم سلسلہ نہ ہو کہ سامنے والے کو بنایا جائے، دھوکا دیا جائے کہ گھر میں پڑی ہو پچاس میں اور بتائے دوسو میں، تو جھوٹ چونکہ عموماً تجارت میں ہوتا ہے اس لئے تاجر کی صفت میں سچائی کا ذکر حدیث شریف میں فرمایا گیا۔

اور رہا تکبر تو دیہات والوں میں تقسیم کردوں گا اسی لئے کھیت اچھے پکے اور اگر چار پیسہ پاس آجائے پھر دیکھئے مونچھوں کا تاؤ اور ٹوپی کی کیفیت باتوں کی کیفیت کہ بیڑی بھی پئیں گے تو چہرہ کو ٹیڑھا کر کے غرض یہ کہ ہر چیز میں ٹیڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے اور اب تو یہ

ایسی بلا ہے کہ کیا شہر اور کیا دیہات کیا پڑھا لکھا کیا ان پڑھ سب ہی اس بلا میں مبتلا ہیں، تو تین تو یہ ہوئے۔

چوتھی چیز حسد ہے اس کو میں سمجھداروں اور پڑھے لکھوں میں تقسیم کروں گا تو جاننے والے بھی اس بلا میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ سب کچھ جاننے کے باوجود وہ اس کا شکار ہے۔

اور پانچویں چیز ظلم ہے وہ سلاطین میں تقسیم کروں گا، بادشاہوں میں تقسیم کروں گا۔

ضرورت کے موقعہ پر اپنا اصلی حال بیان کرنا یہ صبر کے خلاف نہیں ہے

فرمایا کہ: ضرورت کے موقعہ پر اپنا اصلی حال بیان کرنا یہ صبر کے خلاف نہیں ہے، حضرت عمرؓ سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت! مزاج کیسے ہیں؟ تو فرمایا کہ طبیعت ٹھیک نہیں، تو اس نے کہا کہ آپ اللہ میاں کی شکایت کر رہے ہیں۔

فرمایا کہ: واہ! حق تعالیٰ تو چاہتے ہیں کہ میری بیماری اور کمزوری اور ضعف ظاہر ہو اور میں اپنی پہلوانی بتاؤں؟ غرض تو یہ ہے کہ بندے کا ضعف ظاہر ہو اور بندہ پہلوانی بتائے، تو یہ شکایت مذمومہ میں داخل نہیں، کبھی تو اس کا تعلق قصد سے ہوتا ہے کہ منشاء ہی یہی ہوتا ہے کہ ہم اپنا حال ظاہر کریں اور انداز بھی شکوہ وشکایت کا ہوتا ہے وہ اور چیز ہے، یہ تو اظہار ہے اپنی کمزوری کا جو عبدیت کا ایک شعبہ ہے۔

اسی لئے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ بیمار ہوتے تو کافی شور مچتا تھا خوب واویلا کرتے تھے گویا عبدیت کا ظہور تھا، چنانچہ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں تو سارا گھر کا منظر دیکھنے کے لائق ہوتا ہے عجیب وغریب کیفیت ہوتی ہے۔

اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ بیمار ہوتے تو نہ شور وشغف اور اتباعِ سنت میں علاج فرمایا کرتے تھے ان پر تو واقعی اتباعِ سنت کا غلبہ تھا

اور حضرت نانوتوی رحمہ اللہ بیمار ہوتے تو خبر بھی نہیں پڑتی تھی کسی کو اور اچھے ہونے کے

بعد کہتے کہ ہاں بخار آ گیا تھا تو کسی پر تفویض کی شان ہے، کسی پر اتباعِ سنت کی، تو کسی پر عبدیت کی شان ہے، تو بہر حال یہ بزرگوں کے رنگ اور الوان ہیں، تو کہنے کا منشاء یہ ہے کہ شکوہ و شکایت صحیح نہیں ہے مگر ضرورت کے محل میں اپنا ذوق ظاہر ہو تو کوئی حرج نہیں جیسے آپ سے کوئی پوچھے کہ کیسے گذر رہی ہے؟ تو کہے کہ کڑکی چل رہی ہے اور آپ کا منشاء لالچ نہیں ہے کہ سامنے والے سے کچھ مانگے، اور اللہ تعالیٰ سے شکایت نہیں ہے کہ اندر تنگی ہے صرف یہ ہے کہ اپنی اصلی حالت کا اظہار ہے تو اس کی گنجائش ہوگی، اور قصداً اگر کچھ اور ہے یا بعد میں نیت کے آثار کے لحاظ سے کچھ اور ہے اس صورت میں پھر احکام میں تبدیلی ہوگی اور جیسا مسئول ہوگا اس حساب سے پھر حکم لگے گا۔

تربیت ہو تو ایسی

فرمایا کہ: حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ جب چلتے تھے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ کے پاس تو درمیانی راستے کے لئے بھی نگرانی کی شکل حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمہ اللہ نے کر رکھی تھی اور خود حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میری تربیت میرے والد نے ایسے کی ہے کہ کنواری لڑکی کی تربیت کوئی کیا کرے گا تو اتنی حفاظت کی شکلیں ہوئی ہے تب جا کے وہ ایسے باکمال ہوئے ہیں۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم، گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

فرمایا کہ: ایک بزرگ حوض پر وضو کر رہے رہے تھے پاؤں ان کا پھسلا اور اندر گرے ایک آدمی نے کہا حضرت! کبھی آپ آسمانوں کے اوپر کی باتیں کرتے ہیں روحانی دنیا کی بات کرتے ہیں اور کیفیت یہ ہے کہ حوض میں گر پڑے آپ، تو انہوں نے کہا کہ ؎

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم

کبھی تو ہم بہت اوپر ہوتے ہیں اور کبھی یہ کیفیت ہے کہ

گہے بر پشت پا یٔ خود نہ بینم

اپنے پیر کے نیچے کی بھی خبر نہیں ہوتی ہے۔

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی حضرت مولانا گنگوہیؒ.......

فرمایا کہ: حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے ایسا عشق تھا کہ ان کے اُگالدان سے پان کی پیک نظر بچا کر پی جاتے تھے، اور گنگوہ حاضر ہونے سے پہلے تین دن کا اعتکاف کرتے اور ذکر و شغل کی کثرت کرتے تھے کہ کہیں حضرت کو ظلمت محسوس نہ ہو یہ سب کچھ اس فکر میں کیا کہ کسی طرح کام کا صحیح طریقہ سمجھ میں آجائے۔

آپ کے دل میں یہ ہے کہ میں نبی نہیں ہوں

فرمایا کہ: ہارون رشید کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے دعوی کیا کہ میں نبی ہوں ہارون رشید نے کہا کہ نبی تو معجزہ پیش کرتا ہے آپ کے پاس کوئی معجزہ ہے؟ کہنے لگا ہاں! ہے، ہارون رشید نے پوچھا کیا معجزہ ہے؟ کہا میرے پاس یہ معجزہ ہے کہ میں یہ بتا دیتا ہوں کہ سامنے والے کے دل میں کیا ہے، ہارون رشید نے پوچھا کہ بتاؤ میرے دل میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کے دل میں یہ ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔

اعتماد کے لئے ظرف چاہئے اور آج کم ظرفی کا دور ہے

فرمایا کہ: حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کسی کو ماننا اور دل سے ماننا بہت بڑی بات ہے، یہ جملے یاد رکھنا کسی کو ماننا اور دل سے ماننا بہت بڑی بات ہے، فرماتے تھے کہ اعتقاد ہوتا ہے اعتماد کے لئے اور اعتماد کے لئے ظرف چاہئے اور آج کم ظرفی کا دور ہے۔

علاجِ غفلت

فرمایا کہ: غفلت کا ایک علاج یہ ہے کہ مقامات عبرت کی زیارت کی جائے۔
جیسے بعضے سلف کا معمول تین جگہوں پر جانے کا تھا ایک وہ مقام جہاں مجرمین کو سزائیں دی جاتی ہوں، دوسرا مقام ہسپتال اور مستشفی جہاں مریضوں کا قیام رہتا ہے اور تیسرا مقام قبرستان ہے، یہ تینوں مقامات مقامات عبرت ہیں جب وہ مجرمین کو سزا پاتے ہوئے دیکھتے تو اللہ تعالی کا شکرادا کرتے کہ اللہ تعالی نے ہمیں کسی کی جان لینے سے محفوظ رکھا حق تعالی نے کسی پر تہمت لگانے سے محفوظ رکھا۔
اس طرح وہ اللہ تعالی کا شکرادا کرتے اور اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتے۔
اسی طرح وہ مریضوں کو دیکھتے تو یہ سوچتے کہ بے چارے کے پیر نہیں ہے الحمدللہ میرے پیر موجود ہیں فلاں نابینا ہے سارا عالم اس کے سامنے تاریک ہے اور میرے پاس الحمدللہ آنکھیں موجود ہیں بعضوں کو سنائی نہیں دیتا میری الحمدللہ شنوائی موجود ہے۔
تو بزرگان دین مریضوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالی کی طرف سے ملی ہوئی صحت پر اس کا شکرادا کرتے ہیں۔
تیسرا موقع قبرستان ہے جہاں سے عبرت حاصل ہوسکتی ہے مگر قبرستان سے عبرت حاصل کرنے کے لئے غور وفکر کی ضرورت ہے مثلاً آدمی سوچے کہ یہ بیچارہ قبر میں پڑا ہوا ہے اسکے جذبات وخیالات کیا تھے اسکے حالات ومعاملات کیسے تھے؟
قبرستان میں عبرت حاصل کرنے کے لئے سوچ وبچار اور غور وفکر کی ضرورت ہے، ہسپتال میں جائیں گے تو زیادہ سوچنا نہیں پڑے گا، آپ کسی ہسپتال کے جنرل وارڈ میں چلے جائیں آپ مریضوں کو مختلف حالتوں میں دیکھیں گے اور دیکھ کر حیرت میں پڑ جائیں گے۔

آج ہماری حالت یہ ہے کہ قبرستان میں جا کر بھی ہماری غفلت دور نہیں ہوتی قبرستان میں اپنی آنکھوں سے میں نے دیکھا کہ لوگ سگریٹ پیتے ہیں اور وہاں دنیا بھر کے قصے قضیئے چھیڑتے ہیں۔

اور بہت سے لوگ قبرستان میں نئے نئے پلان بنا رہے ہوتے ہیں ادھر یہ بیچارہ دفن ہو رہا ہے اور ادھر یہ حالت ہیں۔

دنیا سے حق تعالیٰ کی معرفت لے کر جاؤ

فرمایا کہ: حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ بار بار فرماتے تھے کہ تم لوگ پیدا تو ہو گئے ہو اور مرنا ہے ضرور واپس جا نہیں سکتے کہ جہاں سے آئے ہو وہیں واپس پہنچ جاؤ اس لئے اب اس بات کی کوشش کرو کہ دنیا سے حق تعالیٰ کی معرفت لے کر جاؤ۔

خواب کی بنا پر ایصال ثواب کرنا نہ چھوڑے

فرمایا کہ: حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہم لوگوں کے اندر یہ بیماری ہے کہ اگر ہم نے مرنے والے کو اچھی حالت میں دیکھ لیا تو ہم سمجھتے ہیں کہ اسکی مغفرت ہو گئی، اب اسکے لئے نہ دعاء مغفرت کرتے ہیں اور نہ ایصال ثواب کا اہتمام کرتے ہیں حالانکہ صرف نبی کا خواب حجت ہوتا ہے، امتی کا خواب حجت نہیں ہو سکتا ہے تمہارے خیال کو اس خواب میں دخل ہو، ہمارا خواب قطعی چیز نہیں ہے کہ ہم اس قول کو فیصل قرار دیں اس لئے اگر کسی کو اچھی حالت میں دیکھیں تو اس سے حسن ظن اور اچھا گمان رکھنا چاہئے لیکن دعائے مغفرت اور ایصال ثواب اور دعائے مغفرت سے مردوں کو بہت خوشی ہوتی ہے۔

یہ زندوں پر مردوں کا حق ہے یا...........

فرمایا کہ: علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جب قبرستان سے گذر ہو تو چاروں قل

خصوصاً قل ھو اللہ شریف تین مرتبہ جس سے پورے قرآن کریم کا ثواب ملتا ہے اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھ کر بخشا جائے اس لئے کہ مردوں کا حق ہے وہ بڑے بے کس و بے بس ہیں اور تم چلتے پھرتے ہو۔

ہمشیرۂ محمد بن سیرین کا مقام

فرمایا کہ: محمد بن سیرین رحمہ اللہ ایک بہت بڑے مفسر و معبر ہیں ان کی بہن بڑی عالمہ تھیں، اور لوگ ان سے بعض مسائل میں رجوع کرتے تھے تو عورت ہو کر اتنے بڑے بڑے مسئلے جانتی تھی۔

ولی اللہ کی پہچان

فرمایا کہ: حضرت امۃ الجلیل کا قصہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ان کے زمانہ میں علماء میں اختلاف ہوا کہ اللہ کے ولی کی پہچان کیا ہے؟

کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ، مختلف قسم کی باتیں علماء کرام کہتے رہیں اخیر میں یہ طے پایا کہ حضرت امۃ الجلیل کی خدمت میں پہنچ کر ان کو فیصل بنالیں وہ جو فیصلہ کریں گی ہم اس کو مان لیں گے۔

بڑے بڑے علماء تھے مگر انہوں نے ایک عورت کو اپنا حکم قرار دیا اس سے اندازہ لگائیے کہ وہ کس درجہ کی تھیں چنانچہ ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ کسی وقت بھی خدا کی یاد سے غافل نہ رہے، آپ اندازہ لگائیے کہ ایک عورت اس بات کی اطلاع دے رہی ہے اور سب اس کو مان رہے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام میں درجات کے........

فرمایا کہ: کلیم اللہ (حضرت موسی علیہ السلام) حق تعالی سے دعا فرمارہے ہیں "رب اشرح لــی صــدری"، اے میرے پروردگار! مجھے شرح صدر عطا کیجئے وہاں تو شرح صدر مانگا

جارہا ہے اور حضور ﷺ کی شان دیکھئے کہ حق تعالی اپنے محبوب سے فرمارہے ہیں ''الم نشرح لک صدرک،، کیا ہم نے آپ کے لئے شرح صدر نہیں کردیا؟ کیا آپ کے خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کردیا؟ تو ایک جگہ طلب ہے اور دوسری جگہ پیش کش ہے اور ان دونوں میں اور ان پر مرتب ہونے والے آثار میں بہت تفاوت ہے۔

مگر ایک بات ذہن میں رہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات میں جو تفاوت ہے وہ نفس الامر کے اعتبار سے قرآن کریم میں ہے ''تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض،، کہ ہم نے بعض رسل کو بعض پر فوقیت دی مگر محققین نے لکھا ہے کہ کسی نبی یا رسول کی ایسی توصیف اور مدح سرائی جس سے دوسرے کسی پیغمبر کی اہانت لازم آتی ہو ممنوع ہے اس سے صاحب شریعت نے منع فرمایا ہے۔

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت مت دو، اور غور طلب بات یہ ہے کہ سارے پیغمبروں میں صرف حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا تو بعض عارفین کا خیال یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام پستی کی طرف چلے یہاں تک کہ دریا کی تہہ تک پہنچے اور فخر کائنات سارے سماوات سے اوپر پہنچے اور وہاں پہنچے جہاں انسانی وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا تو ایک کا سفر فوقانی ہے اور دوسرے کا سفر تحتانی ہے ایک ملأ اعلی کی طرف اور ایک عالم ناسوت کی طرف سفر کررہا ہے۔

تو ممکن ہے کسی کو خیال پیدا ہو کہ کہاں وہ اور کہاں یہ؟ اس لئے آپ نے فرمایا کہ یونس بن متی پر مجھ کو فضیلت نہ دی جائے۔

تو انبیاء کرام علیہم السلام میں درجات کے اعتبار سے تفاوت اور فرق ضرور ہے مگر اس کو اس طرح بیان کرنا کہ دوسرے کی تنقیص یا اہانت کا وہم پیدا ہو اس کو شریعت اسلام نے اور نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے۔

یہ فرق ناقص وکامل کے اعتبار سے نہیں بلکہ کامل اور اکمل....

فرمایا کہ: حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ معجزہ درحقیقت فعل خداوندی ہے اور معجزات میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا گویا افعال خداوندی میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ہے اور اسکی گنجائش اس اعتبار سے ہوسکتی ہے کہ جیسے قرآن کریم کلام الہی ہے اور اللہ تعالی کی صفت کلام کا مظہر ہے اور اس میں بعض سورتوں کو بعض پر فضیلت حاصل ہے جیسے جو فضیلت سورۂ اخلاص کو حاصل ہے وہ سورۂ لہب کو حاصل نہیں، تو بعض علماء ادھر گئے ہیں کہ جب حق تعالی کی صفت کلام میں یہ کیفیت ہوسکتی ہے کہ بعض کی شان اور اور بعض کی شان اور تو معجزات انبیاء میں جو کہ درحقیقت افعال خداوندی ہیں اگر یہ کیفیت ہو تو اس میں کیا حرج ہے؟ مگر یہ فرق ناقص وکامل کے اعتبار سے نہیں اس لئے کہ اللہ تعالی کا پورا کلام کامل ہے، ایسے ہی سارے انبیاء کرام کامل ہیں، فرق کامل اور اکمل ہونے کے اعتبار سے ہے، کامل اور ناقص ہونے کے اعتبار سے نہیں، کلام الہی کی کوئی سورت اور آیت ایسی نہیں ہے جو درجہ فصاحت و بلاغت سے ساقط ہو، یا علم وعرفان اور حقائق واسرار سے خالی ہو مگر اسکے باوجود ان میں درجات اور مراتب قائم ہیں، سب کے لئے کمال ثابت ہے کسی ایک آیت اور ایک حرف کی تنقیص شرعاً جائز نہیں ہے۔

کلامیات میں سب سے مشکل زمین نعت کی ہے

فرمایا کہ: شعراء کہتے ہیں کہ کلامیات میں سب سے مشکل زمین نعت کی ہے کیوں کہ اگر مبالغہ ہوجائے تو رسالت کے ڈانڈے توحید سے مل جاتے ہیں اور اگر اس میں تفریط ہوجائے تو حط ذات النبی ہوتا ہے یعنی آپ کو آپ کے درجہ سے ساقط کرنا لازم آتا ہے، تو نہ ایسا بڑھایا جائے جیسا کہ لوگوں نے بڑھادیا ہے کہ۔

وہی عرش پہ مستوی تھا خدا ہو کر
اتر آیا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ محبت کو معرفت تھامے ہوئے اور روکے ہوئے ہوتی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر معرفت نہیں ہوگی تو آدمی حد تجاوز ی کرے گا جو سمجھ میں آئے گا وہ کرے گا۔

وجہ افسوس

فرمایا کہ: ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے استنجاء کا لوٹا ٹوٹ گیا تو ان کو بڑا افسوس ہوا کسی نے کہا حضرت! اس میں افسوس کی کیا بات ہے؟

فرمایا افسوس اس کا ہے کہ اس نے میرا استر دیکھا تھا اس کا بھی ایک ادراک ہے اب دوسرا لوٹا لائیں گے وہ بھی میرا استر دیکھے گا، بڑوں کی عجیب باتیں ہوتی ہیں عام لوگ تو اس کو ذرا دشوار سمجھتے ہیں مگر آج کل سائنسی ایجادات نے ان مسائل کو کافی حد تک حل کر دیا ہے۔

یہ پرندے کیا کہتے ہیں سنو!

فرمایا کہ: خلاصۃ التفاسیر میں سورۂ نمل کی آیت ''وعلمنا منطق الطیر،، کے تحت بہت سے جانوروں اور پرندوں کی بولیاں منقول ہیں مثلاً قمری کہتی ہے موت کے لئے تیار ہو، فاختہ کہتی ہے کہ کاش کہ خلق پیدا نہ ہوتی، مور کہتا ہے کہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے، ہدہد کہتا ہے جو رحم نہیں کرتا رحم نہیں کیا جاتا، طوطا کہتا ہے ہر زندہ مرے گا اور ہر نیا پرانا ہوگا، کبوتر بولتا ہے رب برتر کے لئے زمین اور آسمان بھر کر پاکی ہے، کوّا راستوں پر محصول لینے والوں کے حق میں بددعا کرتا ہے، مینڈک کہتا ہے میرا رب قدوس پاک ہے، باز کہتا ہے میرا رب پاک ہے اور اسکے لئے حمد ہے۔

جب سائنس کی کوئی نئ ایجاد سامنے آتی ہے تو اس سے........

فرمایا کہ: علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب سائنس کی کوئی نئ ایجاد سامنے آتی ہے تو اس سے ہم کو یوں خوشی ہوتی ہے کہ پہلے کسی بات کو سمجھانے کے لئے دلیل اور مثال پیش کرنا پڑتی تھی اور اب ہم ان ہی ایجادات کو پیش کر دیتے ہیں۔

پیغمبر سے بڑھ کر معرفت کسی کو نہیں ہے اس لئے حضور ﷺ بھی..........

فرمایا کہ: غزوۂ تبوک میں حاضری نہ دینے کی وجہ سے جن تین صحابۂ کرام سے بائیکاٹ کیا گیا تھا ان میں سے ایک حضرت کعب بن مالک ؓ تھے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد نبوی میں حاضر ہوتا نماز باجماعت ادا کرتا تو نہ کوئی میرے سلام کا جواب دیتا اور نہ میری جانب کسی کا رخ ہوتا۔

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ البتہ جب میں نماز پڑھتا ہوتا تو حضرت نبی اکرم ﷺ اپنی نگاہ مبارک سے ایک خاص انداز سے میری طرف توجہ فرماتے اور جب میں سلام پھیر لیتا تو آپ بھی اپنا رخ مبارک پھیر لیتے۔

جو سامان اسکے لئے گرانی کا باعث تھا وہی........

فرمایا کہ: حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ ایک مثال دیتے تھے جو بڑی سادہ لیکن بہت عمدہ مثال ہے فرمایا ایک مسافر سفر کرتا ہے تو اس حال میں کہ اٹیچی ایک ہاتھ میں ہے تو کچھ سامان دوسرے ہاتھ میں کندھے پر بستر ہے تو حالت سفر میں اسباب اور سامان انسان پر لدا ہوتا ہے اور انسان سارا بوجھ اٹھائے ہوئے چلتا ہے لیکن جب منزل پر پہنچے گا تو یہ اس پر سوار ہو جائے گا یہاں جو سامان اسکے لئے گرانی کا باعث تھا وہی سامان اسکے لئے فرحت وراحت کا باعث بن جائے گا تو جتنی چیزیں اسکے لئے سامان کلفت تھیں وہی چیزیں اسکے لئے سامان الفت بن جائیں گی ٹھیک اسی طرح ایک مؤمن اس دنیا کے اندر

آخرت کا توشہ اپنے ساتھ لیتا ہے سو رہا ہے تو فجر کی نماز کی فکر لے کر رمضان آ گیا تو روزہ کی فکر، حج کا زمانہ آیا تو حج کی فکر، دوکان پر جاتا ہے تو جائز ناجائز کی فکر، چلنے پھرنے میں اٹھنے بیٹھنے میں لیٹنے جاگنے میں اسکے سامنے آخرت ہی آخرت ہے تو ساری زندگی اعمال کی فکریں اس پر سوار ہیں یہ ساری فکریں برزخ میں پہنچ کر اس کے لئے راحت کا سامان بن جائیں گی۔

اپنے لئے اللہ تعالی سے مانگتے ہوئے حیا محسوس ہوتی ہے

فرمایا کہ: ایک بزرگ کو بواسیر کی شکایت تھی ان کے خادم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ دوسروں کو تو ان کی دعا سے فائدہ ہوتا ہے یہ پڑھ کر دم کر دیتے ہیں تو صحت نصیب ہو جاتی ہے اور خود اتنے پریشان ہیں یہ خیال ان بزرگ کو منکشف ہوا تو فرمایا کہ مجھے اس مرض کے ازالہ کی دعا کرتے ہوئے اللہ تعالی سے حیا آتی ہے۔

دین نام ہے حیات قلبی کا

فرمایا کہ: دین نام ہے حیات قلبی کا کہ قلب میں حیات و زندگی ہے تو دین ہے اور اگر قلب میں زندگی نہیں تو وہ دین کیا ہوا اس لئے کہ دین کا فائدہ ہی یہ ہے کہ سلطان الاعضاء جو قلب ہے اس میں جان پڑ جائے، اس میں زندگی آ جائے، اس میں حقیقت پیدا ہو جائے اور دل کی دنیا اگر ویران اور اجڑی ہوئی ہے تو پھر یہ ظاہر کے خاکے ہیں اور مقصود فوت ہے۔

تقوی پر حق تعالی کی طرف سے علم کا وعدہ ہے

فرمایا کہ: تقوی پر حق تعالی کی طرف سے علم کا وعدہ ہے ''واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ''، تقوی اختیار کرو اللہ تعالی تمہیں علم عطا فرمائے گا۔

صحابہ کرام کے ساتھ القاب وآداب نہیں ہیں اس لئے کہ........

فرمایا کہ: صحبت بڑی چیز ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے لئے کوئی لقب ذکر نہیں کیا جاتا صاحب قشیریہ نے لکھا ہے کہ صحابہ کے ساتھ القاب وآداب نہیں ہیں اس لئے کہ سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی صحبت نصیب ہوگئی اور کیسی بابرکت صحبت تھی کہ بعد میں آنے والے ہزاروں مجاہدے کرنے کے باوجود ان کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

اور یہ ایسا شرف ہے کہ پھر تابعی کو بھی صحبت ہی کی رعایت کر کے تابعی کہا گیا کہ وہ صاحب صحبت کے تابع اور ان کے ساتھ رہا، ان کی صحبت اختیار کی، بلکہ ان کے بعد والے کے لئے بھی یہی سلسلہ ہے انہیں تبع تابعین کہا جاتا ہے، کیوں کہ انہیں تابعین کی صحبت نصیب ہوئی تو اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ صحبت بڑی چیز ہے۔

انکار کی ظلمت کفر کے مشابہ ہے

فرمایا کہ: صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ انکار کی ظلمت کفر کے مشابہ ہے لہذا کسی صاحب نسبت کی عظمت کا انکار کردے تو بڑی ظلمت لاحق ہوتی ہے اور اس کو قرآن کریم سے ثابت کیا ہے ”والذین مومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک،، کہ اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس سے پہلے جو نازل ہوا اس پر ایمان لاتے ہیں تو جیسے اپنے نبی پر ایمان لانا ضروری ہے اور انبیاء کرام پر بھی ایمان ضروری ہے اور اگر دیگر انبیاء پر ایمان نہیں تو اپنے نبی سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اسی طریقہ سے جو لوگ محققین مخلصین کاملین اور مشائخ حقہ ہیں ان سب کی محبت عقیدت اور عظمت قلب میں ہونا ضروری ہے۔

اگر ان پر نکیر ہوگی تو خود اپنے شیخ کے فائدے سے بھی آدمی محروم رہے گا اور سلوک کا یہ مسئلہ محققین نے اس آیت سے مستنبط فرمایا ہے اس لئے مشائخ حقہ کا احترام ہونا

چاہیئے، زبان پر کنٹرول ہو اور اپنے آپ کو مٹانے کی کوشش کرے۔

آدمی سیکھنا چاہے تو اس طرح بھی سیکھ سکتا ہے

فرمایا کہ: حضرت لقمان حکیمؒ کے باب میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ حضرت! ادب کہاں سے سیکھا؟ فرمایا جاہلوں سے کہا جاہلوں سے بھی بھلا کوئی ادب سیکھتا ہے؟ فرمایا جاہلوں کی جہالت کی وجہ سے جو حرکتیں ہیں جن کو لوگ برا سمجھتے ہیں میں نے ایسی حرکتیں چھوڑ دیں تو مجھے اس سے نفع ہوا تو آدمی ادب سیکھنا چاہے تو جاہل سے بھی سیکھ سکتا ہے بلکہ دیوار پر لکھی نصیحت سے بھی آدمی فائدہ حاصل کرسکتا ہے اور جن کو نصیحت حاصل کرنا ہی نہیں ہے انہوں نے پیغمبر آخر الزماں سے بھی نصیحت حاصل نہیں کی اور فائدہ نہیں اٹھایا۔

انسان خیر وشر کا مجموعہ ہے

فرمایا کہ: انسان کو حق تعالی نے پیدا فرمایا اس شان کے ساتھ کہ وہ خیر وشر کا مجموعہ ہے بھلائی بھی اس میں ہے اور برائی بھی اس میں ہے نیکی بھی اس میں ہے بدی بھی اس میں ہے جیسے بالکل مکھی کی طرح ہے کہ مٹھائی پر بیٹھنے میں اس پر کوئی ’’بار،، نہیں اور نجاست پر بیٹھنے میں بھی اسے کوئی ’’عار،، نہیں تو انسان کبھی خیر کی طرف چلتا ہے اور کبھی شر کی طرف۔

ملائکہ کو بھی اس بات کی رغبت تھی کہ انہیں ترقی ....

فرمایا کہ: مشہور تو یہی ہے کہ فرشتے جس حال میں ہیں اسی حال میں ہیں اور انہیں ترقی کی کوئی رغبت نہیں مگر امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے ’’ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک،، میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ملائکہ کو بھی اس بات کی رغبت تھی کہ انہیں ترقی نصیب ہو اور اعلی درجہ حاصل ہو۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک شرابی..........

فرمایا کہ: انسان کے اندر نچلا عالم جو مادیت سے زیادہ تعلق رکھتا ہے یعنی پیٹ اور شرمگاہ جو شہوت غفلت اور بغاوت کے آلات ہیں وہ نیچے ہیں دماغ میں جو بغاوت کے بخارات اٹھتے ہیں وہ معدہ ہی کی برکت ہے اسی لئے امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر شرابی کو کوڑے لگائے جائیں یا ویسے ہی مجرموں کو حد لگائی جائے تو دو چار کوڑے دماغ پر بھی لگائے جائیں اس لئے کہ دماغ سے ہی اس کے بخارات اٹھتے ہیں اور وہیں سے اس کو ہری ہری سوجھتی ہے اور بہت ممکن ہے کہ ان کے پیش نظر یہ آیت کریمہ ہو ’’یصب من فوق رئوسھم الحمیم،، کہ مجرمین کے سروں پر گرم پانی ڈالا جائے گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ زانی کے لئے ایک سال کی جلاوطنی............

فرمایا کہ: حضرت آدم علیہ السلام سے ایک بات ہوئی تو انہیں کہا گیا کہ آپ تشریف لے جائیں اور غالباً امام شافعی رحمہ اللہ نے زنا کے باب میں اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ زنا شہوانی گناہ ہے اور کھانا بھی شہوانی چیز ہے اسی وجہ سے امام شافعی رحمہ اللہ روایات کی روشنی میں تغریب عام (ایک سال کی جلاوطنی) کو ضروری قرار دیتے ہیں کہ اگر زنا ہوجائے تو کوڑے بھی لگائے جائیں اور اس کو ایک سال کے لئے جلاوطن بھی کیا جائے نیز جلاوطن کرنے کا مستدل یہ بھی ہے کہ آدم علیہ السلام سے ایک بات ہوئی تو اللہ تعالی نے ان کو وقت مقررہ کے لئے جلاوطن کردیا۔

رمضان المبارک، روزہ اور تراویح کا ایک خاص جوڑ

فرمایا کہ: حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ نے بڑی عجیب بات فرمائی فرمایا کہ قلعی گر جب برتن پر قلعی کرتا ہے تو پہلے آگ میں اسے تپاتا ہے پھر رگڑتا ہے میل چھوٹنے پر اسے مانجھتا ہے اور بعد میں قلعی کا ہاتھ پھیرتا ہے جس سے سارا برتن روشن اور صاف شفاف

ہوجاتا ہے تو فرمایا رمضان المبارک میں روزہ رکھوا کر حق تعالی نے انسانوں کے باطن کا میل چھڑانے کے لئے انہیں تپایا گرمایا اور بعض لوگ روزہ سے واقعی ''گرم ہوتے ہیں،، سارا محلّہ سر پر اٹھاتے ہیں تو رمضان المبارک میں دن میں روزے میں اسے تپایا گیا اور جب اس کا میل چھٹا تو رات میں تراویح میں قرآن کریم سنا کر اسکے باطن پر کلام الٰہی کی قلعی لگادی تا کہ اسکے انوار سے اس کا باطن جگمگا اٹھے۔

اور ہوسکتا تھا کہ اس نورانیت کی وجہ سے تکبر اور غرور پیدا ہو کہ دن کا صائم ہوں اور رات کا قائم ہوں اور ''غیر نائم ہوں،، اس میں یہ دعوی پیدا ہوسکتا تھا اس کے قلع قمع کے لئے بیس رکعات تراویح رکھی اور ہر رکعت میں دو دو سجدے ہیں اور سجدہ میں انتہائی عاجزی ہوتی ہے کہ اس میں ناک زمین پر رگڑنی پڑتی ہے اور ناک ہی کی وجہ سے سارے عالم میں جھگڑے ہو رہے ہیں تو روزانہ چالیس دفعہ اسکی ناک کو مزید رگڑوایا گیا تا کہ جاہ کا مرض دور ہوجائے عامۃً ہم دیکھتے ہیں کہ جھگڑے جاہ کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔

نومولود کے کان میں اذان واقامت کی ایک............

فرمایا کہ: حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ بچے کا مزاج فرماں برداری اور دونوں کانوں سے سننے کا بنایا گیا ہے چنانچہ داہنے کان میں اذان کہی گئی بائیں کان میں اقامت کہی گئی تا کہ ادھر سے سن کر ادھر سے نہ نکالے یا ادھر سے سن کر ادھر سے نہ نکالے دونوں طرف سے سننے کا مزاج ہوجائے۔

ہٹو بچو کی صدا تھی مگر آج........................

فرمایا کہ: حکیم اختر صاحب مدظلہ (نور اللہ مرقدہ) (انڈیا) تشریف لائے تھے انہوں نے ایک بڑی اچھی بات سنائی کہنے لگے میرے ایک دوست کہتے تھے کہ میں نے جب صدر ایوب کا مزار دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اس نے جب مجھے بلایا تھا تو

میں نے اسکی شان وشوکت دیکھی تھی کراچی کی سڑکیں اسکے لئے خالی ہو جاتی تھیں اکیس اکیس توپوں کی سلامی دی جاتی تھی بہت بڑا فیلڈ مارشل تھا اور آج اسکے مزار کی یہ کیفیت ہے کہ کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

یقین کی تین قسمیں ہیں

فرمایا کہ: یقین کے باب میں علماء لکھتے ہیں کہ اسکی تین قسمیں ہیں ایک علم الیقین دوسرا عین الیقین تیسرا حق الیقین مثلاً آدمی یہ جانتا ہے کہ پانی ڈبوتا ہے اور آگ جلاتی ہے اور ان میں قدرت نے یہ خاصیت رکھی ہے تو پانی کے باب میں یہ علم اور یقین کہ وہ ڈبوتا ہے اور یہ کہ آگ جلاتی ہے یہ علم الیقین کا درجہ ہے۔

اور کسی شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ وہ پانی میں ڈوب رہا ہے اور آگ میں جل رہا ہے اُس میں پہلے سے بڑھ کر یقین ہے جو عین الیقین کہلاتا ہے۔

اور اگر آدمی خود ڈوبنے لگے یا آگ میں جلنے لگے تو یہ حق الیقین کا مرتبہ ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ جو حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ کے اجل خلفاء میں ہیں ان کا ایک شعر ہے وہ نبی کریم ﷺ سے خطاب فرمارہے ہیں کہ ؎

تیرے رندوں پہ سب کھل گئے اسرارِ دیں ساقی
ہوا علم الیقیں، عین الیقیں، حق الیقیں ساقی

یعنی اے خم خانۂ محبت اور خم خانۂ معرفت کے جام لٹانے والے ساقی! آپ کے خانۂ محبت اور معرفت میں جو مے نوشی کرتا ہے اس پر سارے اسرار دین کھل جاتے ہیں ؎

ہوا علم الیقیں، عین الیقیں، حق الیقیں ساقی

کہ حق تعالیٰ نے یقین کے سارے مراتب طے کرادیئے۔

پل صراط شریعت اسلام کی صورت مثالی ہے

فرمایا کہ: ایمان کے اندر بنیادی چیز یقین ہے اور وہ پل صراط جس سے آدمی گذرے گا وہ شریعت اسلام کی صورت مثالی ہے جس طرح یہاں شریعت پر چلے گا اسی طرح وہ پل صراط سے گذرے گا اگر یہاں قوت سے چلتا تھا تو وہاں قوت سے چلے گا یہاں ڈھیلے پن سے چلتا تھا تو وہاں ڈھیلے پن سے چلے گا چنانچہ کچھ ایسے بھی ہوں گے جو چلیں گے پھر گرنے لگیں گے اور سنبھلنے کے بعد پھر چلنا شروع کریں گے اور یہ وہ ہوں گے جو دنیا میں شریعت اسلام پر چلتے تھے پھر گر پڑتے تھے پھر توبہ کر کے چلنا شروع کرتے تھے ان کو وہاں بھی یہی شکل پیش آئے گی۔

جب موت کو بھی موت آجائے گی

فرمایا کہ: شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں پہنچ جائیں گے تو ایک ندا دی جائے گی جس کے نتیجہ میں جنتی جنت کے کنارے اور جہنمی جہنم کے کنارے پر پہنچیں گے اس کے بعد موت کو دنبہ کی شکل میں لایا جائے گا۔

چنانچہ حق تعالی نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے دنبہ بھیجا معلوم ہوا کہ دنبہ موت کی صورت مثالی ہے اسی لئے اگر کوئی خواب میں یہ دیکھے کہ دنبہ سے اسکی لڑائی ہوئی اور اس پر دنبہ غالب آگیا تو اسکی تعبیر یہ ہے کہ اسکی موت کا وقت عنقریب ہے اور زندگی کی صورت مثالی گھوڑا ہے اس لئے کہ روح الامین گھوڑی پر سوار ہو کر آئے تھے وہی گھوڑی فرعون کے گھوڑے کے آگے دوڑی جس کے نتیجہ میں گھوڑا دریا میں پہنچا اور انجام کار فرعون ڈوبا، تو خواب میں گھوڑا دیکھنا حیات کی علامت ہے، اور دنبہ کو دیکھنا موت کی علامت ہے اب اگر انسان اس پر غالب ہے تو زندگی رہے گی اور دنبہ اس پر غالب ہے تو اسکی آبنے گی۔

تو میدان محشر میں حضرت یحییٰ علیہ السلام جن کے نام ہی سے حیات نمایاں ہے وہ اس دنبہ کو ذبح کریں گے اور دنبہ بھی اس شان کا ہوگا کہ اس پر سفید اور سیاہ دھاریاں ہوں گی، شیخ محیی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے اسکی وضاحت کی ہے کہ یہاں سیاہ دھاریاں تو اسکی موت کی علامت ہے اور سفید دھاریاں اسکی حیات کی علامت ہے چنانچہ ایک عرصہ تک موت زندہ رہی (یعنی لوگ مرتے رہے) اور پھر اس کو دنبہ کی شکل دے کر ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم کر دیا جائے گا، بہر حال یہ اعلان ہوگا کہ موت کو بھی موت دیدی جا رہی ہے اب ہمیشہ کی زندگی ہے جہنمی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے کبھی موت نہیں آئے گی اور جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے کبھی موت نہیں آئے گی، علماء لکھتے ہیں کہ جہنمیوں کو اتنا غم ہوگا کہ موت ہوتی تو غم سے دم توڑ دیتے اور جنتیوں کو اتنی خوشی ہوگی کہ اگر موت ہوتی تو مارے مسرت کے انتقال ہو جاتا۔

میاں اشرف علی! بڑے ہو کر تم کیا بننا چاہتے ہو؟

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ جب بچے تھے تب آپ کو اور آپ کے بڑے بھائی جناب اکبر علی صاحب کو آپ کے والد صاحب نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور پہلے بڑے بھائی اکبر علی سے پوچھا تم بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا میں ڈپٹی کلکٹر بننا چاہتا ہوں وہ انگریزوں کا دور تھا اس زمانہ میں تو پولیس کی بھی شان تھی ایک کیپ اگر راستہ میں رکھ دی جائے تو دن بھر کوئی اس کو ہاتھ لگانے کو تیار نہ ہوتا تو انہوں نے کہا کہ میں بڑا ہو کر ڈپٹی کلکٹر بننا چاہتا ہوں والد صاحب نے پوچھا کیوں؟ تو انہوں نے کہا اس لئے کہ جب ڈپٹی کلکٹر بستی میں آتے ہیں تو ان کے آگے آگے سیکورٹی گارڈ ہوتے ہیں ہٹو بچو کی صدائیں ہوتی ہیں چہل پہل باغ و بہار اور دھوم دھام ہوتی ہے۔

پھر حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میاں اشرف علی! بڑے ہو کر تم کیا بننا

چاہتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا میں عالم اور بزرگ بننا چاہتا ہوں والد صاحب نے کہا کیوں؟ تو کہا کہ جب ڈپٹی کلکٹر آتے ہیں تو سیکورٹی گارڈ آگے پیچھے ہوتے ہیں لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے کلکٹر کا ہاتھ چوما ہو دلی چاہت کلکٹر کو نصیب نہیں اور حضرت نے صحیح فرمایا اس لئے کہ دلی چاہت اہل اللہ کا حصہ ہے وہ جنگل میں بیٹھ جائیں تو منگل ہو جائیں ویسے ان کا ظاہری حال تو یہ ہوتا ہے کہ ۔

بستره ٹاٹ کا دو پارچہ، کمبل کی کلاہ
تاج خسرو ہے یہی تخت سلیماں ہے یہی

دنیا کے لیڈروں کو تو کرسی کی وجہ سے عزت نصیب ہوتی ہے اور اہل اللہ کی وجہ سے کرسیاں عزت پاتی ہیں کہ جس کرسی پر وہ بیٹھ جائیں وہ باعزت سمجھی جاتی ہے اور اسکی حیثیت قائم ہو جاتی ہے، تو حضرت نے فرمایا کہ میں عالم اور اللہ والا بننا چاہتا ہوں اور اللہ کی شان کے بڑے بھائی ڈپٹی کلکٹر بنے اور حضرت ''حضرت،، بنے۔

داخلۂ جنت کی بنیاد رحمت ہے

فرمایا کہ: حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ داخلۂ جنت کی بنیاد رحمت ہے اور ادھر علماء کرام کی تصریح ہے کہ داخلۂ جنت کی بنیاد ایمان ہے تو دونوں میں کوئی تصادم اور تضاد نہیں ہے داخلۂ جنت کا حقیقی سبب تو رحمت ہی ہے جس پر رحمت ہوتی ہے اسے توفیق ایمان ہو جاتی ہے تو ظاہر کے لحاظ سے ایمان داخلۂ جنت کی بنیاد ہے اور ایمان کا سبب حق تعالی کی رحمت ہے۔

حق تعالی کی رحمت اس کے غضب پر سابق اور غالب ہے

فرمایا کہ: جہنم کے سات ابواب ہیں اور جنت کے آٹھ ابواب ہیں، اس میں ادھر اشارہ ہے کہ حق تعالی کی رحمت اس کے غضب پر سابق اور غالب ہے، جنت مظہر رحمت ہے اور

جہنم مظہرِ غضب ہے اور رحمت غضب پر غالب ہے اس لئے مظہرِ رحمت جنت کے دروازے بھی غالب ہیں کہ جہنم کے سات اور جہنم کے آٹھ دروازے ہیں۔
نیز کثرت ابواب میں ادھر اشارہ ہے کہ بعض لوگوں کو حق تعالیٰ شانہ محض اپنے فضل سے جنت میں داخل کریں گے ان کے جنت میں داخل ہونے کی بظاہر کوئی شکل نہیں ہوگی۔

جنت حق تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے اور جہنم ....

فرمایا کہ: جنت حق تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے اور جہنم حق تعالیٰ کے غضب کا مظہر ہے اسی لئے پورے قرآن کریم میں جہنم کے تذکرہ میں بار بار نار یعنی آگ کا تذکرہ اور جنت کے تذکرہ میں بار بار انہار (نہروں) کا تذکرہ ہے اور آگ حق تعالیٰ کے غضب کا مظہر اور پانی حق تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے۔
چنانچہ حکماءِ اسلام لکھتے ہیں کہ نماز میں مومن کو حق تعالیٰ کی رحمتوں سے دامن بھرنا ہے اس لئے نماز سے پہلے وضو میں حق تعالیٰ کی رحمت کے مظہر پانی کو اپنے بدن کے چھ حصوں سے وابستہ کرتا ہے چنانچہ سامنے چہرے کو پانی سے دھویا جس میں جہت اَمام (آگے کی جہت) آگئی اور گردن کا مسح کیا جس میں جہت خَلف (پیچھے کی جہت) آگئی اور سر کا مسح کیا جس میں جہت فوق (اوپر کی جہت) آگئی اور پیر دھوئے جس میں جہت تحت (نیچے کی جہت) آگئی اور ہاتھ دھوئے جس میں جہت یمین و شمال (دائیں بائیں کی جہت) آگئی اس طرح چھ کی چھ جہات میں رحمت خداوندی کے مظہر پانی کو اپنے بدن سے وابستہ کیا اور اب گویا وہ حق تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کے لئے تیار ہوا ہے۔

ہر بات میں یہ کیوں یہ کیوں یہ شریعت اسلام سے ....

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مسلمانوں کا کسی مسئلہ کے بارے میں یہ پوچھنا کہ یہ کیوں ہے؟ اور وہ کیوں ہے؟ اس بات کی دلیل ہے کہ محبت اسلام اور محبت

شریعت کمزور ہے اس لئے ہر بات کی حکمت تلاش کی جا رہی ہے۔

جو شخص اپنی ذات میں مٹی کی سی عبدیت پیدا کرے گا اس کو......

فرمایا کہ: کتب فقہ میں مٹی کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ آگ میں جلانے سے نہ جلے پگھلانے سے نہ پگھلے یہ مٹی کی خاصیت ہے چنانچہ جب مٹی اور آگ میں مقابلہ ہوگا تو مٹی آگ پر غالب آ جائے گی آپ دیکھ لیجئے اگر آگ جل رہی ہو اور آپ اس پر مٹی ڈال دیں تو آگ بجھ جائے گی آگ کے بس کی بات نہیں کہ مٹی کو جلائے، عارفین لکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ تواضع اور ذلت کی کیفیت مٹی میں موجود ہے تو اس سے ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ جو شخص اپنی ذات میں مٹی کی سی عبدیت اور بندگی پیدا کرے گا اس کو جہنم کی آگ جلا نہیں سکے گی بلکہ اسے اپنے کنٹرول میں لانے سے بھی گھبرائے گی اس لئے کہ عبدیت دلیل معرفت ہے اور جتنی معرفت پیدا ہوگی اسی قدر وہ جہنم والے اعمال سے دور رہے گا اور جہنم سے بچنے کی کوشش کرے گا گویا عبدیت جہنم کے لئے ایسی ہے جیسے دنیوی آگ کے لئے مٹی۔

یہ درحقیقت جوہر ایمان کا اثر ہے جو قلب میں موجود ہے

فرمایا کہ: حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ آفتاب جب غروب ہوتا ہے تو اس پر زردی چھا جاتی ہے اور دوسرے دن جب طلوع ہوتا ہے تو پھر اس شان کے ساتھ طلوع ہوتا ہے کہ نگاہیں اس پر نہیں ٹھہرتیں اسی طرح مومن جب دنیا سے جاتا ہے تو اسکے چہرہ پر ایک ہلکی سی زردی آ جاتی ہے اور وہ شرمندگی کا اثر ہوتا ہے کہ اپنے رب کو کیا منہ بتاؤں گا چنانچہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں میں آنسو کا آنا، ناک کے بانسے کا ٹیڑھا ہونا، پیشانی پر پیشانی کا آنا یہ سب موت کی اچھی علامتیں ہیں، تو دنیا سے جاتے وقت چہرہ پر زردی کی کیفیت ہے مگر یہی مومن جب قبر سے اٹھے گا تو جیسے دوسرے

دن آفتاب پوری آب وتاب اور روشنی کے ساتھ نکلتا ہے اسی شان کے ساتھ مومن اپنی قبر سے برآمد ہوگا اور یہ درحقیقت جوہر ایمان کا اثر ہے جو قلب میں موجود ہے۔

وساوس کا ایک علاج یہ بھی ہے

فرمایا کہ: بعض بزرگوں نے وساوس کا علاج لکھا ہے کہ ان کی طرف دھیان نہیں دینا چاہئے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ تار میں بجلی کا کرنٹ جاری ہوتو اس سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ اس تار کو ہاتھ نہ لگائیں اس لئے کہ جوں ہی تار کو ہاتھ لگائے گا اس کو "تارے" نظر آنے لگیں گے چاہے جس نیت سے ہاتھ لگایا ہو وہ ہر حال میں اپنا کام کرے گا ٹھیک اسی طرح وساوس سے حفاظت کی صورت یہ ہے کہ ادھر بالکل التفات نہ ہو چنانچہ ایک شخص کو نماز کے بارے میں بہت وسوسے آتے تھے اس نے ایک بزرگ سے کہا کہ حضرت! ایسی پریشانی ہے بزرگ نے فرمایا کہ دیکھو! جب نماز پڑھ چکو اور نماز کے بارے میں وسوسے آئیں تو ابلیس سے کہو کہ تم کو ہماری نماز کی بڑی فکر ہے یہ فکر تمہیں مبارک ہو اگر ہماری نماز پوری نہیں ہوئی تو ٹھیک ہے میں نے اپنی نماز مکمل ادا نہیں کی میری نماز نہیں ہوئی تجھے اس سے کیا مطلب! مسلم شریف کی حدیث ہے جب ابن آدم سجدہ کرتا ہے تو شیطان سر پر خاک ڈالتا ہے اور کہتا ہے میرے لئے بربادی ہو ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا یہ سجدہ کر کے مقبول ہوگیا اور میں نے انکار کیا تو میں سجدہ چھوڑ کر مردود ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اس کو سجدہ سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

اور چونکہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے سے نماز میں بھول ہوجاتی ہے اس لئے شریعت نے اس کا علاج بتایا کہ جس نے تمہاری نماز خراب کی اور تم کو تکلیف پہنچائی تم بھی اسے تکلیف پہنچاؤ اور اسے سجدہ سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے مؤمن ایک سجدہ کرتا ہے اسکے بعد دوسرا بھی کرتا ہے اس طرح وہ دو دو سجدے کر کے ابلیس کو دو طمانچے رسید کرتا ہے کہ کم

بخت ! تو نے ہماری نماز خراب کی اور ہمیں غافل کیا تو ہم تیری اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے ۔

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

کہ جس نے ڈھیلا مارا اس کے لئے سخت سزا یہی ہے کہ اس پر پتھر برسائے جائیں، تو یہ سجدے اس کے لئے موت اور مصیبت ثابت ہو جاتے ہیں۔

ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مکانے دارد

فرمایا کہ: ایک دفعہ ایک آدمی ایک بستی میں گیا وہاں اس نے دیکھا کہ ایک نئی بلڈنگ کے سامنے ایک بڑے میاں بیٹھے رو رہے ہیں اس نے پوچھا کہ بھئی تم کون ہو اور یہ رونا کیسا؟ بڑے میاں نے کہا چھوڑو بھئی ! بات جانے دو مت پوچھو! وہ شخص کہنے لگے کہ نہیں کچھ تو کہنا ہی پڑے گا مگر اس نے جواب نہیں دیا پھر اصرار کیا تو جواب دیا کہ میں ابلیس ہوں اس نے کہا اچھا آپ ابلیس ہیں اس کے باوجود آپ رو رہے ہیں؟ آپ تو دنیا کو رلاتے ہیں اس نے کہا ہاں ! بس بات ایسی پیش آئی جس کی وجہ سے میں رو رہا ہوں پھر ابلیس نے کہا کہ دیکھو! اس بلڈنگ والے کی وجہ سے میں رو رہا ہوں یہ بلڈنگ والا میرا شاگرد ہے میں نے اس کو قسما قسم کے داؤ پیچ سکھائے اور دھوکے کی تمام لائنیں بتا دیں یہاں تک کہ وہ بالکل ٹرینڈ ہو گیا میرا پکا چیلہ بن گیا اور کافی دولت کمائی اور اس دولت سے یہ نئی بلڈنگ بنائی اور جب بلڈنگ تیار ہوئی تو اس پر ''ھذا من فضل ربی،، لکھ دیا میرا تو اس میں کوئی نام ہی نہیں، میں نے اس پر ڈھیر ساری محنتیں کیں اور بلڈنگ بنانے کے بعد اس نے بجائے میرا نام لکھنے کہ ''ھذا من فضل ربی،، لکھ دیا۔

باقی یہ مت کرنا کہ جس کسی کے گھر یا بلڈنگ پر ''ھذا من فضل ربی ،، لکھا ہوا ہو تو وہاں یہ فتوی ہی جاری کرو اور وہاں بھی یہ لطیفہ چسپاں کر دو، نہیں! مؤمن سے بدگمانی جائز نہیں

ہے۔

ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مکانے دارد

ہر بات میں کوئی نکتہ ہوتا ہے اور ہر نکتہ کا کوئی موقع ومحل ہوتا ہے۔

علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ کا مقامِ علم

فرمایا کہ: پنجاب کے ایک بزرگ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے مزار پر مراقب ہوئے اور طویل مراقبہ کیا اور مراقبہ کے بعد دار العلوم کے دفتر اہتمام میں آئے حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ نے پوچھا کہ حضرت! مراقبہ میں آپ نے کیا دیکھا؟

ان بزرگ نے فرمایا کہ حضرت علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ نے مراقبہ میں یہ بتلایا کہ عالم برزخ میں آنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ میں علم میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کم نہیں ہوں البتہ سلوک میں وہ مجھ سے کچھ آگے ہیں۔

کیا صاحب قبر سے نفع ہوتا ہے؟

فرمایا کہ: حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! کیا صاحب قبر سے نفع ہوتا ہے؟

فرمایا کہ بتاؤ نفع اٹھانے والا کون ہے؟ اس نے کہا مثلاً میں تو فرمایا تمہیں نفع نہیں ہوگا اس کے لئے اس درجہ کے لوگ ہونے چاہئے جنہیں عالم مکاشفہ سے مناسبت ہو۔

جب ایمان میں معرفت کی آمیزش ہوجائے گی تو اسکی..........

فرمایا کہ: شیخ مہائمی رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ جب ایمان میں معرفت کی آمیزش ہوجائے گی تو اسکی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہوجائیں گے اور قیامت کے دن جنت کی نہروں سے متمتع ہونے کے وقت اسے بتایا جائے گا کہ یہ حکمت کے وہ چشمے تھے جو

تمہاری زبان پر جاری تھے آج اسکی صورت مثالی تمہارے سامنے پیش کر دی گئی ہے اور اسی طرح ہر ہر عمل کی اس کے مثل جزا اُس عالم میں نصیب ہوگی ''جزاء حسنة حسنة مثلها،، جیسا کہ ''جزاء سیئة سیئة مثلها،،

حق تعالی نے جن باتوں سے روکا ہے ان کے..........

فرمایا کہ: حق تعالی نے جن باتوں سے روکا ان کے ذریعوں سے بھی روکا ہے جیسے مثال کے طور پر شریعت اسلام نے ''زنا،، سے منع کیا جب ''زنا،، سے منع کیا ہے تو ''بدنگاہی،، سے بھی شریعت اسلام نے روکا ہے کہ نظر کے نتیجہ میں دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

خدائی نور سے فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ..........

فرمایا کہ: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک عجیب بات لکھی ہے فرمایا کہ رب اکرم نے سورۂ نور میں فرمایا ''قل للمومنین یغضوا من ابصارهم ،، آپ مؤمنین سے فرمادیں کہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں اور اسکے بعد عورتوں کو مستقل الگ حکم دیا ہے پھر دوسرے رکوع میں حق تعالی فرماتے ہیں ''الله نور السموات والارض ،، اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کے نور ہیں جس میں ادھر اشارہ ہے کہ خدائی نور سے فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے دنیا میں اپنی نگاہوں کو معصیت کی آلودگیوں سے اور گناہ کی تاریکیوں سے بے نور نہیں کیا ہوگا جس نے اپنی نگاہ کو پاک رکھا حق تعالی اسے اپنے انوار سے بہرہ ورفرمائیں گے۔

یہ آنکھیں توحید کا درس دیتی ہیں

فرمایا کہ: یہ آنکھیں توحید کا درس دیتی ہیں بقول میرے حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ فرمایا کہ آنکھیں دو ہیں مگر جب اٹھتی ہیں تو ایک شئی کی طرف اٹھتی ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ

کتاب کا مطالعہ کرتے وقت ایک آنکھ سے تو اس صفحہ پر دیکھیں اور دوسری آنکھ سے دوسرے صفحہ پر دیکھیں اگر ایسی شکل ہوتی تو ہم جیسے راتوں میں وعظ کے لئے جانے والوں اور صبح درس دینے والوں کے لئے تو بڑی سہولت ہوجاتی کہ ایک آنکھ سے حاشیہ دیکھتے اور دوسری آنکھ سے متن دیکھتے مگر یہ آنکھیں تو ایک ہی شئی کی طرف اٹھتی ہیں معلوم ہوا کہ دو آنکھیں ہیں مگر حق تعالی نے ان کا رخ توحید کی طرف فرمایا ہے معلوم ہوا کہ نگاہ وہی ہے جس کے اندر توحیدی شان ہو اور جو وحدت مطلوب کی قائل ہو یعنی ایک شئی کی طرف جاتی ہو۔

طہارت کا نظام آنکھوں کے اندر ہی موجود ہے اس لئے..........

فرمایا کہ: فقہاء لکھتے ہیں کہ آنکھ کے اندرونی حصہ میں نہ غسل جنابت میں پانی پہنچانا ضروری نہ وضو میں پانی پہنچانا ضروری اس لئے کہ رب اکرم نے اس کے اندر خود پانی رکھا ہے گویا طہارت کا نظام اس کے اندر ہی موجود ہے لہذا نہ وضو کے اندر آنکھ میں پانی پہنچانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی غسل کے اندر آنکھ میں پانی پہنچانے کی ضرورت ہے۔

لوح محفوظ کا نمونہ تو خود تمہارے اندر موجود ہے

فرمایا کہ: پنڈت دیانند سرسوتی نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے ایک اشکال کیا کہ آپ کی شریعت میں یہ بتایا گیا ہے اور آپ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کائنات میں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا وہ سب لوح محفوظ میں ''محفوظ،، ہے تو یہ کروڑوں بلکہ اربوں کھربوں افراد کے احوال اور اقوال وافعال اس میں کیسے محفوظ ہیں؟ تو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے عجیب جواب دیا پنڈت جی سے پوچھا کہ پنڈت جی! یہ بتائیے کہ آپ کب پیدا ہوئے؟ کہاں پیدا ہوئے؟ اور آپ کا نام کیا ہے؟ اور تاریخی نام کیا ہے اور فلاں کیا ہے؟ اور آپ نے فارسی سنسکرت اور ہندی کہاں پڑھی؟ مختلف

سوالات کرتے رہے اسکے بعد کہا کہ کل معلومات آپ کی اتنی ہی ہیں؟ پنڈت جی ہنسے اور کہنے لگے کہ یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے ہنڈیا میں سے آپ ذرا سا کچھ نکال لیں یہ جو میں نے بتایا یہ تو برائے نام ہے میری معلومات تو بہت زیادہ ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہر فن اور زبان سے متعلق آپ کی معلومات کافی ہوں گی؟ پنڈت نے کہا کہ ہاں! اس پر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے پوچھا کہ پنڈت جی! یہ بتائیے کہ یہ واقعات، حالات اور ساری معلومات کہاں محفوظ ہیں؟ اس نے کہا میرے دماغ میں محفوظ ہیں، حضرت نے فرمایا کہ بس! جب آپ کے اتنے سے دماغ کے اندر ہزاروں واقعات اور باتیں موجود ہیں، تو اگر حضرت حق کے لوح محفوظ میں ''ما کان وما یکون،، سب کچھ لکھا ہوا ہو تو کون سے تعجب کی بات ہے؟ لوح محفوظ کا نمونہ تو خود تمہارے اندر موجود ہے اور حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا علم اسی شان کا تھا کہ جن مسائل کے لئے رازی وغزالی کو دلائل کی ضرورت پڑتی ان مسائل کو انہوں نے مشاہد فرمادیا اور معنویات کو محسوسات سے سمجھا دیا۔

ثبوتِ جہنم

فرمایا کہ: حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ جہنم کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ انسانی بدن میں جہاں دل و دماغ، آنکھ ناک، ہاتھ پیر ضروری ہیں وہیں آنتیں بھی ضروری ہیں جن میں فضلہ رہتا ہے اگر آنتوں کے اندر فضلہ باقی نہ رہے تو آدمی نڈھال ہوجاتا ہے جیسے آدمی کو ''دست،، آنا شروع ہوتے ہیں تو جہاں دس پندرہ دست آگئے کہ آدمی ''بے دست و پا،، ہوجاتا ہے بلکہ وہ ''دست و پابستہ،، ہوجاتا ہے حالت اس کی غیر ہوجاتی ہے اور اگر کسی کے اندر سے آنتیں نکال لی جائیں تو یہ اسکے جسم کا نقص اور عیب سمجھا جائے گا بلکہ وہ زندہ ہی نہ رہ سکے گا جسم کا کمال یہ ہے کہ ہر عضو اپنے مقام پر موجود

ہو جیسے مکان کا کمال یہ ہے کہ جہاں اس میں مہمان خانہ ہو وہیں غسل خانہ اور بیت الخلاء بھی موجود ہو جب یہ حقیقت ہے تو اب سمجھو کہ ساری کائنات بہ منزلہ ایک بدن کے ہے یہ ساری کائنات چودہ منزلہ بلڈنگ ہے اور اس کی آنتیں درحقیقت جہنم ہے اور جہنم کا فضلہ یہ کفار و مشرکین ہیں تو اگر کسی بدن میں آنتیں ہی نہ ہو یا ان میں فضلہ نہ ہو تو یہ اس بدن کا نقص سمجھا جائے گا ٹھیک اسی طرح اس کائنات کے بدن میں جہنم کی آنتیں نہ ہوں تو یہ اس کائنات کا نقص شمار ہوگا۔

دل کی مثال سڑک کی سی ہے

فرمایا کہ: عارفین نے لکھا ہے کہ دل کی مثال سڑک کی سی ہے جیسے سڑک پر سے بادشاہ بھی گذرتا ہے بھنگی بھی گذرتا ہے اسی طرح دل میں خیالات رحمانی کا گذر بھی ہوتا ہے اور خطرات شیطانی کا بھی دونوں ہی چیزیں اس میں آتی جاتی رہتی ہیں۔

لیلۃ التعریس والی سنت ادا ہوگئی

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پاکستان میں رہتے تھے ایک روز نماز فوت ہوئی تو حضرت کے پاس پہنچے کہ حضرت! بہت بے چینی ہے اس سفر میں نماز فوت ہوگئی، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''لیلۃ التعریس،، والی سنت ادا ہوگئی جس میں نبی کریم ﷺ کی نماز فجر فوت ہوئی تھی مگر ہم لوگ اس کو اپنے آپ پر قیاس نہ کریں، اس لئے کہ پیغمبر کی ہر حالت میں لوگوں کے لئے سبق ہوتے ہیں، امت کے کروڑوں انسانوں کے لئے قضا نماز کے احکام سامنے آئے اس لئے آپ کی فجر کی نماز فوت ہوئی ورنہ کوئی ایسا کام جو شان نبوت کے خلاف ہو وہ پیغمبر پر نہیں گذارا جاتا کہ معاذ اللہ! وہ چوری کرے اور ہاتھ کٹے، معاذ اللہ! زنا کرے اور کوڑے پڑیں، اور یہ جو شکل پیش آئی اس میں قضا نمازوں کے احکام سامنے لانے تھے، حضرت

تھانوی رحمہ اللہ نے تسلی کے لئے یہ بات کہی کہ چلو! لیلۃ التعریس کی سنت ادا ہوئی، اس کے بعد تھوڑی دیر گذری پھر حاضر ہوئے اور کہا کہ طبیعت بہت بے چین ہے اور بہت بے قراری ہے بس! جی چاہتا ہے کہ روؤں! نہ معلوم وہ کونسی ایسی گھڑی تھی حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اچھی بات ہے رویا کرو! اس جملہ کے فرمانے کے بعد تمام عمر روتے ہی رہے اور خاص طور سے فرض نمازوں کے بعد تو بے ساختہ روتے اور بعض دفعہ چیخ بھی نکل جاتی تھی۔

تو بگوشِ گل چہ سخن گفتی کہ خنداں است

بہ عندلیب چہ فرمودئی کہ نالاں است

اے پروردگار! آپ نے پھول کے کان میں کیا فرمادیا کہ وہ ہمیشہ ہنستا ہی رہتا ہے اور عندلیب کے کان میں آپ نے کیا فرمادیا کہ اس پر گریہ ہی طاری رہتا ہے، وہاں یعنی پھول میں عشق ''بصورت ناز،، ہے اور یہاں یعنی بلبل میں عشق ''بصورت نیاز،، ہے۔

اے ابن آدم! تمہارا قلب ہماری منزل اور تجلی گاہ ہے

فرمایا کہ: امام رازی رحمہ اللہ نے عجیب بات لکھی ہے اور یہ بس ان ہی کا حق تھا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی بنی آدم کی ناانصافی کا شکوہ کر رہے ہیں کہ اے آدم کی اولاد! تم نے ہمارے ساتھ انصاف کا معاملہ نہیں کیا! بنی آدم کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ مولی! وہ کون سا معاملہ ہے جس میں ہماری طرف سے ناانصافی ہوئی؟ تو فرمایا اے بنی آدم! دیکھو تمہارا ہمیشہ کے لئے ٹھہرنے اور بسنے کا مقام جنت ہے کہ مؤمنین صالحین ہمیشہ جنت میں رہیں گے، تو جنت میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اور ابلیس تمہارا دشمن ہے جو اوپر کے عالم یعنی آسمانوں میں رہتا تھا، ہم نے تمہیں جنت میں بسانے سے پہلے ہی تمہارے دشمن سے تمہارے ٹھکانے (جنت) کو خالی کر دیا، اور ابلیس کو عالم بالا سے نیچے

بھیج دیا کہ دنیا میں جاؤ، یہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے، تمہارے دشمن سے ہم نے تمہاری منزل کو خالی کر دیا اور اے بنی آدم! تمہارا قلب ہماری منزل اور تجلی گاہ ہے جب تمہارا قلب ہماری تجلی گاہ ہے تو اب بڑی ناانصافی ہوگی کہ ہماری تجلی گاہ کو تم اپنے دشمن سے اور ہمارے دشمن سے خالی نہ کرو اور اس سے قلبی تعلق پیدا کرو تو گویا حق تعالی بنی آدم سے فرما رہے ہیں کہ تمہیں بھی چاہئے کہ ابلیس کے اثرات سے اپنے قلب کو محفوظ رکھو اور اس کو اس سے دور رکھو۔

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حق تعالی انسانی قلب کو ابلیس اور نفس کے اثرات سے خود کیوں نہیں پاک کر دیتے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالی مہمان ہیں اور حضرت انسان میزبان ہے اور قلب مہمان خانہ ہے اور مہمان خانہ کی صفائی میزبان کے ذمہ ہے مہمان کے ذمہ نہیں ورنہ حق تعالی تو قادر مطلق ہیں ان کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔

یہ ''للذکر مثل حظ الانثیین،، کی............

فرمایا کہ: حضرت حواؑ نے اپنے لئے دو دانے رکھے اور ایک دانہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے رکھا تو اسکی سزا اس عالم میں یہ ہوئی کہ وراثت میں مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ دیا گیا یہ ''للذکر مثل حظ الانثیین،، کی وجہ ہوئی۔

اور حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ماں حوا کو جب حیض آیا تو حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام نے حق تعالی سے پوچھا تو فرمایا گیا کہ اللہ تعالی نے بنات آدم پر ایک بات لکھ دی ہے کہ انہیں حیض آتا رہے گا اور اسکی حکمت یہ لکھی ہے کہ جنت کے اس دانہ کو جب توڑا تھا تو اس سے دودھ نکلا تھا گویا حکم الٰہی کا خون کیا اسکی سزا میں بنات آدم کے لئے حیض کی شکل وجود میں آئی، حضرت حواؑ رونے

لگیں تو حق تعالی کی طرف سے بتایا گیا کہ رونا دھونا بھی ان کے لئے لگا ہوا ہے، اس لئے عورتیں کثرت سے روتی ہیں، ان کو تأثر بہت زیادہ ہوتا ہے یہ اللہ تعالی کا ایک خاص حکیمانہ نظام ہے۔

حق تعالی شانہ نے ایک لفٹ کا نظم کیا ہے اور وہ.........

فرمایا کہ: شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہنم یہیں (دنیا میں) قائم ہوگی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے اور جنت آسمانوں کے اوپر ہے تو جنت اتنے اوپر ہوگی اور جہنم یہاں نیچے قائم ہوگی کمزور آدمی اوپر جائے گا کیسے؟ تو حق تعالی شانہ نے ایک لفٹ کا نظم کیا ہے اور وہ ''حبل اللہ المتین قرآن کریم،، ہے، تو اس عالم سے لفٹ اتار کر اس عالم میں بھیج دی گئی ہے جس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا ''فقد استمسک بالعروۃ الوثقی،، تحقیق کہ اس نے مضبوط کڑا پکڑ لیا، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لفٹ کمزور ہوتی ہے مثلاً راندیر میں ایک دفعہ تاپتی ندی میں بہت بڑا سیلاب آیا جس سے گھروں میں گلیوں میں پانی پانی ہوگیا، کشتیاں چل رہی تھیں، تو ایک کوٹھی پر کچھ لوگ رُکے ہوئے تھے اور وہ بھوکے بھی تھے، ان کے لئے کھانا پانی ہیلی کاپٹر کے ذریعہ ڈالتے تھے اور ساتھ ساتھ نکالنے کی کوشش بھی کرتے تھے، تو ایک ہیلی کاپٹر نے ایک مقام پر نیچے کوٹھی پر رسہ چھوڑا اور منشا یہ تھا کہ کوٹھی پر جتنے لوگ ہیں وہ سب باری باری چڑھ جائیں اب وہ سب گھبرائے ہوئے تھے بری طرح سے اس رسہ سے چمٹ گئے تو ہیلی کاپٹر والوں کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ہیلی کاپٹر خود ہی نیچے نہ چلا آئے اور ڈوب نہ جائے، تو کبھی طغیانی کی شکل ہوتی ہے جیسے ڈوبنے والا ہوتا ہے اس کو آپ نکالنا چاہیں تو دور دور سے ہاتھ پیر ماریں گے، کہیں قریب ہوگئے تو اس صورت میں تو پریشانی میں چمٹ جائے گا اور کہے گا ؎

ہم تو ڈوبے ہیں صنم
تم کو بھی لے ڈوبیں گے

تو یہی شکل ہیلی کا پٹر میں بھی ہونے کا امکان تھا، تو ہیلی کا پٹر والوں نے اس رسہ ہی کو اوپر سے کاٹ دیا تا کہ ہیلی کا پٹر وزن کے بڑھ جانے سے نیچے نہ آ جائے، دنیوی رسی میں تو انقطاع ہو سکتا ہے اور خطرہ لاحق ہو سکتا ہے مگر اس عالم سے اللہ تعالی نے جو رسی بھیجی ہے اس کے کٹنے کا سوال نہیں ہے، ہاں! بندے سے چھوٹنے کا امکان ہے، بندے کی گرفت اور پکڑ کمزور ہو تو الگ بات ہے۔

مدارس کے نصابِ تعلیم میں ان کتابوں کی بھی ضرورت ہے

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مدارس میں جہاں ''کنز الدقائق،، ''شرح وقایہ،، ''ہدایہ،، اور ''حسامی،، پڑھائی جاتی ہیں وہیں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی ''عوارف المعارف،، امام غزالی رحمہ اللہ کی ''احیاء العلوم،، اور صاحب قشیریہ کی ''قشیریہ،، کی بھی ضرورت ہے یعنی جو کتابیں فقہ باطن سے تعلق رکھتی ہیں ان کی بھی تعلیم ہونی چاہئے، فقہ باطن بھی فرض ہے مگر اب دور ایسا آ گیا ہے کہ ان چیزوں کی طرف اعتناء ہی نہیں ہے بلکہ انکار کی شکل پیدا ہو گئی ہے۔

اللهم لا تجعل لفاجر عندی نعمة اُكافيه.........

فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ! کسی ''فاجر،، کا احسان کبھی مجھ پر نہ رہے ''فاجر،، کا لفظ ذکر فرمایا، کا......کا معاملہ تو اور زیادہ آگے بڑھ جاتا ہے ''اللھم لا تجعل لفاجر عندی نعمة اُكافيه بها فی الدنيا والآخرة،، اے اللہ! کسی بدکار کا احسان مجھ پر نہ کیجئے کہ مجھ کو دنیا اور آخرت میں اس کا بدلہ دینا پڑے۔

فلاح کی حقیقت کسی خفی اور پوشیدہ شئی کو کھولنا ہے

فرمایا کہ: ''قد افلح من زکها،، جس نے نفس کو صاف کیا اور اس کا تزکیہ کیا وہ فلاح یاب ہوا فلاح کا لفظ ذکر کیا اور فلاح کی حقیقت کسی خفی اور پوشیدہ شئی کو کھولنا ہے چنانچہ کسان

کوفلاّح کہتے ہیں کہ وہ بھی زمین کو پھاڑتا کھولتا ہے جس سے اندر کی چیزیں برآمد ہوتی ہیں عربی میں ''رجل افلح،، اس شخص کو کہتے ہیں جس کا نچلا ہونٹ کھلا ہوا ہو گویا کسی خاص محنت کے بعد کھل کر جو آثار سامنے آتے ہیں وہ ہے فلاح اسی لئے مؤمنین متقین کو''مفلحون،، کہا گیا کہ انہوں نے اس دنیا میں جتنے اعمال بند کردیئے تھے وہ کل قیامت میں کھلیں گے۔

جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے

فرمایا کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ایک بڑی عجیب مثال دی فرمایا کہ دیکھو ٹیپ ریکارڈ میں تین درجات ہیں

ایک تو یہ کہ مثلاً میں جو کچھ بولتا ہوں وہ اس میں محفوظ ہو رہا ہے میرا بولنا یہ صدور ہے۔

اوراس کے بعد اس میں منجمد ہوتا ہے اور ٹھہرتا ہے یہ محفوظیت کا درجہ ہے۔

اور پھر یہ گھر جا کر اس کا کان اینٹھیں گے یا بٹن دبائیں گے تو وہ چیخنا چلانا شروع کرے گا وہ ظہور کا درجہ ہے۔

تو پہلے خارج اور صادر ہونا ہے اس کے بعد موجود ہونا ہے اور اس کے بعد ظاہر ہونا ہے اسی طرح انسان سے اس دنیا میں جتنے خیر وشر کے اعمال صادر ہوتے ہیں وہ سب نامۂ اعمال کے ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ ہو رہے ہیں اور پھر جب انسان برزخ میں پہنچے گا تو وہ جس شان کے ساتھ محفوظ ہوئے تھے اسی شان کے ساتھ ظاہر ہوں گے۔

یہاں اگر آدمی ہنستا ہے تو ٹیپ میں ہنسنے کی آواز محفوظ ہوتی ہے روتا ہے تو ٹیپ میں وہی آواز ہوتی ہے وہ دھیمے بولتا ہے تو ٹیپ میں وہی آواز اور زور سے بولتا ہے تو ٹیپ میں وہی کیفیت، اس سے تمثیل اعمال کے مسئلے پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اس عالم میں جیسا کچھ کیا جائے گا اُس عالم میں اس کے آثار ویسے ہی ظاہر ہوں گے۔

جولوگ مؤمنین متقین ہیں وہ حقیقۃً یہاں تخم ڈالتے ہیں اوراس دانہ کے اثرات کواُس عالم میں پائیں گے یہاں اعمال کرلئے اب ان کے آثار اُس عالم میں پائیں گے۔

میرے حکیم الاسلام رحمہ اللہ اسکی ایک اور مثال دیتے تھے وہ فرماتے تھے کہ بعض ایسی گولیاں ملتی ہیں جن میں پھولنے کی خاصیت ہوتی ہے ان میں خاص قسم کے مادے ہوتے ہیں، بچے انہیں پانی میں ڈال دیتے ہیں تھوڑی دیر بعد ان میں سے بعض موٹر بن جاتی ہے بعض سے مکان بن جاتا ہے الغرض ان سے مختلف شکلیں بنتی ہیں تو وہ جو شکلیں پھول پھول کر تیار ہورہی ہیں وہ اسی گولی میں موجود استعداد کا ظہور ہورہا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ جو عمل ہم یہاں کرتے ہیں جب اس پر برزخ کا پانی پڑے گا تو وہ اپنی شکلیں اختیار کریں گے جس شان کا عمل ہوگا اسی شان کے آثار وہاں ظاہر ہوں گے۔

گناہ کی خاصیت حرارت اور گرمی ہے

فرمایا کہ: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اور دیگر علماء نے لکھا ہے کہ گناہ کی خاصیت حرارت اور گرمی ہے اور نیکی کی خاصیت برودت اور ٹھنڈک ہے اسی لئے امام نسائی رحمہ اللہ کا رخ تو یہ ہے کہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا مندوب مستحب اور پسندیدہ ہے اور خود حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی ’’اللھم اغسل خطایای بالماء والثلج والبرد، اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی سے برف سے اور اولے سے دھو دیجئے۔

اگر آپ یہ کہیں کہ گرم پانی سے صفائی اچھی ہوتی ہے اور یہاں ٹھنڈے پانی سے دھونے کو کہہ رہے ہیں تو اس کا منشاء یہ ہے کہ اے اللہ! ہمارے گناہوں کو جہنم کے گرم پانی سے نہ دھوئیں بلکہ آب رحمت سے دھوئیں اس لئے کہ گناہوں کے معاف ہونے اور دھلنے کے لئے آب رحمت ہی کی ضرورت ہے گویا ٹھنڈک عبارت ہے رحمت سے اس سے یہ بھی

نکل آیا کہ آپ اول وہلہ میں جنت بھیج دیجئے تا کہ گناہوں کی صفائی کے لئے جہنم کے ماء حیم کی ضرورت نہ ہو بہر حال گناہوں کی خاصیت گرمی ہے جو اندر جمع ہو رہی ہے لیکن اس عالم میں اس کا ظہور نہیں ہوتا مرنے کے بعد اس کا ظہور ہوگا اگر انسان نے گناہ کر کر کے اندر گرمی جمع کر لی ہے تو یہی گرمی جہنم کی آگ کی شکل اختیار کر لے گی اور عذاب کی صورتوں میں ظاہر ہوگی اور اگر اندر نیکیوں کی ٹھنڈک جمع کر لی ہے تو اس کا ظہور بھی موت کے بعد ہوگا اور اس کے نتیجہ میں ''برد عیش،، اور ''لذت نظر الی وجہ اللہ سبحانہ وتعالی،، کی صورتیں سامنے آئیں گی۔

قرآن کریم میں جس عمل کے ساتھ فلاح کا........

فرمایا کہ: حق تعالی شانہ نے کئی قسمیں کھا کر تزکیہ کی طرف توجہ دلائی فرمایا ''قد افلح من زکھا،، فلاح یاب ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو سنوار لیا اس پر ارباب تفسیر لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں جس عمل کے ساتھ فلاح کا لفظ ہے وہ تزکیۂ نفس کا باعث بنے گا مثلاً ''توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون،، معلوم ہوا کہ توبہ پر فلاح مرتب ہو رہی ہے لہذا یہ تزکیۂ نفس کا باعث ہوگی اور فرمایا 'قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون، ، معلوم ہوا کہ نماز کا خشوع تزکیہ کا باعث بنے گا الغرض قرآن کریم میں جتنے اعمال کے ساتھ فلاح کا لفظ ہے ان سب میں نفس کی اصلاح کا سامان ہے۔

ہم نے مراقبہ بلی سے سیکھا

فرمایا کہ: ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے مراقبہ کس سے سیکھا؟ تو فرمایا'' بلی،، سے، پوچھا کیسے؟ فرمایا جب وہ اپنے مقصد کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو مکمل طور پر یکسو ہو جاتی ہے کان تک کو حرکت نہیں دیتی اس لئے کہ اسکے پیش نظر ایک مقصود ہے اسے

حاصل کرنا ہے۔
چنانچہ صوفیہ بھی حق تعالی کی عظیم ذات کی عنایات حاصل کرنے کے لئے سب سے یکسو ہوکرآنکھیں بند کر کے بیٹھتے ہیں۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

یعنی وہ اس لئے آنکھیں بند کررہے ہیں کہ اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہو۔ مراقبہ کی حقیقت دھیان رکھنا ہے اس بات کا کہ نفس کیا گڑبڑ کر رہا ہے، جب یہ مراقبہ کریں گے تو پتہ چلے گا کہ ہاں! یہ نفس کہاں کہاں غلط چال چل رہا ہے کیا ناس مار رہا ہے اور کیا گڑبڑی کر رہا ہے؟

اصلاح نفس کے سلسلہ میں دو مکاتب فکر ہیں

فرمایا کہ: اصلاح نفس کے سلسلہ میں دو مکاتب فکر ہیں پہلا حضرات چشتیہ کا اور دوسرا حضرات نقشبندیہ کا چشتیہ کے یہاں پہلے تخلیہ پھر تحلیہ ہے یعنی اولاً نفس کو رذائل سے پاک کیا جائے پھر اس کو ذکر و اذکار اور دیگر عبادات کے ذریعہ اخلاق فاضلہ سے آراستہ کیا جائے جیسا کہ اطباء اور حکماء کا خیال ہے کہ جب تک امراض دور ہوکر اصل صحت حاصل نہ ہوگی وہاں تک مقویات نافع نہیں ہوسکتیں۔
اسکے برخلاف حضرات نقشبندیہ کا نظریہ یہ ہے کہ ابتدا ہی سے ذکر و اذکار اور اوراد و وظائف، مراقبات وغیرہ کی کثرت کرائی جائے، جس سے روحانی قوت حاصل ہوکر امراض خود بخود دفع ہوجائیں گے جیسا کہ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ امراض ضعف ہی کی بنیاد پر آتے ہیں جہاں قوت آجائے گی امراض قوت دافعہ مضبوط ہونے کی وجہ سے خود ہی دور ہوجائیں گے۔

چونکہ خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمہ اللہ کو سابقہ ''قوم ترک،، سے تھا اور ''ترک،، بہت زیادہ مضبوط ہوتے ہیں اس لئے یہ حضرات اس بات کے قائل ہوئے کہ ذکر و مراقبہ کی اتنی کثرت ہو اتنی کثرت ہو کہ جو رذائل اور روحانی امراض ہیں وہ خود بہ خود دور ہونا شروع ہو جائیں۔

اور حضرات چشتیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کے بدن پر نجاست لگی ہو کپڑوں میں گندگی اور بدبو ہو تو اس کا پہلا کام یہ ہے کہ غسل کرے اس کے بعد صاف شفاف کپڑے پہنے اور پھر عطر لگائے اگر بدن میں اور کپڑوں میں گندگی ہو اور عطر لگائے تو وہ گندگی عطر کو بھی لے ڈوبے گی تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کے دل میں تکبر بھرا پڑا ہو اور تکبر کے ساتھ اس کو کچھ تسبیح نفل وغیرہ پڑھنے کے لئے کہہ دیا جائے تو اس کے تکبر میں اور اضافہ ہو جائے گا وہ تو پہلے ہی اپنے آپ کو جنت کا ٹھیکے دار سمجھتا تھا اب وہ دوسروں کو اور زیادہ حقیر سمجھے گا، یہی وہ رمز تھا جس کی وجہ سے برسوں انہوں نے کہیں ڈھیلے اٹھوائے کہیں جانور چروائے کسی کو کچھ کسی کو کچھ مختلف مجاہدات کرائے تا کی ''انا،، کا خناس نکل جائے اور تذلل اور عجز و انکسار پیدا ہو جائے اور اس کے بعد تھوڑا سا ذکر بتا دیا جائے تو باطن چمک اٹھے گا اور محنت کرنے والوں نے تو ایسی محنتیں اور مجاہدے کئے ہیں کہ سن کر تحیر ہو جاتا ہے۔

ہمارا سلوک ''شاہی سلوک،، ہے

فرمایا کہ: اب طبیعتیں کمزور ہیں اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ صحت بھی ٹھیک رہے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ''مزدور خوش دل کند کار بیش،، جو مزدور خوش ہوگا وہ کام زیادہ کرے گا اور فرماتے تھے کہ اچھا کھانا کھاؤ اچھا پہنو مگر معصیت کے پاس مت جاؤ اور حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہمارا سلوک ''شاہی سلوک،، ہے شاہی سلوک کا مطلب یہ ہے کہ آپ حلال اور جائز طریقہ سے اچھی غذا

کھاؤ اچھے کپڑے پہنو مگر معصیت کے پاس نہ جاؤ اور ذکر کا اہتمام کرو۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک دہریہ کو مسکت جواب

فرمایا کہ: ایک دہریہ کہتا تھا کہ آدمی جو چاہے کر سکتا ہے بندہ اپنے افعال کا خالق ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا کہ ''با،، کو بغیر ہونٹ ملائے ادا کرو تب تمہیں جانیں یعنی ''با،، کو اسکے مخرج سے ہٹ کر ادا کرو تب ہم مانیں گے کہ تمہیں خلق پر قدرت ہے اور ظاہر بات ہے کہ یہ اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

دل دیا ہے اس نے تخم عشق بونے کے لئے

فرمایا کہ: انسان میں دو چیزیں ہیں ایک ہے روح دوسرے ہے بدن روح کے اخیر میں ''حا،، ہے اور بدن کے شروع میں ''با،، ہے ''حا،، اور ''با،، کو ملا دو تو ''حب،، بن جاتا ہے جب کے معنی محبت کے ہیں تو گویا محبت روح اور بدن دونوں کو نثار کرنے کا تقاضا کرتی ہے جب تک محبوب پر دونوں کو نثار نہیں کر دیا جائے گا محبت مکمل نہیں ہوگی اور اس میں بھی درجۂ کمال حاصل کرنا تو دشوار ہی ہے مگر ''مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ،، کے تحت جو درجہ بھی حاصل ہو جاوے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

اور دانہ کو عربی میں ''حبة،، کہتے ہیں اور محبت کا نام محبت رکھنے میں ادھر اشارہ ہے کہ محبت بھی ایک دانہ ہے فرق اتنا ہے کہ دنیا کے دانے ظاہر کی زمین میں بوئے جاتے ہیں جن سے پودے اور درخت اگتے ہیں پھل پھول لگتے ہیں اور محبت کا دانہ دل کی زمین میں بویا جاتا ہے اور جب یہ دل کی زمین میں ڈال دیا جاتا ہے تو اس سے ایمان کا درخت اگتا ہے اور اعمال واخلاق کے پھل پھول لگتے ہیں۔

اور دل تو اللہ تعالی نے دیا ہی اس لئے ہے کہ اس میں محبت کا بیج بویا جائے چنانچہ کسی شاعر نے بڑی پتہ کی بات کہی ہے شاعر بڑا حکیم معلوم ہوتا ہے ؂

دل دیا ہے اس نے تخم عشق بونے کے لئے
آنکھ دی ہے اس نے ساری عمر رونے کے لئے

دانہ ڈالنے کے بعد پانی دینا بھی ضروری ہے اگر اس کو پانی نہ دیا جائے تو ظاہر ہے کہ دانہ سوخت ہو جائے گا دانہ ڈالنے کے بعد اوپر سے بارش ہو یہ زیادہ مفید ہے اسی لئے ایگری کلچر ڈپارٹمنٹ کے لوگوں کا کہنا ہے کہ جو پانی اوپر سے فطری اور نیچرل انداز سے آتا ہے وہ زیادہ نافع ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ پاشی کے ذرائع میں بارش سب سے زیادہ مفید و نافع ثابت ہوتی ہے چنانچہ آج کل بعض ملکوں میں حکومتی پیمانہ پر بھی پانی اوپر سے چھڑکا جاتا ہے جو بہت مفید ثابت ہوا ہے یہاں انسان میں بھی قدرت کا نظام ہے کہ دل نیچے رکھا اور آنکھیں اوپر رکھیں تاکہ آپ دل کی زمین میں عشق و محبت کا بیج بودیں اور اوپر سے آنکھوں کے ذریعہ آنسوؤں کا پانی برسائیں تاکہ دل کی زمین میں جو تخم عشق و محبت ہے وہ پروان چڑھنا شروع ہو اور اس کے آثار ظاہر ہوں جس کو شاعر نے دوسرے مصرع میں ذکر کیا ہے ؎

دل دیا ہے اس نے تخم عشق بونے کے لئے
آنکھ دی ہے اس نے ساری عمر رونے کے لئے

شیخ مربی ہوتا ہے اور مرید مربیٰ ہوتا ہے

فرمایا کہ: شیخ مربی ہوتا ہے اور مرید مربیٰ ہوتا ہے اسکی مثال کتابوں میں یوں دی ہے کہ جب آنولہ کا مربی بنتا ہے تو پہلے اس کو دھوتے ہیں پھر اس کو آگ پر ابالتے ہیں پھر اس میں سوراخ کرتے ہیں سوراخ کرنے کے بعد اسے شیرہ میں ڈالتے ہیں تاکہ شیرہ کی حلاوت اسکے اندر پیوست ہو جائے چنانچہ وہ پھر پھول کر موٹا ہو جاتا ہے ان ساری مشقتوں اور مجاہدوں کے بعد وہ اس لائق ہوتا ہے کہ اسکے ذریعہ لوگوں کے اور سلاطین

تک کے قلوب کو تقویت پہنچتی ہے وہ مقوی قلب بن جاتا ہے، حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ شیخ مربی ہوتا ہے مرید مربی ہوتا ہے اور مربی کا مطلب یہ ہے کہ اسکی صفائی ہو چنانچہ شیخ اسے ڈانٹتا بھی ہے اس پر بگڑتا بھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں سوراخ کئے جاتے ہیں اور ان تنبیہات کے ذریعہ اس کے اندر رفتہ رفتہ معرفت، دینی بصیرت اور محبت الٰہی کا شیرہ پہنچایا جاتا ہے جس سے اسکے اندر ایک قسم کی حلاوت پیدا ہوتی رہتی ہے اور ایک مدت کے بعد وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ دوسروں کے قلب کی اصلاح اس سے وابستہ ہو تو جیسے وہاں پر آنولہ اگر ان مشقتوں کو برداشت نہ کرتا تو اس کو وہ درجہ حاصل نہ ہوتا اسی طرح یہاں اگر آدمی مشقت کو برداشت نہ کرے تو اس کو وہ درجہ حاصل نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شیخ میسر نہ ہو تو آدمی اپنے لئے..........

فرمایا کہ: اگر کسی کو مربی اور شیخ نہ ملے تو اس کے لئے دوسرا طریقہ امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ پھر آدمی اپنے لئے کسی مخلص دوست کا انتخاب کرے مگر دوست بھی وہ نہیں جو اس کو صرف پکنک میں مشغول رکھے، گھومنے لے جائے وقت ضائع کرے نہیں، بلکہ مخلص، سمجھ دار، دین دار دوست ہو اس سے یہ کہے کہ دیکھو مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کو منہ دکھانا ہے اور اصلاح کے ساتھ جائیں یہ ہمارے حق میں بہتر ہوگا تو آپ مجھ میں جو کمزوریاں دیکھیں وہ اخلاص کے ساتھ مجھے بتلائیں کہ بھئی آپ کے اندر یہ کمزوری ہے یہ عیب ہے اور صرف اس خیال سے نہ رکیں کہ مجھے برا معلوم ہوگا میں بھی اس طرح آپ کو مطلع کرتا رہوں گا اور اس طرح ہم کوشش کر کے اپنے نفس کی ان کمزوریوں کو دور کریں گے۔

اگر شیخ اور مخلص دوست میسر نہ ہوتو..........

لیکن اگر کسی شخص کو اس قسم کا دوست میسر نہ آیا اور نہ شیخ کامل مل سکا، تو پھر اسکے لئے تیسری شکل یہ ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے اپنی اصلاح کرائے، اور دشمنوں سے اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے دوستوں کی نظر تو آپ کے عیوب پر کم جائیں گی مگر دشمن تو صرف آپ کے عیوب ہی دیکھے گا اگر آپ میں نوے خوبیاں ہیں اور دس خرابیاں ہیں تو وہ دس خرابیوں کو پھیلانے کی کوشش کرے گا، تو دشمنوں کی زبانی جو بات معلوم ہو اس کو سوچے اگر وہ واقعی عیب ہے تو اسکے دور کرنے کی کوشش کرے اس طرح دشمن بھی مصلح ہوسکتا ہے۔

جیسے ایک طالب علم ایک بزرگ کے پاس رہے انہوں نے علم سکھایا تربیت کی، اسکے بعد جب جانے لگے تو وہ رونے لگے شیخ نے پوچھا کہ بھئی! روتے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا میں آپ کے پاس تھا تو آپ میرے اخلاق واعمال کی نگرانی فرماتے تھے اور مجھے بڑا اطمینان تھا اب میں جارہا ہوں تو وہاں کون ہوگا جو مجھ پر نظر رکھے گا؟ فرمایا اگر تمہیں اس بات کا غم ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے قوم اور ملت میں بہت سے لوگ تنقیدی مزاج کے ہوتے ہیں یہاں تو میں تنہا آپ کو ٹوکتا تھا مگر لوگوں میں جا کر آپ کام کریں گے تو وہ آپ کی ایک ایک بات پر نظر رکھیں گے کہ ان کا رکوع ٹھیک ہے یا نہیں؟ ان کا سجدہ صحیح ہے یا نہیں؟ فلاں عمل میں کوئی کوتاہی تو نہیں؟ تو قوم کا حال یہ ہے کہ وہ ''معائب،، کو دیکھتی ہے ''محاسن،، کو نہیں دیکھتی لہذا تمہیں افسوس کرنے کی ضرورت نہیں، اپنی جن جن خامیوں کا علم ہو ان کی اصلاح کرتے جاؤ، معلوم ہوا کہ دشمنوں اور غیروں سے بھی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

حضرت لقمانؒ نے فرمایا کہ میں نے ادب اس طرح سیکھا کہ جو باتیں میں نے غیروں

میں قابل اعتراض دیکھیں انہیں میں نے چھوڑ دیا، دیکھئے ادب سیکھنے کا یہ طریقہ تھا اور واقعی آدمی سمجھ دار ہو تو ہر چیز سے سبق اور عبرت حاصل کرتا ہے۔

یوں اگر دیکھو تو ہر ذرہ کتاب پند ہے
تو مگر دیکھے گا کیا تیرا تو دیدہ بند ہے

اگر آدمی کی آنکھیں کھلی ہوں تو ہر شئی سے عبرت حاصل کر سکتا ہے۔

اصلاح کی ایک شکل یہ بھی ہے

اور اگر کسی کو صحیح مربی بھی نہ ملا اور مخلص دوست بھی نہ ملا اور اس کو لوگوں سے سابقہ بھی نہیں ہے کہ کسی کی دشمنی اور تنقید کا علم ہو تو اس کے لئے چوتھی شکل یہ ہے کہ لوگوں سے اصلاح کی غرض سے خلط ملط رکھے، ان کی تکلیفوں پر صبر کرے اور ان سے جو عیوب معلوم ہوں ان سے بچنے کی فکر کرے، بزرگوں نے اصلاح کے یہ ذرائع لکھے ہیں۔

علم کے تین درجے ہیں

فرمایا کہ: علم کے تین درجے ہیں ایک تو یہ ہے کہ آدمی میں عقل و ذکاوت حد سے زیادہ ہو جائے یہ مکاری کہلاتی ہے۔

دوسرے یہ کہ عقل حد سے کم ہو جائے یہ سفاہت وحماقت ہے۔

اور تیسرے یہ کہ عقل ان دونوں کے درمیان ہو یہ اعتدال ہے اس کو حکمت کہتے ہیں۔

پھر عمل کی دو قوتیں ہیں ایک شہوت دوسرے غضب، شہوت میں بھی تین درجات ہیں۔

ایک درجہ یہ ہے کہ آدمی کی شہوت حد اور لمٹ سے آگے بڑھ جائے تو اس کو افراط کہیں گے اور اس کا نام ''فجور،، ہے مثلاً کسی پر شہوت کا غلبہ ہے وہ اپنی بیوی سے تو متمتع ہوتا ہی ہے مگر کبھی کبھی ادھر ادھر بازار بھی تشریف لے جاتے ہیں، کسی ہوٹل میں پہنچ جاتے ہیں، کسی سڑک چھاپ حسن سے فائدہ بھی اٹھا لیتے ہیں تو یہ افراط اور زیادتی کی حالت ہے جس

کو ''فجور،، کہیں گے اور اگر گھر میں بیوی موجود ہے مگر اس کا حق بھی نہیں ادا کر پاتا تو یہ تفریط کی حالت ہے جس کو ''جمود،، کہیں گے۔

بہر حال فجور اور جمود دونوں ہی مذموم ہیں اور ان دونوں کے درمیان جو شکل ہے وہ ''عفت،، کہلاتی ہے کہ جہاں ضرورت ہے وہاں شہوت کو استعمال کرے اور جہاں ضرورت نہیں ہے وہاں شہوت پر کنٹرول کرے یہ درمیانی راستہ ہے جو شرعاً مطلوب ہے۔

پھر تیسری قوت قوت غضبیہ ہے جو اللہ تعالی نے انسانی بدن کی حفاظت کے لئے رکھی ہے آدمی سوتا ہو اور آپ اس کی ناک پر کچھ لگا دیں تو فوراً ہاتھ مارے گا آدمی بعض مرتبہ نیند میں بھی کھجاتا ہے تو قدرت نے انسان کے اندر ایک طاقت دفاع اور ڈیفنس کی رکھی ہے تاکہ اس باڈی کی کنٹری میں سلامتی رہے اور دفاع وجود میں آتا رہے اگر یہ غصہ کی طاقت حد سے بڑھ جائے بات بات پر غصہ آئے تو اس کو اصطلاح میں ''تہور،، کہا جاتا ہے۔

اور دوسری شکل یہ ہے کہ جہاں غصہ آنا چاہئے وہاں بھی نہ آئے تو یہ جبن اور بزدلی کہلاتی ہے، تو تہور اور جبن یہ دونوں مذموم ہیں اور ان کے درمیان کا درجہ شجاعت کہلاتا ہے کہ جہاں غصہ کی ضرورت ہو وہاں غصہ کرے اور جہاں ضرورت نہیں ہے وہاں کنٹرول کرے یہ اعتدال شجاعت کہلاتا ہے۔

تو علم کے تین درجات ہیں ان میں بیچ کی چیز حکمت ہے، شہوت کے تین درجے ہیں ان میں درمیانی راستہ عفت ہے اور غصہ کے تین درجے ہیں ان میں درمیانی راہ شجاعت ہیں، حکمت، عفت، اور شجاعت ان تینوں کے مجموعہ کا نام عدالت ہے کہ اگر آدمی میں یہ چیزیں پیدا ہو جائیں تو وہ صحیح معنی میں عادل کہلائے گا اسکی ساری زندگی مرتب سمجھی جائے گی۔

عدل بڑی چیز ہے اسی لئے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے خطبۂ ثانیہ کے اخیر میں اس آیت کو پڑھنا لازم قرار دیا جو خیر وشر کی جامع ہے "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان"، اور واقعی یہ آیت ایسی ہے کہ سمجھنے والوں کو جھنجھوڑ دے اور ان کو کھڑا کر دے اور آپ ویسے خطبہ کے وقت دیکھتے ہی ہیں کہ اس آیت کو سن کر سونے والے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں اور جو مطلب نہیں سمجھتے وہ پہلے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں، تو یہ آیت کریمہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے وقت سے لے کر آج تک الحمد للہ یہ سلسلہ جاری ہے کہ خطیب خطبہ ختم کرنے پر "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان"، کی تلاوت کرتا ہے۔

بھئی! تعویذ سے اگر یہ سب ہو جاتا تب تو پھر..........

فرمایا کہ: بعض لوگ عامل کے پاس پہنچ کر کہتے ہیں کہ میرا بیٹا نماز نہیں پڑھتا اس کے لئے تعویذ لکھ دو، بھئی! تعویذ سے اگر یہ سب ہو جاتا تب تو پھر کیا تھا؟ ہر چیز تعویذ ہی سے ہو جایا کرتی بلکہ آدمی کو اپنے طور پر کوشش اور ہمت کرنا ضروری ہے۔

عبادت اچھی چیز ہے مگر اس پر فخر کرنا غلط ہے

فرمایا کہ: دیکھئے عبادت اچھی چیز ہے مگر اس پر فخر کرنا غلط ہے اسی طرح گناہ بری چیز ہے مگر اس پر ندامت کرنا اور پچھتانا اچھی چیز ہے، عبادت موجود ہو مگر اس پر فخر ہو تو کیا کرایا سب بے کار ہو جائے گا جیسے بعضوں کو ایک شوق ہوتا ہے کہ بس عمرہ پر عمرہ اور حج پر حج کریں کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلے اپنے باطن کا جائزہ لو کہ اخلاص کس درجہ کا ہے؟ ورنہ بہت دفعہ مقصود شو اور دکھاوا ہوتا ہے اور عنوان عبادت کا ہوتا ہے ہم حکم نہیں لگاتے ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے شیطان اس لائن سے بھی آتا ہے۔

صف انبیاء میں سے دو نبیوں کی بینائی..........

فرمایا کہ: حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام میں دو نبیوں

کے باب میں پتہ چلتا ہے کہ ان کی بینائی کمزور ہوگئی تھی یا جا چکی تھی ایک حضرت شعیب علیہ السلام جو "خطیب الانبیاء" تھے اور بہت روتے تھے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنا کیوں روتے ہو؟ تو فرمایا کہ مجھے حق تعالی کے سامنے کھڑے ہونے کا استحضار رہتا ہے اس لئے روتا رہتا ہوں چنانچہ آپ کثرت سے روتے تھے اور اسی وجہ سے آپ کی بینائی چلی گئی تھی اور ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی ایک قول کے مطابق ضعیف ہوگئی تھی اور دوسرے قول کے مطابق بینائی جا چکی تھی، قرآن کریم میں فرمایا "وابیضت عیناہ من الحزن"، کہ آپ کی آنکھیں غم کی وجہ سے سفید ہوگئی تھیں، جس کا مطلب مفسرین کرام نے علی اختلاف القولین یہ بیان کیا کے بے رونق یا بے نور ہوگئی تھیں، الغرض پیغمبروں میں نابینا تو ہوئے ہیں مگر کوئی بہرہ نہیں ہوا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ حواس میں بھی کان کا تعلق غیب سے ہے اور پیغمبروں کے علم کی بنیاد ہی در حقیقت مغیبات پر ہے اس وجہ سے بہر حال کان کا درجہ آنکھ سے بڑھ کر ہے اگر چہ مفسرین نے دونوں پر بڑی لطیف دلچسپ بحثیں بھی کی ہیں کسی نے کان کو ترجیح دی کسی نے آنکھ کو ترجیح دی مگر کان کا تعلق غیب سے بھی ہے اور حاضر سے بھی اور حضرت موسی علیہ السلام نے حق تعالی سے درخواست کی تھی کہ آپ کی رؤیت نصیب ہو تو وہ درخواست قبول نہیں ہوئی اور اپنا کلام بغیر درخواست کے سنایا گیا مگر رؤیت درخواست کے باوجود نہیں ہوئی، علماء نے اس سے کان کی فضیلت ثابت کی ہے، اور بھی بہت ساری وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت! مجھے آپ سے کئی سلاسل میں............

فرمایا کہ: شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے اور اخیر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں فرماتے ہیں کہ یہ فقیر لوگوں کو ہٹاتے ہوئے آگے بڑھا اور حضرت علیؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! مجھے آپ سے

کئی سلاسل میں اجازت حاصل ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ براہ راست آپ کے دست اقدس پر بیعت ہو جاؤں تو حضرت علیؒ نے اپنا دست اقدس بڑھایا اور مجھے باقاعدہ بیعت فرمایا۔

کام میں جتنی برکت اور پھیلاؤ ہے یہ........

فرمایا کہ: حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ کا ایک جملہ یاد آیا فرماتے تھے کہ کام میں جتنی برکت اور پھیلاؤ ہے یہ ہمارے بزرگوں کی محنت اور ان کی راتوں کی دعاؤں اور آہوں کا اثر ہے اور جتنی کوتاہی ہے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے، ہر شخص اپنی کوتاہی محسوس کرے اور اصلاح کے جذبہ سے لگے تو حق تعالی کی طرف سے نصرت اور برکت ہوگی۔

عبادت اللہ تعالی کا ''حکم،، ماننے کا نام ہے

فرمایا کہ: عبادت صرف نماز کا نام نہیں ہے بلکہ حق یہ ہے کہ عبادت ''حکم،، ماننے کا نام ہے، اگر عبادت صرف نماز ہی کا نام ہوتا تو اوقات مکروہہ میں بھی نماز عبادت ہوتی، عبادت اگر صرف روزوں کا نام ہوتا تو عید کے دن بھی روزہ عبادت ہوتا، رمضان میں روزہ رکھنا عبادت ہے اور عید کے دن روزہ نہ رکھنا عبادت ہے، تو معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا یا نماز چھوڑنا اور روزہ چھوڑنا درحقیقت عبادت نہیں ہے، عبادت درحقیقت امر الٰہی کو ماننا ہے وہ حکم دے دیں تو نماز پڑھنا عبادت بن جائے گا اور وہ منع فرمادیں تو رک جانا عبادت بن جائے گا، وہ روزہ رکھنے کا امر فرمادیں تو روزہ رکھنا عبادت ہے اور جب وہ روک دیں بریک لگادیں کہ اب روزہ نہ رکھو تو اس وقت رک جانا عبادت ہے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی بندۂ حکم بن جائے یہ عبادت ہے۔

جب عبادت کی حقیقت یہی ہے تو پھر معاملات بھی عبادت ہو سکتے ہیں، معاشرت بھی عبادت ہوسکتی ہے، مومن کی عبادت صرف مصلے تک منحصر اور محدود نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی

بیوی سے صحبت کرر ہا ہے تب بھی وہ عبادت ہے، اسی لئے حدیث شریف میں اس کو ''صدقہ،، کے لفظ سے تعبیر فرمایا اسکے لئے نماز زکوۃ اور کوئی لفظ ذکر نہیں فرمایا بلکہ صدقہ کا لفظ ذکر فرمایا'' صدقہ،، کو'' صدقہ،، اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں'' صدق،، چھپا ہوا ہے، وہ درحقیقت'' مصدق ایمان،، ہے، تو امر الٰہی کے ماتحت اگر شہوانی کام بھی کرر ہا ہے تو اسکے مامور من اللہ ہونے کی وجہ سے اس کا وہ شہوت کا کام بھی'' صدقہ،، کہلائے گا اور حضور ﷺ نے اسے'' صدقہ،، سے تعبیر فرمایا ہے گویا وہ صداقت ایمانی کا پتہ دے رہا ہے کہ کام تو شہوانی ہے لیکن روح ایمانی اس میں کارفرما ہے کہ مولی کے امر پر بیوی حلال ہوئی تھی اور اس کے حق کو ادا کرنے کے لئے ہی اس سے صحبت کرر ہا ہے۔

کہنے کا منشاء یہ ہے کہ عبادت کی حقیقت ہے امر الٰہی کو ماننا، بیوی سے جیسا خلق و معاملہ ہونا چاہئے اس کو اختیار کرے یہ اس موقع پر عبادت ہے، اپنے بھائیوں سے جس طرح برتاؤ چاہئے اسے اختیار کرے یہ خود مستقل عبادت ہے، پڑوس کا خیال رکھے وہ مستقل عبادت، اسلام کی'' ستر،، سے کچھ اوپر شاخیں ہیں ان میں سے جسے اختیار کرے وہ عبادت ہے، عبادت صرف مصلے کی حد تک نہیں ہے کہ نماز پڑھی اور بس.......ہو چکی نماز، مصلی اٹھا لیجئے.....فارغ ہو گئے عبادت سے! یہ تو گویا عبادت کا ست نکالنا ہوا اور سَت وہاں نکالا جاتا ہے جہاں کچھ فضلہ ہو اور یہاں تو سارا اسلام سَت اور جو ہر ہی جو ہر ہے، اس لئے یہاں یہ سوال ہی نہیں ہوتا۔

آمین درحقیقت رب العالمین کی طرف سے داخلۂ جنت کا ویزا ہے

فرمایا کہ: نماز میں سورۂ فاتحہ کے ختم پر جو'' آمین،، کا حکم دیا وہ درحقیقت رب العالمین کی طرف سے داخلۂ جنت کا ویزا ہے، حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ'' آمین،، رب العالمین کی طرف سے مہر ہے غرض یہ کہ جب آمین اس پر لگ گئی تو گویا ویزا لگ چکا اس

کے اور حدیث میں فرمایا گیا کہ ''من وافق تامینہ تامین الملئکة غفر له ما تقدم من ذنبہ،، یعنی جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ موافقت کر جائے اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور مغفرت کے بعد داخلہ تو ہے ہی انشاء اللہ تعالی۔

لفظ ''رب،، میں نکتہ یہ بھی ہے کہ..........

فرمایا کہ: بخاری شریف کی حدیث میں ہے ''انکم سترون ربکم،، بیشک تم اپنے رب کو دیکھو گے۔

اور لفظ ''رب،، میں نکتہ یہ بھی ہے کہ یہ وہی رب ہیں جن کے بارے میں عہد الست ہوا تھا ''الست بربکم،، یہ وہی رب ہیں جن کے بارے میں قیام میں پڑھا تھا ''الحمدلله رب العلمین،، یہ وہی رب ہیں جن کے بارے میں رکوع میں پڑھا تھا ''سبحان ربی العظیم،، یہ وہی رب ہیں جن کے بارے میں سجدہ میں پڑھا تھا ''سبحان ربی الاعلی،، یہ وہی رب ہیں جن کے بارے میں قبر میں سوال ہوگا ''من ربک،، اور یہ وہی رب ہیں جن کے بارے میں حشر میں سوال ہوگا بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حشر میں بھی دو سوال اجمالی ہوں گے ''من ربکم وماذا اجبتم المرسلین،، حافظ شمس الدین ابن قیم رحمہ اللہ نے اسکی تصریح فرمائی ہے، میرے کہنے کا منشاء یہ ہے کہ جس رب کے نام کی رٹ ابتدا سے لے کر انتہا تک تھی اور جس کے لئے دنیا کی روشنیوں سے ہٹ کر خلوت کدوں میں آنکھیں بند کر کر کے تم اس کا دھیان جماتے اور تصور باندھتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ مولی کا دھیان مل جائے اسی رب کا تمہیں دیدار ہوگا اور لفظ رب میں ادھر بھی اشارہ ہے کہ بھلا یہ تمہاری آنکھیں وہاں جا کر بھی کیا دیکھ پاتیں؟ یہ تو ان کی شان تربیت کا ظہور ہوگا کہ وہ اتنی قوت عطا فرمادیں گے جس سے رب العالمین کی زیارت اور دیدار ہو سکے، لفظ رب سے یہ نکتہ بھی ہاتھ آیا لیکن وہ دیکھنا ایسا نہیں ہوگا جیسے

آدمی ہلال دیکھتا ہے کہ نظر آیا نہ آیا سب برابر اور اس میں بھی یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ سے اندازہ لگا کر اور اپنی آنکھ سے نشان ملا کر دوسرے آدمی کو بتاتا ہے کہ یہاں ذرا سے فاصلہ پر اور خدا جانے وہاں کتنا فاصلہ ہو جاتا ہے اور نظر نہ آنے پر کڑھتا بھی ہے کہ اسے نظر کیوں نہیں آرہا ہے، غرض یہ کہ رب العالمین کا وہاں دیدار ہوگا اور اس شان کے ساتھ جیسے چودھویں کے چاند کو تم دیکھتے ہو، کوئی اس میں بھیڑ بھاڑ نہیں، اطمینان اور انبساط کے ساتھ پروردگار عالم کا دیدار ہوگا۔

ہمارا پڑھنا سارے عالم کے لئے نافع ہوتا ہے اور..............

فرمایا کہ: حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہم سارے عالم کے لئے پڑھتے ہیں، ہمارا پڑھنا سارے عالم کے لئے نافع ہوتا ہے اور گھر کے لوگ محروم ہوتے ہیں۔

چاشت کی نماز میں روزی کی کشادگی وسعت اور برکت کا وعدہ ہے

فرمایا کہ: بعض سلف سے منقول ہے کہ ہم نے روزی کی کشادگی چاشت کی نماز میں پائیں اس لئے کہ یہ ایسا وقت ہے کہ ہر آدمی اس وقت اپنے کام میں مشغول رہتا ہے اور چاشت پڑھنے والا سب کاموں کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ روزی کا مسئلہ حل کر دیتے ہیں جسے دیکھئے اس وقت وہ روزی کے لئے ہاتھ پیر مار رہا ہے، اور حدیث پاک میں چاشت کا وقت بتلانے کے لئے ’’حین ترمض الفصال،، کے الفاظ آئے ہیں یعنی اس وقت اونٹنیوں کے بچے گرمی کی تاب نہ لا کر پاؤں چلنے کی وجہ سے اپنی ماؤں سے جدا ہو جاتے ہیں، دھوپ میں تیزی آجاتی ہے، سب دنیا میں مشغول و منہمک ہوتے ہیں اور یہ بے چارہ خدا کی طرف متوجہ ہے اس لئے چاشت کی نماز میں روزی کی کشادگی وسعت اور برکت کا وعدہ ہے۔

چاشت کا وقت آپ ایسے سمجھ لیں کہ گیارہ، ساڑھے گیارہ، بارہ بجے کا وقت اور فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا مقابلہ جب فرعون سے ہوا تو چاشت کا ہی وقت تھا قرآن کریم میں ہے ’’او ان یاتی الناس ضحی،،

اصل میں وحی مبین کی آمد خوشی کا پیغام ہے اور..............

فرمایا کہ: قرآن کریم میں ہے ’’والضحی، والیل اذا سجی،، یہاں دو قسمیں کھائی گئیں، ایک دن کی روشنی کی اور دوسرے رات کی تاریکی، دن چڑھ جانے کو ضحیٰ کہتے ہیں آگے فرمایا جب رات سورج کو ڈھانپ لے اور چھا جائے، جب دن چڑھ جائے تو اجالا ہی اجالا، رات چھا جائے تو اندھیرا ہی اندھیرا گویا اجالے کی بھی قسم کھائی اور اندھیرے کی بھی قسم کھائی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وحی مبین موقوف ہونے کے بعد جب شروع ہو رہی ہے تو اس کو ان دو قسموں سے کیا مناسبت؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل میں وحی مبین کی آمد خوشی کا پیغام ہے اور اللہ تعالی کی طرف سے پیغام کا آنا کتنی خوشی اور فرحت ومسرت کی بات ہے اس کو حقیقۃً دن کے اجالے سے تشبیہ دی گئی کہ جیسے آفتاب کی آمد سے کائنات میں اجالا ہو جاتا ہے ویسے وحی کی آمد سے دنیائے قلب وروح میں اجالا ہو جاتا ہے، باطن میں اور ظاہر میں ہر اعتبار سے سرور کا سامان ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ خدائے پاک کا پیغام ہوتا ہے، جیسے کوئی پولیس فوجدار ڈی ایس پی منسٹر کسی سے بات کر لیں تو لوگ فخر کرتے ہیں کہ مجھ سے فلاں منسٹر نے بات کی ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالی کلام فرمائیں تو یہ کتنی خوشی کی بات ہوگی اس وجہ سے اس مسرت وخوشی کو دن کے اجالے سے تشبیہ دیتے ہوئے ضحیٰ کی قسم کھائی اور پھر رات کے اندھیرے کی قسم کھائی اور اس میں مناسبت یہ ہے کہ وحی مبین کا موقوف ہو جانا گویا رات کا اندھیرا ہے، پیغمبر کے قلب پر غم کی جو کیفیت تھی وہ اتنی شدید

تھی کہ اسکے سمجھانے کے لئے اس عالم میں ہلکی سی چیز رات کی تاریکی ہے اور وحی کی آمد سے اس قدر خوشی و مسرت ہوئی کہ اسکی ایک مثال اس دنیا میں دن کا اجالا ہے۔

نیز دو چیزوں کی قسم کھا کر پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ بھی بتلانا تھا کہ نہ ہمیشہ دن کا اجالا رہتا ہے اور نہ ہی ہمیشہ رات کی تاریکی رہتی ہے، دن کے اجالے کے بعد تاریک رات آتی ہے اور تاریک رات کے بعد دن کا اجالا آتا ہے یہی حال مسرت وغم کا بھی ہے لہذا آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہر غم کی ایک مدت ہوتی ہے، ہر حال کی ایک نہایت ہوتی ہے، ہر صدمہ اور تکلیف ایک مدت لے کر آتا ہے اور اسکی وہ مدت پوری ہوتی ہے، تو رات و دن میں جس طرح تغیر ہے اسی طرح مسرت وغم میں بھی تغیر کی شکلیں اس عالم میں لگی ہوئی ہیں۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رات کو دن کے بعد ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ انجام تو وحی کا موقوف ہونا ہے تو آگے جا کر بتایا کہ ایسی بات نہیں ہے بلکہ انجام آغاز سے بہتر ہے چنانچہ فرمایا ”وللآخرۃ خیر لک من الاولی ،، اور وجہ اسکی یہ ہے کہ انسان کی دو کیفیتیں ہیں وصال اور فصال، ایک ہے کسی کے ساتھ وصل ہو جائے، کسی سے رابطہ اور ملاقات ہو جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ انسان سے اس کا محبوب دور ہو جائے اور ملاقات نہ ہو دونوں میں بڑا فرق ہے، تو فرماتے ہیں ” وللآخرۃ خیر لک من الاولی ،، بعد کا حال یعنی وحی کا رک جانا پہلے حال وحی کے آنے سے بہتر ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعد والی حالت تو وحی کا موقوف ہونا بھی ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کا پیغام آئے یہ خوشی کی بات ہے، رک جائے اس میں کیا خوشی........؟ پھر یہ بعد کی حالت پہلے سے بہتر کیوں ہے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کی حالت فراق بے تابی اور بے قراری کی حالت ہے اور حق تعالی کو بندے کی یہی بے قراری و بے تابی پسند ہے لہذا دوسری حالت کو بہتر قرار دیا۔

مربی جب تربیت کرتا ہے تو......................

فرمایا کہ: حق تعالی نے قسم اس پر کھائی کہ ''ما ودعک ربک وما قلی،، آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا نہیں ہے اور اس مقام پر لفظ ''ربک،، ایک خاص لطف پیدا کر رہا ہے چنانچہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مربی جب تربیت کرتا ہے تو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ دیتا ہے اور سامنے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا، جیسے ایک بچہ ہے اس کے لئے باپ کھلونے لاتا ہے لیکن ہر وقت کھیلتا رہے تو باپ کہے گا کہ یہ کیا لگا رکھا ہے؟ اس لئے گھر کے ایک کونے میں لکڑی بھی رکھتا ہے اور مکتب بھی بھیجتا ہے اور اگر نہ جائے تو اٹھا کر لے جاتا ہے معلوم ہوا کہ جس چیز کی ضرورت ہو وہ چیز اسے دی جاتی ہے پھر ناگوار ہو تو حضور ﷺ کے اندر بے تابی اور بے قراری میں زیادتی پیدا کرنے کی ضرورت حق تعالی محسوس فرماتے ہیں تو وحی بند فرمادیتے ہیں تاکہ ''آتش شوق تیز تر گردد،، اس لئے کہ وہ مربی حقیقی ہیں پھر جب محسوس فرماتے ہیں کہ وحی بھیج دی جائے تو جبرئیل امین کو حکم دے دیتے ہیں کہ جاؤ محمد ﷺ کے پاس اور ان کے پاس جاکر ہمارا یہ پیغام پہنچاؤ اور واقعی آدمی اگر اس حقیقت کو سمجھ لے تو زندگی بھر کے سارے مسائل اور مراحل آسان ہو جائیں اور عقلی پریشانی کبھی نہ ہو گو تھوڑی دیر کے لئے طبعی پریشانی ہو ورنہ عقلاً وہ یہی سمجھے گا کہ میں مزے میں ہوں۔

اس بات کی کوئی اصل نہیں

فرمایا کہ: یہ جو جاہلوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا، ذبح نہیں ہوئے تو غصہ میں چھری جو پھینکی تو وہ سمندر میں گئی اور ساری مچھلیاں خود بخود ذبح ہوگئیں اس لئے اب اس کے ذبح کی ضرورت نہیں ہے اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے۔

رضا مقصود ہو، مزہ مقصود نہ ہو

فرمایا کہ: مزہ کے لئے ذکر نہ کیا جائے اور بعض مرتبہ قبض کی کیفیت ہوتی ہے اس وقت ذکر میں وہ مزہ اور لطف نہیں آتا مگر مزہ آوے تب بھی اللہ تعالی کا ذکر کرو اور نہ آوے تب بھی ذکر کرو ان کی ''رضا،، مقصود ہو ''مزہ،، مقصود نہ ہو۔

سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا، اس نام سے ہے.................

فرمایا کہ: بعضوں کو مختلف باتوں پر فخر ہیں ان کو سارے فخر وغرور کو آج ہی دل سے دھونے کی کوشش کریں، اور دو رکعت صلوۃ التوبۃ پڑھ کر توبہ کریں اس لئے کہ ہمارا سارا فخر اس ذات گرامی پر ہے جس کے بارے میں علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ۔

سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا

دنیا میں آدمی کو مصیبت کہاں نہیں، وہ کونسی زمیں.............

فرمایا کہ: اس آسمان کی چھت کے نیچے کوئی آدمی ایسا نہیں جس کو کچھ نہ کچھ پریشانی نہ ہو، داغ دہلوی کا شعر ہے ۔

دنیا میں آدمی کو مصیبت کہاں نہیں
وہ کونسی زمیں ہے جہاں آسماں نہیں

کوئی نہ کوئی بات انسان کی طبیعت کے خلاف پیش آتی ہی رہتی ہے جس سے اس کو اذیت ہوتی ہے۔

زندگی جو ملی ہوئی ہے اس کی قدر کرے، پتہ نہیں.................

فرمایا کہ: زندگی ملی ہوئی ہے اس کی قدر کرے، کچھ پتہ نہیں کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے، شاعر تو اپنے محبوب سے کہتا ہے کہ ۔

اجالا اپنی یادوں کا ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے

تو کب موت آجائے، اور کب وقتِ اخیر ہوجائے کچھ نہیں کہا جا سکتا، تو حق تعالی شانہ ہم سب کو اپنی طرف توجہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، حقوق العباد سے سبکدوش ہونے کی توفیق نصیب فرمائے، ایمان کی حفاظت، نگاہ کی حفاظت خیال کی حفاظت ان سب چیزوں کی حق تعالی توفیق عطا فرمائے، اور جب وقتِ اخیر ہو تو اللہ تعالی ہم کو اپنے فضل وکرم سے حسنِ خاتمہ سے نوازے، اور حسنِ خاتمہ سے مالا مال فرمائے۔

حاسد تقدیرِ الٰہی پر معترض ہے

فرمایا کہ: حاسد تقدیرِ الٰہی پر معترض ہے گویا وہ در پردہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اس کو یہ چیز کیوں ملی؟ یہ اس کا مستحق نہیں تھا حالانکہ یہ اللہ تعالی کی تقدیر اور تقسیم ہے۔

قسمت کیا ہر ایک کو اقسام ازل نے
ہر شخص کو جس چیز کے وہ قابل نظر آیا
پروانے کو دیا جلنا تو بلبل کو دیا نالہ
غم ہم کو دیا جو سب سے مشکل نظر آیا

ہوش وحواس تاب وتواں داغ سب گئے.............

فرمایا کہ: داغ دہلوی بڑی اچھی بات فرماتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ دنیا کا اصول یہ ہے کہ آدمی سفر کرتا ہے تو سامان تیار کرتا ہے، پیٹی رخصت، بستر رخصت اور سب کے بعد پھر حضرت سب سے ملاقات فرماتے ہیں کہ اچھا اب ہم چلتے ہیں، تو فرمایا کہ یہ انسانی بدن کا جو سامان ہے، آنکھوں کی بینائی وہ رخصت ہونا شروع ہوتی ہے کہ نمبر چڑھ رہے ہیں ایک، دو، تین، بارہ، پندرہ، پچیس، مختلف نمبر ہوتے ہیں، کان سے سنائی نہیں دیتا، کان

پور میں ہڑتال ہے، اور ناگ پور میں سیلاب ہے کہ ہر وقت ضعفِ دماغ سے نزلہ کی شکل ہے، تو ہڑتال کان پور میں، سیلاب ناگ پور میں، اور زبان یاری نہیں کرتی کہ الفاظ ساتھ دیتے ہو، تو جب یہ شکل ہے تو داغ فرماتے ہیں کہ ۔

ہوش و حواس تاب و تواں داغ سب گئے

ہمارا ہوش بھی رخصت، حواس بھی رخصت، قوّتیں بھی سب رخصت، تو اس بدن کے گھرانے کا سب سامان تو ہم نے رخصت کر دیا ہے، اب آگے کہتے ہیں کہ ۔

ساماں تو جا چکے ہیں بس اب ہم بھی جائیں گے

بدن کا سامان ایک ایک کر کے رخصت ہو گیا، اب ہم بھی جانے والے ہیں۔

کامیابی تو کام سے ہوگی، نہ کہ حسن کلام سے ہوگی

فرمایا کہ: ''یافتن'' ایک فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں پانا، اسی سے ایک لفظ ہے'' یابی ،،، تو حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ'' کامیابی'' میں بھی '' کام'' پہلے ہے'' یابی'' بعد میں ہے، اسی کو خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ ۔

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی فکر کے اہتمام سے ہوگی

تو ہر آدمی کو دین کی فکر کرنا ہوگی، ذکر سے دل کو منور کرنا ہوگا، صرف بات سے کام نہیں چلے گا، آج اس بات کی بہت ضرورت ہے۔

میں دو واعظ تم میں چھوڑ کر جاتا ہوں ایک............

فرمایا کہ: بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دو واعظ تم میں چھوڑ کر جاتا ہوں، ایک واعظ ناطق دوسرا واعظ ساکت، ناطق کا مطلب بولنے والا اور ساکت کا مطلب خاموش، قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی وعظ کرنے والا نہیں تو وہ واعظ

ناطق ہے اور موت سے بڑھ کر کوئی نصیحت کرنے والا نہیں مگر وہ واعظ ساکت اور خاموش واعظ ہے اسکی خاموشی سے ہمیں عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہئے ،خود قرآن کریم میں ہے''ھذا کتبٰنا ینطق علیکم بالحق '' یہ ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلے میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے،اور موت بھی واعظ ہے مگر ساکت ہے کہ اسکی خاموشی میں بڑی عبرت اور بڑا سبق ہے بقول شاعر ؎

کندہ کسی کا نگینہ پہ نام ہوتا ہے
تو کسی کی عمر کالبریز جام ہوتا ہے

یعنی پیالہ بھر چکا ہے صرف چھلکنے کی دیر ہے یہ کیفیت ہے،تو شاعر کہتا ہے ؎

کندہ کسی کا نگینہ پہ نام ہوتا ہے
تو کسی کا عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرائے فانی ہے دنیا کہ یہاں شام وسحر
کسی کا کوچ اور کسی کا مقام ہوتا ہے

کہ یہ دنیا عجیب منزل ہے کہ یہاں پر کوئی ٹھہرتا ہے اور کوئی رخصت ہوجاتا ہے۔

جو نظر آتے ہیں وہ نہیں اپنے اور.....

فرمایا کہ:ایک شاعر نے بڑی عجیب بات کہی ہے شاعر کہتا ہے ؎

جو نظر آتے ہیں وہ نہیں اپنے
اور جو ہے اپنا وہ نظر نہیں آتا

کیا پتہ کی بات کہی جو حقیقۃً اپنا ہے وہ آنکھوں سے غائب ہے بلکہ غیب مطلق اور غیب الغیب ہے اور جن کو تم اپنا سمجھتے ہو وہ اپنے نہیں ہیں یہ چند دن کی بہاریں ہیں اور پھر خزاں ہی خزاں ہیں یہ اوپر سے سبزہ زار اور اندر سے خاردار ہے اس لئے اے

برخوردار! تم اس چیز کو اچھی طرح سمجھ لو۔

کسی کی دل شکنی اور دل آزاری سے مکمل اجتناب کرے

فرمایا کہ: بندہ کا معاملہ بندہ کے ساتھ یہ ہونا چاہئے کہ کسی کی دل شکنی اور دل آزاری سے مکمل اجتناب کرے اس لئے کہ قلب مومن کی قدر و قیمت اللہ تعالی کے نزدیک کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے اور دل بھی بڑا نازک واقع ہوا ہے ایک لکھنوی شاعر کہتا ہے اور بہت پتہ کی بات کہی ہے ۔

ہمارے شیشۂ دل کو سنبھل کر ہاتھ میں لینا
نزاکت اس میں اتنی ہے نظر سے جب گرا ٹوٹا

یعنی یہ اتنا نازک ہے کہ نظر سے گرتے ہی ٹوٹ جائے گا۔

آئینہ خود آئینہ ہے آئینہ ساز کا

فرمایا کہ: کسی کہنے والے نے خوب کہا ہے ۔

صانع کو دیکھنا ہوتو عالم پر کر نگاہ
آئینہ خود آئینہ ہے آئینہ ساز کا

یعنی آئینہ اپنی ذات سے تو آئینہ ہے ہی اور اسکے ساتھ وہی آئینہ آئینہ بنانے والے کی کاریگری کا بھی آئینہ ہے، تو اصل یہ ہے کہ آپ آئینہ بھی دیکھیں اور اسکے اندر بنانے والے کا کمال بھی دیکھیں، یہ جتنی چیزیں اس عالم میں ہیں وہ سب حق تعالی کی یاد دلانے والی ہیں۔

کہتا ہے دل کہ آنکھ نے مجھ کو کیا خراب اور............

فرمایا کہ: نگاہ پر مجھے شاہ ظفر کا ایک شعر بڑا پسند ہے، وہ فرماتے ہیں ۔

آنکھ سے آنکھ ہے لڑتی، مجھے ڈر ہے دل کا
کہیں وہ جائے نہ اس جنگ و جدل میں مارا

مجھے یہ ڈر ہے کہ آنکھ کی لڑائی کے نتیجہ میں کہیں دل نہ مارا جائے اور بات بہت پتہ کی کہی۔ ایک ہندو شاعر مکند نے اسکی تشکیل اور انداز سے کی ہے وہ کہتا ہے ؎

دل کی تقصیر نہیں مکند آنکھ ہے ظالم
یہ جاکے نہ لڑتی وہ گرفتار نہ ہوتا

یعنی دل کی گرفتاری آنکھ کی لڑائی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

اور آنکھ ہی پر میر تقی میر کا ایک شعر یاد آیا اس نے آنکھ اور دل کی لڑائی کا عجیب نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں ؎

کہتا ہے دل کہ آنکھ نے مجھ کو کیا خراب
اور کہتی ہے آنکھ یہ کہ مجھے دل نے کھودیا

آنکھ یہ کہتی ہے کہ ظالم میں تو کسی کے چہرہ پر ذرا دیر پڑی تھی اور اس کے بعد وہاں سے ہٹ گئی تھی سارا قصور تیرا ہی ہے تو جب سے بے قرار ہی ہے اور تیری ساری حرکتیں بڑھتی ہی چلی جارہی ہیں۔

اور دل کا شکوہ یہ ہے کہ اگر تو نہ پڑتی تو خدا نے مجھے تو تکوینی اور خلقی طور پر محفوظ رکھا تھا ویسے بھی میں محفوظ رہتا، تو میر صاحب فرماتے ہیں ؎

کہتا ہے دل کہ آنکھ نے مجھ کو کیا خراب
اور کہتی ہے آنکھ یہ کہ مجھے دل نے کھودیا
لگتا نہیں پتہ کہ صحیح کون سی ہے بات
دونوں نے مل کر ہمیں تو ڈبودیا

یعنی آنکھ اور دل کے جھگڑے میں ہماری روحانی کشتی غرق ہوگئی اور ہمارا ضرر ہوگیا۔
اس میں جوانوں کے لئے بڑا اسبق ہے کیونکہ آج کے جوان کا سب سے بڑا معیار صورت ہے۔

عجب سلگتی ہوئی لکڑیاں ہیں رشتہ دارا لگ رہے تو..........

فرمایا کہ: جگر مرحوم کا بڑا اچھا شعر ہے انہوں نے رشتہ داروں کے تعلقات کا نقشہ کھینچا ہے یہ رشتہ داری بھی عجیب چیز ہے کہ اگر رشتہ دار دور چلے جائیں ری یونین چلے جائیں یا امریکہ چلے جائیں یا افریقہ چلے جائیں یا موریشش پہنچ جائیں تو یہاں سے خط جاتا ہے کہ آپ آتے نہیں، ہم سے کچھ محبت نہیں، آپ ہم کو بھول گئے، اب وہاں والے سوچتے ہیں کہ اچھا جب ایسا ہی ہے اور بڑی بے قراری ظاہر کی جارہی ہے تو چلتے ہیں، اب جب وہاں سے آگئے اور تھوڑے دن اچھی طرح ساتھ رہے اور پھر وہی سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جلن شروع ہوجاتی ہے حسد شروع ہوجاتا ہے تو جگر مرحوم نے بڑا اچھا نقشہ کھینچا ہے وہ فرماتے ہیں۔

عجب سلگتی ہوئی لکڑیاں ہیں رشتہ دار
الگ رہے تو دھواں بنے ملے تو جلنے لگے

کہ سلگتی لکڑیاں جب جدا کردی جاتی ہیں تو وہ دھواں دیتی ہیں اور جب ملادی جاتی ہیں تو وہ جل اٹھتی ہیں اسی طرح جب رشتہ داروں میں جدائی ہوجاتی ہے تو چونکہ اندر محبت کی چنگاری ہے اس لئے دھواں اٹھتا ہے اور جب ملتے ہیں تو لڑائی کی آگ جلنا شروع ہوجاتی ہیں۔

موت سب سے بڑا واعظ ہے

فرمایا کہ: موت سب سے بڑا واعظ ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں دو واعظ چھوڑ کر

جا رہا ہوں ایک واعظ ناطق بولنے والا واعظ قرآن کریم ہے قرآن کریم سب سے بڑی نصیحت کی کتاب ہے وہ ''ھدی للناس ،، لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ''شفاء لما فی الصدور ،، دل کی بیماریوں کے لئے شفا ہے، اور دوسرا واعظ موت ہے اور یہ بہت ہی بڑا واعظ ہے، شاعر کہتا ہے۔

کندہ کسی کا نگینہ یہ نام ہوتا ہے
اور کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے

کوئی اپنا ہیرا سنار کے پاس لے جاتا ہے کہ بھائی اس پر میرا نام کندہ کردو۔

عجب سرائے فانی ہے دنیا کہ یہاں شام وسحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

یہ دنیا عجیب ہے کوئی آرہا ہے تو کوئی روانہ ہورہا ہے، آج دیکھو تو باغ و بہار ہے مجلس ومحفل ہے کھانا پینا ہے ملاقاتیں اور مصافحے ہیں خوشیاں اور مبارکبادیاں ہیں دو چار دن بعد دیکھو تو وہاں میت پڑی ہے سناٹے کا عالم ہے خاموشی چھائی ہوئی ہے، ماتم ہورہا ہے، تعزیت ہورہی ہے۔

پھر فرمایا کہ راندیر کے ایک مکتب کے جلسہ میں تین چھوٹی بچیوں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ''بہشتی زیور،، کی ابتداء سے ایک نظم پڑھی جس میں ایک بچی نے اپنے ماں باپ سے زیور کی تعریف پوچھی تو ماں نے نصیحت کی جس میں ایک شعر یہ تھا جس کو وہ بار بار پڑھ رہی تھی۔

سونے چاندی کی چمک سب دیکھنے کی بات ہے
چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات ہے

تین چار شعر کے بعد یہ شعر دہرایا جاتا مجمع پر بڑا اثر تھا بچیاں چھوٹی چھوٹی تھیں، پھر اللہ کی

شان کہ تین دن کے بعد ان تین بچیوں میں سے ایک بچی کا انتقال ہوگیا پورے محلّہ میں سناٹا چھا گیا لوگوں کو بہت تأ ثر ہوا کہ یہ بچی کل اسٹیج پر پڑھ رہی تھی۔

سونے چاندی کی چمک سب دیکھنے کی بات ہے
چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات ہے۔

ہر رنگ میں راضی برضا ہو تو مزہ دیکھ............

فرمایا کہ: مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ کا ایک بہت اچھا شعر ہے فرماتے ہیں۔

ہر رنگ میں راضی برضا ہو تو مزہ دیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کی فضا دیکھ

یعنی آدمی خدائے پاک کی تقدیر پر راضی ہوجائے اور سب سے بڑی رضا یہی ہے کہ آدمی ان کے احکام کے مطابق زندگی گذارنے لگے تو جیتے جی جنت کا مزہ آجائے۔

جمہوریت ڈاکٹر اقبالؒ کی نظر میں

فرمایا کہ: اکثریت پر جو بنیاد ہے وہ صحیح نہیں ہے جیسے جمہوریت ہے، ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے کہ ۔

جمہوریت وہ طرزِ حکومت ہے کے جس میں
رایوں کو تولا کرتے ہے گِنا نہیں کرتے

جیسے مثلاً واٹنگ ہوئی ہے تو اس میں ایک ہزار عقلمند ایک طرف اور دس ہزار عقل کے باردان (کم عقل) دوسری طرف ہے تو یہ کامیاب سمجھے جائیں گے، تو جمہوریت میں سر گنتے ہیں سر کے اندر جو گُدا ہے اس سے بحث نہیں ہوتی۔

حق تعالیٰ نے ذکر کے اندر بڑی لذت رکھی ہے

فرمایا کہ: حق تعالیٰ نے ذکر کے اندر بڑی لذت رکھی ہے آپ کہیں گے ہم تو کوئی خاص

لذت محسوس نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ۔

تو ندیدی گہے سلیماں را　　　　　　　کہ شناسی زباں مرغاں را

یعنی تم نے کبھی سلیمان علیہ السلام کو نہیں دیکھا جو پرندوں کی زباں سمجھ سکو، تم نے ذکر کیا ہی نہیں جو تمہیں یہ لذت حاصل ہو اسی طرح نہ تم ایسے لوگوں کی صحبت میں رہے ہو جن کو ذکر میں لذت آتی تھی۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے، اگر آسانیاں.......

فرمایا کہ: اس دنیا کی راحتیں اور کلفتیں سب آنی جانی ہیں حق یہ ہے کہ آدمی اگر رضا بالقضاء اختیار کرلے تو وہ بڑے نفع میں رہتا ہے اس لئے کہ حالات تو گذر ہی جاتے ہیں مولانا اصغر گونڈی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہوجائے

یعنی جینے کا مزہ اسی میں ہے کہ حالات کے تھپیڑے ہوں پریشانیوں سے دوچار ہوں، مشکلات کا شکار ہوں اور پھر اپنے مولی کی تقدیر پر راضی رہیں باقی یہ ہے بڑے حوصلہ کی بات آدمی کمزور طبیعت ہے اس لئے پریشان ہوجاتا ہے ہاں! طبعی الجھن اور پریشانی کا مضائقہ نہیں۔

ایک اہم گذارش

محترم قارئین ! جن حضرات کے پاس خطیب الامت حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلیوی رحمہ اللہ کے کتابی دروس تحریری طور پر (کاپی کی شکل میں) یا آڈیو کی شکل میں موجود ہو یا اسی طرح بیانات، تفسیر یا مجالس کی آڈیو کیسیٹس یا ایم، پی، تھری کی شکل میں موجود ہو اور جو ابھی تک کتابی شکل میں چھپے ہوئے نہ ہو وہ ان کیسیٹس یا ایم، پی، تھری کو ہم تک پہنچانے کی کوشش کرے (مہربانی کرے) ہم انشاء اللہ اس کو کتانی شکل میں علماء کرام اور عوام کی خدمت میں پیش کریں گے تا کہ اس کا فائدہ عام اور تام ہو جائے۔

ہمارا پتہ یہ ہے

(۱) مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت

(۲) مولوی عبداللہ انصاری، مدرس، مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ، سورت

موبائل۔9898926717

(۳) صالح کتاب سینٹر ٹاٹا اسکول کے سامنے، نوساری

موبائل۔9824084292

(۴) عبدالسلام ابراھیم مارویا

امام مسجد قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن

یو، کے

موبائل

07877937731

مؤلف کی دیگر اہم تالیفات

(۱) منتخب تقاریر، جلد اول۔ (مطبوعہ)

(۲) مجالسِ خطیب الامت، دو جلدیں (مطبوعہ)

(۳) لطائفِ سورۂ یوسف۔ دو جلدیں (مطبوعہ)

(۴) ملفوظاتِ خطیب الامت۔ جلد اول (مطبوعہ)

(۵) بچوں کے لئے احکام ومسائل۔ (مطبوعہ)

(۶) حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات۔ (غیر مطبوعہ)

(۷) قیمتی باتیں۔ دو جلدیں (غیر مطبوعہ)

(۸) ندائے قرآن از عبادِ رحمٰن۔ (غیر مطبوعہ)